ذوقِ خطیب

تالیف

ابوالوفا قاری
فیض المصطفیٰ عتیقی

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

دوم

ذوق خطیب

تالیف

ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

نام کتاب ——— ذوق خطیب (حصہ دوئم)

مولف ——— ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

خطیب جامع مسجد عزیزیہ

واٹر سپلائی روڈ سرگودھا فون 700405

طابع ——— سید حمایت رسول قادری

کتابت ——— عبدالعزیز خوشنویس فیصل آباد

ایڈیشن ——— اوّل

تعداد ——— ایک ہزار

صفحات ——— ۴۷۲

سن اشاعت ——— اپریل ۲۰۰۱ء

ناشر ——— مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

قیمت ——— روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد فون 626046

عتیقی کتب خانہ جامع مسجد عزیزیہ واٹر سپلائی روڈ سرگودھا

فہرست مضامین

اَلاِنْتِسَابُ

فقیر اپنی اس تالیف کو حضور سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ حضور پُر نور شافع یوم النشور، امام الانبیاء، حبیبِ کبریا، مالکِ ارض وسما، شافع روزِ جزا، ساقیٔ کوثر، والیٔ جنت، شبِ معراج کے دولہا، کائنات کے ماویٰ و ملجا، بے سہاروں کے سہارا، امام الاولین والآخرین سیدنا ومولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ مقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ شالا محبوب قبول کرلے۔

سگِ کوچہ دربارِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

اَلاِھْدَا

سُلطان الاولیاء، فخر الاصفیا، شیخ الاسلام، والمسلمین، نائب شمس العارفین، قلندر سیال شریف، قمر الملت والدین حضرت علامہ الحاج

حافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی نور اللہ مرقدہ

کے نام

جن کی رُوحانی مدد سے نقیر ہر مشکل گھڑی عبور کر کے بحمد اللہ ہر میدان میں سُرخرو ہوتا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے خواجہ کی قبر پر کروڑہا رحمتوں برکتوں کا نزول فرمائے۔ آمین۔

خادم خاندان پیر سیال

ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

نقشبندی، سیالوی، قادری

حالاتِ مُصنّف

آج سے چند سال پہلے فقیر سرگودھا سے بوچھال کلاں چکوال ایک عزیز سے ملنے گیا۔ وہاں نماز کا ٹائم ہوا تو ساتھ ہی ایک مسجد تھی بہارِ مدینہ، نماز پڑھی نماز کے بعد مسجد کے متصل خطیب صاحب کا کمرہ تھا۔ سوچا چلو خطیب صاحب سے ملاقات کریں میں اجازت لے کر جب اندر داخل ہوا تو دل باغ باغ ہو گیا کیونکہ بظاہر دیکھنے میں وہ کمرہ تھا لیکن اندر تو ایک عظیم الشان اسلامی لائبریری تھی۔ کہیں احادیث کی کُتب کہیں تفاسیر کی کتب کہیں سیرت کی کُتب غرضیکہ مختلف موضوعات پر سینکڑوں کتابیں درمیان میں خطیب صاحب تشریف فرما تھے۔ ڈھیروں کتابیں سامنے لئے مجھے اُٹھ کر بڑے پُرتپاک طریقے سے ملے پھر گفتگو شروع ہوئی۔ ان کی گفتگو اور حُسنِ سیرت سے میں بڑا متاثر ہوا۔ دل چاہتا تھا کہ ان کی محفل میں بیٹھا رہوں۔ خطیب صاحب نے بڑے پیارے لہجے میں فرمایا۔ حضرت صاحب آپ کا اسمِ گرامی کیا ہے اور کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے کہا میرا نام قاری محمد عمر حیات سیالوی ہے۔ قوم کا بلوچ ہوں۔ سرگودھا کے ساتھ ایک چک ۶۹ شمالی المعروف لہوڑے والا وہاں ذاتی زمین وغیرہ ہے لیکن اب سرگودھا شہر میں مسجد حنفیہ حسینیہ واٹر سپلائی میں خطیب ہوں۔ میں تے

پُوچھا حضُور آپ کا پورا تعارف کیا ہے۔ فرمایا فقیر کا نام فیض المصطفیٰ عتیقی ہے۔ والد کا نام خادم حسین ہے۔ قوم کا کھوکھر، ذاتی مکان ساہیوال سرگودھا میں ہے۔ میں نے پوچھا کہ تعلیم کہاں حاصل کی ہے۔ فرمایا قرآن پاک دھیرو سیال سرگودھا قاری فیض احمد سیالوی علیہ الرحمۃ سے حفظ کیا۔ پھر لاہور جامعہ نظامیہ میں قرآت کا کورس کیا۔ پھر جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو میں شرح جامی تک کتابیں پڑھیں۔ پھر کراچی جا کر تمام کتابیں مکمل کر کے اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ علامہ مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت کے صاحبزادے علاّمہ عبد المصطفیٰ الازہری علیہ الرحمۃ سے دورہ حدیث کیا۔ میں نے پُوچھا سلسلہ بیعت کہاں ہے۔ فرمایا شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں قطب زماں حضرت میاں غلام احمد شرقپوری نقشبندی علیہ الرحمۃ سے اس گفتگو کے بعد نہ چاہتے ہوتے بھی میں نے اجازت چاہی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے لے جائے۔ میں گھر آیا لیکن دل عتیقی صاحب کے پاس چھوڑ آیا۔ تمنا تھی پھر ملاقات ہو، لیکن مصروفیات کی وجہ سے زیارت نہ ہو سکی۔ میرے والد مکرّم قبلہ حافظ محمد حیات علیہ الرحمۃ کا سالانہ عُرس مُبارک نزدیک آگیا۔ میں نے سوچا کیوں نہ اسی بہانے عتیقی صاحب کو دعوت دیں، زیارت بھی ہو جاتے گی۔ تقدیر کا انداز بھی سُن لیں گے۔ عتیقی صاحب تشریف لاتے اور بھی بہت سے خطباء کرام تھے۔ آخر میں عتیقی صاحب کا خطاب شروع ہوا تو لوگ دیوانہ وار جھُوم اُٹھے۔ اندازِ خطابت دیکھ کر میں بڑا متاثر ہوا۔ تقریر کے بعد میں نے کہا عتیقی صاحب آپ سرگودھا کے ہو کر چکوال کیوں خطابت کر

رہے ہیں ؟ ۔ آپ سرگودھا تشریف لے آئیں تو ہماری بڑی خوش قسمتی ہوگی
مسکرا کر کہنے لگے ۔ خان صاحب ہم جیسے بے علم اور بے سُرے خطیب کو
سرگودھے والے کہاں پسند کریں گے ۔ میں نے کہا حضرت یہ بات نہ کریں
سرگودھا والے آپ جیسے لوگوں کو اپنے سَر اور آنکھوں پر بٹھائیں گے اور
انشاء اللہ اب آپ کی ہماری مُلاقات بھی سرگودھا میں ہو گی ۔ عتیقی صاحب
چیچوال چلے گئے ۔ میں اپنی مسجد میں آگیا ۔ چند دنوں کے بعد واٹرسپلائی روڈ
پر ایک خارجی مولوی کی مسجد اور مَدرسہ ہے ۔ اس کے بالکل سامنے اہلسُنّت
کی ایک مسجد عزیزیہ ہے ۔ مسجد کے احباب میرے پاس آتے اور کہا کہ ہمیں
ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے جو کہ حافظ بھی ہو، قاری بھی ہو، عالم بھی
ہو ۔ مناظر بھی، مقرّر بھی ہو، حاضر جواب بھی، حسنِ سیرت و کردار کا بھی
مالک ہو، کیونکہ خارجی مولوی نے ہمیں بڑا پریشان کیا ہوا ہے ۔ میرے ذہن
میں فوراً علامہ عتیقی صاحب کی شخصیت آگئی کہ ان تمام خوبیوں سے مزّین
وہی ہیں ۔ میں نے فون کیا علامہ عتیقی صاحب ایک جلسہ ہے تشریف لائیں
آپ بروز بدھ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو سرگودھے میرے پاس تشریف لاتے ۔
جلسہ ہوا لوگوں نے تقریر کو بڑا سراہا ۔ پھر یوں علامہ عتیقی صاحب ہمیشہ
کے لئے سرگودھے تشریف لے آتے ۔

الحمدللہ ! ہمارے سرگودھا کو یہ فخر حاصل ہے کہ علامہ عتیقی جیسے نڈر،
بے باک جدید فاضل، عالم، مناظر، مقرر، محقق، مُصنّف، قاری، حافظ میّسر
ہیں جو کہ ہر وقت گستاخانِ صحابہ و اہلبیت اور گستاخانِ رسُول علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا جواب دینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں ۔ پُورے

پاکستان میں آپ تشریف لے جاتے ہیں۔ تقریر کرنے سے پہلے آپ کا ہر جگہ اعلان ہوتا ہے۔ کہ بھائی اگر کوئی اعتراض کرنا چاہے تو ہماری طرف سے اجازت ہے۔ اگر کسی کو لکھنا نہ آتا ہو تو کھڑا ہو کر سوال کر سکتا ہے فقیر کئی جلسوں میں علامہ عتیقی صاحب کے ساتھ گیا اور یہ تمام منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ پھر تقریر کا انداز بالکل منفرد، سمجھانے کا انداز بڑا لطیف، میٹھی اور محبتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بریز زبان جس سے ہر سننے والا مطمئن ہو۔ علامہ عتیقی نے ایک علم غیب کے موضوع پر، ایک گیارہویں شریف کے موضوع مناظرے کئے۔ اور چکوال میں دیوبندیوں کو شکست فاش دی، تیسرے مناظرہ سرگودھا اہلحدیث وہابیوں سے رفع یدین کے موضوع پر ہوا۔ جس میں آپ معاون مناظر تھے۔ اس مناظرے میں بھی الحمدللہ وہابیوں کو شکست ہوئی۔ حضرت صاحب اب ماشاءاللہ غوثیہ مسجد مقام حیات میں اپنی خطابت کے پھول نچھاور کر رہے ہیں۔ جمعہ کے دن لوگ دور دراز سے حضرت کا خطاب سننے کے لئے آتے ہیں۔ جو ایک مرتبہ خطاب سنتا ہے۔ پھر الحمدللہ اور کہیں جمعہ نہیں پڑھتا۔ علامہ عتیقی صاحب عالم مناظر مقرر ہی نہیں بلکہ ایک بے مثال مصنف بھی ہیں۔ وقت ملنے پر آپ سرکار کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول پیش کرتے رہتے ہیں۔ جو کہ کتابوں کی شکل میں عوام کے سامنے نمودار ہو رہے ہیں۔ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا کرتا ہوں کہ خالقِ کائنات علامہ عتیقی صاحب کے علم میں، عمل میں، آواز میں، تحریریں، تقریریں، ہر چیز میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم دائم رہے، آمین ثم آمین۔

خادم اہلسنت قاری **محمد عمر حیات سیالوی**

خطیب جامع مسجد حسینیہ سنہری نزد دارِ سیالاتی سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

نگاہِ اوّل

تمام تعریفیں اس خالقِ کائنات کے لائق ہیں۔ جو کائنات کے ذرّے ذرّے کا خالق اور مالک ہے۔ پھر بے شمار درود و سلام ہوں۔ اُس پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، جس کے صدقے اللہ تعالےٰ نے پُوری کائنات کے رنگ و بُو کو سنوارا۔ آج سے چند سال پہلے فقیر نے تقاریر کے ساتھ بحمداللہ تحریر کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ ماہِ اجمیر لکھی۔ امامت کا حقدار کون ؟ لکھی عقیقی قاعدہ لکھا۔ ذوقِ خطیب حصہ اوّل لکھی۔ یہ کتابیں پُورے پاکستان میں ہر بکسٹال پر پہنچیں۔ پھر عوام نے، طلباء نے، علماء نے ان کو خریدا۔ پھر پڑھا، پڑھ کر بڑی محبت کے ساتھ فقیر کو خطوط کے ذریعے ہدیۂ تبریک پیش کیا۔ جس کا فقیر تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کئی دوست کتابیں پڑھ کے دُور دُور سے فقیر سے ملنے کے لئے بھی تشریف لائے اور مبارکبادیاں پیش فرمائیں۔ کہ آپ نے بڑی پیاری عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر کتابیں لکھی ہیں اور میری ہمت بندھائی کہ یہ تحریر کا سلسلہ یہیں رک نہیں جانا چاہیئے۔ بلکہ تاحیات اس کو جاری رکھیں۔ آپ کی اس تحریر سے کئی لوگوں کا بھلا ہو جائے گا کئی بگڑے ہوئے گستاخ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، سرکارِ مدینہ کی نگاہِ کرم

سے آپ کی تحریر کی برکت سے سیدھے راستے پر آجائیں گے۔ پچھلے دنوں بلوچستان صوبہ میں ایک ضلع ہے چمن، اس کے ساتھ ہے واران۔ اس واران کے ضلع میں ایک دیہات ہے۔ وہاں سے ایک خط آیا، لکھا تھا۔ علامہ عتیقی صاحب ہم نے آپ کی زیارت نہیں کی۔ لیکن پچھلے دنوں آپ کی دو کتابیں ماہِ اجمیر اور ذوقِ خطیب حصہ اول پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ بڑی پیاری تحریر تھی، بڑا لطف آیا، آپ نے دلائل کے ساتھ گستاخوں کا رد بھی کیا۔ اور محبوبوں کی شان بھی لکھی۔ ہمارے گاؤں میں چند دیوبندیوں، وہابیوں کے گھر تھے ہم نے آپ کی چند کتابیں خرید کر مفت میں ان لوگوں میں تقسیم کیں۔ انہوں نے آپ کی کتابیں پڑھ کر مسلک اہلسنت اختیار کر لیا ہم آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ناظرین کرام! یقین جانئے میں یہ خط پڑھ کر اتنا خوش ہوا کہ شاید زندگی بھر اتنی خوشی نہیں ہوئی ہوگی۔ کہ اللہ تعالے نے یار کے صدقے چند گستاخوں کو فقیر کی تحریر کے ذریعے سے سرکار کا سچا عاشق بنا دیا ہے اور مسلک حق اہلسنت وجماعت کا راستہ دکھایا ہے۔ مجھے یقین ہے انشاءاللہ میری بخشش کا سامان ہو گیا۔ اسی طرح ضلع اٹک کی تحصیل پنڈی گھیپ سے تمام علمائے اہلسنت کا متفقہ ایک خط آیا کہ عتیقی صاحب ذوقِ خطیب حصہ اوّل پڑھی۔ دوسری کا انتظار کرتے ہوئے کئی ماہ گزر چکے ہیں۔ لیکن بازار نہیں آئی۔ مہربانی کر کے ہماری درخواست ہے۔ اسے جلد مکمل کر کے بازار بھیجنے پر آپ کا اہلسنت پر احسان ہوگا۔ انہی جیسے خطوط نے فقیر کو حوصلہ دیا ہمت بڑھائی اور آگے بڑھنے کی صورت پیدا کی۔ میں کتابیں لکھ بھی رہا تھا

اور سوچا بھی تھا کہ شاید میری تحریر کسی کو اچھی لگتی بھی ہے کہ نہیں، کسی کو پسند آتی بھی ہے کہ نہیں، یہ میرے خالقِ کائنات کا احسان ہوا۔ میرے محبوب کی نگاہ کا صدقہ فقیر کی تحریر کو لوگوں نے بے حد پسند فرمایا اور محبّت کا اظہار فرمایا۔ جس کے نتیجے میں ذوقِ خطیب حصّہ دوم تحریر ہو گئی۔ میں نے اس کتاب کو بڑی محنت اور تحقیق کے ساتھ لکھنے کی کوشش کی ہے۔ ہر بات باحوالہ لکھ کر کتاب صفحہ نمبر تک درج کر دیا ہے تاکہ ناظرین کرام پڑھ کر محسوس فرمائیں کہ یہ بات مؤلف کی اپنی گھڑی ہوئی نہیں بلکہ باحوالہ اور باسند ہے۔ تاکہ وہ ڈنکے کی چوٹ پر لوگوں کے سامنے بیان کر کے ان کو محظوظ کریں۔ انشاء اللہ یہ کتاب ناظرین اور سامعین کے لئے ایک بیمثال تحفہ ثابت ہو گی۔ اگر کوئی بات غلط نظر آئے یا تحریر پسند نہ آئے تو سمجھنا یہ مصنّف کے گناہوں کا نتیجہ ہے۔ اگر بات پسند آئے تو سمجھنا یہ سب کرم ہے میرے پیارے رب العالمین کی رحمت ہے۔ میرے پیارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اور نگاہ پاک ہے۔ میرے مُرشد قطب زماں میاں غلام احمد شرقپوری علیہ الرحمۃ کی بات پسند آئے۔ تحریر اچھی لگے تو فقیر کو ضرور دُعاؤں سے نوازنا۔ دعائیں کرنا یہ سخیوں کی علامت ہے۔ آپ کا بگڑ کچھ نہیں جائے گا۔ فقیر کی کھوٹی قسمت انشاء اللہ سنور جائے گی۔ میں بھی دعا کرتا ہوں اے اللہ عزّ و جلّ اپنے پیارے یار کے توسّل سے پاکستان اسلام اہلسنّت کا بول بالا فرما فقیر کی تمام کتابوں کو قیامت تک ذخیرہ آخرت اور منظورِ نظر فرما۔ ناظرین اور سامعین کو اپنے محبوب کا سچّا غلام بنا۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اس بات کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ:۔

خدا کی عظمتیں کیا ہیں محمد ﷺ مصطفیٰ جانے
مقام مصطفےٰ کیا ہے محمد ﷺ کا خدا جانے
صدا کرنا میرے بس میں تھی میں نے تو صدا کر دی
وہ کیا دیں گے میں کیا لوں گا سخی جانے گدا جانے

والسلام
خادم العلماء والاولیاء
ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی
سرگودھا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پہلا وعظ مبارک

وَالِدَین کَرِیمَین رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ
تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰہُ
مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ
وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلَّذِیْ
یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝

ترجمہ: اور بھروسہ کیجئے سب سے غالب ہمیشہ رحم کرنیوالے پر، جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور دیکھتا رہتا ہے جب آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں کے گھروں کا۔

حضراتِ محترم! یہ ساری کائنات زمین و آسمان، عرش و فرش، کرسی و فلک، لوح و قلم، فرشتے اور غلامان، حور و ملک، جنت و دوزخ، انس و جن، چرند و پرند، نباتات و حیوانات، یہ لہلہاتے کھیت، یہ بڑی بڑی وادیاں، یہ فلک بوس پہاڑ، یہ وسیع و عریض جنگلات، یہ کائنات کے حسین نظارے، یہ اٹھارہ ہزار عالم، یہ تمام چیزیں نہ تھیں۔ لیکن میرا رَبُّ العالمین موجود تھا۔ میرے رَبّ کی تمام صفات اَزلی موجود تھیں۔ میرے رَبّ کی ہستی موجود تھی۔ کیوں؟ اِس لئے کہ میرے رَبُّ العالمین کو کوئی بنانے والا نہیں، بلکہ وہ خود بخود اَزل سے ہے، اَبد تک رہے گا۔ وہ حَیٌّ قَیُّوم ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ کل کائنات اس کی محتاج ہے۔ وہ کسی سے لیتا نہیں، لیکن دیتا ساری کائنات کو ہے۔ وہ خود کھانے سے بے پرواہ، لیکن روزی ساری کائنات کو دیتا ہے۔ جب کچھ نہ تھا تو وہ تھا۔ میرے پروردگارِ عالم نے اپنی صفات کو ظاہر کرنے کے لئے یہ اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جو چیز خالقِ اَرض و سَماء نے سب سے پہلے پیدا فرمائی وہ تھا کملی والے آقا جناب سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نورِ پاک پھر اپنے حبیب پاک علیہ السّلام کے نور سے میرے اللہ پاک نے یہ ساری کائنات کو بنایا اور اِس میں خوبصورتی پیدا کر کے حضرت انسان کو اس دھرتی پر بسایا یہ بس نہیں کیا بلکہ خود آقائے دوجہاں وَالضُّحٰی کے مکھڑے والے، وَاللَّیل کی عنبرین زلفوں والے، مَازَاغ کی نوری آنکھوں والے، طٰہٰ کے سینے والے، یٰسٓ کے تاج والے، مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی

کی مقدس زبان والے، جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُّوْرِیْ،

(مدارج النبوت دوم)

مَیں اللہ ربّ العزت کے نور سے ہوں اور ساری کائنات میرے نور سے ہے۔

مطلب کیا کہ اگر اللہ پاک نہ ہوتا تو مَیں نہ ہوتا، اور مَیں نہ ہوتا تو یہ ساری کائنات نہ ہوتی۔ اللہ غنی۔ یہی بات ایک دیوانے نے کہی کہ:۔

سارا نور ظہور حضور والے بناں نور کیوں کائنات ہوندی
نہ ایہہ چن تارے کاروبار سارے، نہ ایہہ دن ہوندا نہ ایہہ رات ہوندی
نہ ایہہ جن ملائک نہ نبی ہوندے، نہ کوئی اوہناں دی ذات صفات ہوندی
نہ دیوانیہ رب نوں رب کہندے، جے نہ پیدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دی ذات ہوندی

ہاں تو ساری کائنات کو بنانے سے پہلے اللہ پاک نے اپنے نور سے حضور علیہ السلام کا نور بنایا۔ پھر یہ اٹھارہ ہزار عالم بنایا۔ پھر زمین کو آباد کرنے کے لئے سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور اپنے محبوب کریم علیہ السلام کا نور پاک بطور امانت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا۔ آدم علیہ السلام جب زمین میں تشریف لاتے تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آدم علیہ السلام سے منتقل ہو کر جناب شیث علیہ السلام کے پاس آیا۔ وہاں سے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس پھر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے پاس یہاں سے چلتا ہوا۔ پشت در پشت

جناب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لایا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ عزوجل نے چھ بیویوں میں سے بارہ۱۲ لڑکے اور چھ۶ لڑکیاں عطا فرمائی تھیں۔

لڑکوں کے نام یہ ہیں :۔

(۱) حارث (۲) مصعب المعروف الغیداق (۳) عبدالعزیٰ المعروف ابولہب (۴) ضرار (۵) قُثم (۶) حضرت عباس (۷) المقوم (۸) مغیرہ المعروف حجل (۹) حضرت امیر حمزہ (۱۰) زبیر (۱۱) عبدمناف یا عبدالکعبہ المعروف ابوطالب (۱۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

لڑکیوں کے نام یہ ہیں :۔

(۱) حضرت صفیہ (۲) اُلبیضا المعروف اُمّ حکیم (۳) امیمہ (۴) بَرّہ (۵) عاتکہ (۶) اَروی۔ (طبقات ابن سعد۔ جلد اوّل)

حضرت عبدالمطلب کو اپنی تمام اولاد میں سے سیّدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد ماجد سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت پیارے تھے کیوں ؟ اس لئے کہ ایک تو نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ کی پیشانی میں تھا۔ اور دوسرا ایک عجیب واقعہ نے آپ کو مزید اپنے باپ کی محبت کے قریب کر دیا وہ واقعہ کیا تھا تو سنیئے۔

جس مقام پر آج کعبہ شریف ہے۔ اس کو بسانے والے اللہ عزوجل کے پیارے نبی حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ جس زمانے میں حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام

ظاہری حیات کے ساتھ مکہ شریف میں تشریف فرما تھے۔ تو آپ اپنی ظاہری حیات تک مکہ شریف کے تمام لوگوں کے سردار رہے۔ آپ کی وفات شریف کے بعد آپ کے فرزند ثابت بن اسماعیل علیہ السلام قوم کے سردار بنے۔ ثابت کے بعد اُن کے نانا مضاض بن عمرو جُرہمی مکہ شریف کے سردار بنے۔ یہ سرداری چلتے چلتے عمرو بن حارث جُرہمی کے پاس آگئی۔ عمرو بن حارث جُرہمی کی سرداری کے زمانے میں قوم جُرہم نے مکہ شریف میں ظلم کرنا شروع کر دیا۔ جو مُسافر آتا اُسے لوٹ لیتے جو حاجی کعبہ شریف کے لئے خاص نذرانے ہدیئے لے کر آتا۔ اُس پر قبضہ کر لیتے۔ کعبہ شریف کے استعمال کی بجائے اپنے کام میں لاتے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے یہ ظلم برداشت نہ ہو۔ انہوں نے مل کر عمرو بن حارث کا مقابلہ کیا۔ جس سے عمرو اور اس کا قبیلہ مکہ شریف چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ جب وہ مکہ شریف سے جانے لگا تو اُس نے حجرِ اسود کو رُکنِ کعبہ سے اکھاڑ کر اور دو سونے کی ہرن کی مورتیوں کو جو زر و جواہر سے مرصع تھے اور چند قیمتی ہتھیار سب ملا کر زم زم شریف کے کنوئیں میں پھینک دیئے۔ اُوپر سے اچھی طرح مٹی اور پتھروں سے جگہ کو برابر کر دیا۔ یہاں تک کہ آبِ زم زم کا نام و نشان ختم ہو گیا۔ جس زمانے میں اللہ پاک نے مکہ شریف کی سرداری نبی کریم علیہ السلام کے جدِ امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی۔ تو ارادہ الٰہی ہوا کہ زم زم کا کنواں دوبارہ ظاہر ہو۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ سو رہے تھے کہ کسی نے خواب میں آپ کو فرمایا کہ عبدالمطلب صبح اُٹھ کر طیبہ کھودنا تو آپ نے فرمایا کہ وہ طیبہ کیا چیز ہے۔ لیکن جواب نہ ملا۔ دوسرے دن پھر وہ شخص آیا کہ عبدالمطلب

صبح اُٹھ کر مَضنُونَہ کھودنا۔ آپ نے پُوچھا مَضنُونَہ کیا ہے۔ جواب نہ ملا۔
تیسرے دن پھر وہی آدمی آیا۔ اُس نے کہا عبدالمطلب صُبح اُٹھ کر زم زم کا
کنواں کھودنا۔ وہاں سے پانی نکلے گا۔ لوگ اس پانی سے سیراب ہوں
گے۔ تیری عزّت میں اضافہ ہو گا۔ آپ نے پُوچھا کس جگہ سے کھودوں۔
خواب میں آنے والے نے تمام مقام کی نشاندہی کی اور کہا کہ تم جب صُبح
کھودنے آؤ گے تو ایک کوّا زمین کو چونچ سے کریدتے تمہیں نظر آئے گا۔
جہاں اس کی چونچیں لگے وہیں سے کھودنا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اُٹھے۔ اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لیا۔ اور کدال اٹھا کر وہاں پہنچے جہاں
آبِ زم زم شریف ہے۔ آپ نے کوّے کو چونچ مارتے دیکھا۔ آپ نے کھدائی
شروع کی تو قریش کے لوگوں نے آپ کو کہا کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ فرمایا میں
یہاں سے ایک کنواں کھودوں گا تا کہ حجاج کی سہولت کے لئے پانی کا بندوبست
ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہاں سے آپ کو کھدائی نہیں کرنے دیں گے کیونکہ
ہمارے یہاں دو معبود نائلہ اور اساف ہیں۔ ان کی پُوجا ہوتی ہے۔ لوگ
نذرانے وغیرہ چڑھاتے ہیں۔ ہمیں فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ یہاں
میں ضرور کنواں کھودوں گا۔ چاہے کچھ ہو جائے۔ جب انہوں نے زیادہ مزاحمت
کی تو آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اپنا ایک ہی بیٹا نظر آیا۔ آپ نے اللہ عزّوجل
کی بارگاہ میں نذر مانی کہ اے رَبّ لَم یَزل اگر تُو نے مجھے دس فرزند عطا
فرمائے اور وہ جوان ہوئے تو میں ایک فرزند تیری بارگاہ میں قربان کر دوں
گا۔ یہ دعا مانگ کر آپ نے پھر کھودائی شروع کر دی، ابھی تھوڑی سی زمین
کھودی تھی کہ وہ اسلحہ، حجرِ اسود، اور سونے کے ہرن نمودار ہو گئے۔ آپ نے

جب اُن چیزوں کو اٹھایا تو نیچے سے پانی نکل آیا۔ لوگ دیکھ کر حیران ہو گئے اور سب لوگوں نے حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں بڑی آفرین پیش کی۔ یُوں آپ کی عزّت کو مزید چار چاند لگ گئے۔ اللہ پاک نے نبی کریم علیہ السّلام کے دادا پاک کو پھر دس کی بجائے بارہ فرزند عطا فرمائے پھر سب جوان بھی ہوئے ایک دن حضرت عبدالمطلب رات کو کعبہ معظّمہ کے پاس سوئے ہوئے تھے کہ خواب کے اندر کسی کہنے والے نے کہا کہ اے عبدالمطلب آج سے کئی برس پہلے جو تُو نے مَنّت مانی تھی اس کو پُورا کرو۔ حضرت عبدالمطلب کی آنکھ کھل گئی گھبراتے ہوئے اٹھے۔ ایک دُنبہ ذبح کیا اور فقراء مساکین میں تقسیم کر دیا۔ دُوسری رات پھر خواب میں کسی نے کہا کہ عبدالمطلب وہ نذر پوری کرو جو ربّ کعبہ کے لیے تم نے مانی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے مینڈھا تو ذبح کر دیا ہے اب کیا ذبح کروں۔ آواز آئی کہ دُنبہ سے بڑی قربانی کرو۔ آپ صبح اٹھے اللہ پاک کے نام پر ایک بیل ذبح کر کے فقراء میں بانٹ دیا۔ تیسری رات پھر حکم ہوا قربانی کرو، پُوچھا بیل تو ذبح کر دیا۔ اَب کس کی، آواز آئی بیل سے بڑی قربانی کرو، آپ صبح اُٹھے آپ نے ایک اونٹ ذبح کر کے مساکین میں بانٹ دیا۔ چوتھے دن رات کو سوتے تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا کہ عبدالمطلب قربانی کرو۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے دُنبہ ذبح کیا، بیل قُربان کیا، اُونٹ صدقہ کیا، اب کس کی قربانی کروں؟ آواز آئی عبدالمطلب ان سے بھی بڑی قربانی پیش کرو۔ آپ نے پُوچھا اس سے بڑی کون سی قُربانی کروں۔ کہنے والے نے کہا کہ اپنے فرزندوں میں سے ایک فرزند کی قربانی دو۔ عبدالمطلب حیران ہوئے۔ لیکن حکم دینے والے نے فرمایا۔ سردار قریش

حیران کیوں ہو۔ کیا تم نے زم زم کنواں کھودتے وقت نذر نہیں مانی تھی کہ اگر اللہ پاک مجھے دس لڑکے عطا فرماتے اور سب میرے سامنے جوان ہو کر میرے مددگار رہتے تو ایک لڑکا میں اللہ پاک کی بارگاہ میں قربان کردوں گا۔ اب رب نے تمہاری دعا سن لی ہے۔ تم بھی اپنے وعدے کے مطابق نذر پوری کرو۔ حضرت عبدالمطلب صبح اٹھے آپ نے تمام بیٹوں کو جمع فرمایا۔ اپنا خواب بھی بتایا۔ اپنی نذر بھی بتائی۔ تمام بچوں نے کہا کہ ابا حضور آپ پریشان نہ ہوں۔ ہم حاضر ہیں۔ آپ جسے چاہیں اللہ پاک کے نام پر قربان کر دیں۔ آپ نے تمام بچوں کا نام لکھ کر اللہ عزوجل سے دعا کی کہ اے خالق ارض و سموات اے میری گودی کو اپنی نعمتوں سے بھرنے والے یہ تمام بچوں کے نام میں نے لکھ کر رکھ دیئے ہیں۔ اب میں پرچی اٹھانے والا ہوں جس کی قربانی تیری بارگاہ لم یزل میں مقبول ہو۔ اس کا نام میرے ہاتھ تھمادے تاکہ میں تیری بارگاہ میں اس کو قربان کرسکوں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھیں بند کر کے ان بارہ پرچیوں میں سے ایک پرچی اٹھائی جب کھولی تو اس پر نبی کریم علیہ السلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام تھا۔ حضرت عبداللہ اگرچہ حضرت عبدالمطلب کو اپنی جان سے زیادہ عزیز تھے۔ لیکن اللہ عزوجل کے حکم کے سامنے سر جھکا کر یہ فیصلہ تسلیم کرتے ہوئے چھری ہاتھ میں لے لی۔ اور فرمایا عبداللہ عرض کی جی باباجی فرمایا بیٹا چلو تیاری کرو اور اللہ عزوجل کے نام پر ذبح ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ قربان جاؤں باوفا بیٹا ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہے بابا میں تیار ہوں یہ تو ایک جان ہے۔ رب کے نام پر آپ اگر مجھے ہزار

بار بھی زندہ کر دو اگر ذبح کریں تو میں سر نہیں پھیروں گا۔ حضرت عبدالمطلب جب چھری لے کر بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے کعبہ شریف کی طرف چلے تو تمام قریشی سرداروں، تمام آپ کے سسرال والوں نے آپ کا راستہ روک لیا اور پوچھا حضرت جی آپ کیا کرنے لگے ہیں۔ فرمایا میں نے منّت مانی تھی اللہ عزّوجل کی بارگاہ میں پوری کرنے لگا ہوں۔ تمام قریشیوں اور حضرت عبداللہ کے ننھیال نے عرض کی حضور آپ ایسا قدم نہ اٹھائیں اور بیٹے کی قربانی نہ کریں نہیں تو یہ ایک رسم بن جائے گی۔ جس کے لئے آپ کی قربانی حجت ہوگی۔ لوگ دلیل آپ کی قربانی کی دے کر اپنے لخت جگروں کو ذبح کریں گے۔ لہٰذا اللہ عزّوجل کی بارگاہ میں دُعا کرو کہ اے خالقِ کائنات مہربانی فرمایئے کی قربانی کی بجائے کسی جانور کی قربانی قبول فرما کر راضی ہو جا۔ آپ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ قریشی سرداروں نے کہا خیبر کے مقام پر ایک بہت ہی عقلمند اور دانا خاتون رہتی ہے۔ جس کا نام قُطبہ یا سجاح ہے۔ وہ خوابوں کی تعبیر جو بھی بتاتی ہے بالکل صحیح نکلتی ہے۔ ہمارا مشورہ ہے آپ بھی اس کے پاس تشریف لے جائیں۔ اللہ عزّوجل کوئی بہترین طریقہ عطا فرما دے گا۔ حضرت عبدالمطلب تمام مکہ والوں کی بات ٹال نہ سکے آپ چند دوستوں کو ساتھ لے کر خیبر کے مقام پر اس کاہنہ عورت کے پاس پہنچے اور تمام خواب والا واقعہ سُنایا اس کاہنہ عورت نے خواب سُن کر کہا کہ تم یہ بتاؤ تمہارے شہر میں کوئی آدمی مارا جائے تو اس کی دیت اس کا جرمانہ قاتل سے کتنا لیتے ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ دس اُونٹ، اس عورت نے کہا کہ آپ مکہ شریف جا کر ایک

پرچی پر عبداللہ کا نام لکھیں اور ایک پرچی پر دس اونٹ لکھیں اور ان دونوں پرچیوں کو اٹھائیں۔ اگر اونٹوں کے نام والی پرچی نکل آئے تو ٹھیک اگر عبداللہ والی پرچی نکلے تو دس اونٹ اور زیادہ کر کے دس کی بجائے بیس ۲۰ لکھیں اور پرچی ڈالیں۔ پھر اٹھائیں اگر اونٹوں والی پرچی نکل آئے تو خیر نہیں تو دس اور اضافہ کر کے تیس ۳۰ لکھ کر پرچی ڈالیں اسی طرح پرچی اُٹھاتے جائیں۔ اگر اونٹوں والی نہ نکلے تو دس اونٹوں کا ہر مرتبہ اضافہ کرتے جائیں۔ جب اونٹوں والی پرچی نکل آئے سمجھ لینا کہ اللہ عزوجل ہماری قربانی پر راضی ہو گیا ہے۔ وہ سارے اونٹ ذبح کر کے اللہ عزوجل کے نام کی خیرات کر دینا۔ حضرت عبدالمطلب یہ بات سُن کر اپنے دوستوں کے ہمراہ واپس مکہ شریف آ گئے اور ایک پرچی حضرت عبداللہ کا نام لکھا ایک پر دس اونٹ جب اٹھائی تو نام حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔ پھر پرچی ڈالی ایک پر حضرت عبداللہ کا نام ایک پر بیس اونٹ۔ پرچی پھر حضرت عبداللہ والی نکلی۔ انہوں نے پھر دس کا اضافہ کر کے پرچی ڈالی۔ اسی طرح پرچی ڈالتے رہے۔ لیکن نام حضرت عبداللہ کا نکلتا رہا۔ جب پرچی پر سو ۱۰۰ اونٹ لکھ کر ڈالا۔ تو اونٹ والی پرچی نکل آئی۔ لوگوں نے بلند آواز سے نعرہ لگایا اور قریش سردار نے اور تمام مکہ والوں نے حضرت عبدالمطلب کو مبارکباد دی کہ اے ہمارے سردار لگتا ہے اللہ عزوجل راضی ہو گیا ہے۔ لہٰذا اونٹ ذبح کیجئے حضرت عبدالمطلب نے فرمایا خدا کی قسم میرے دل کو تسلی نہیں ہوتی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کو تسلی کب ہو گی۔ فرمایا جب تک تین مرتبہ اونٹوں کی پرچی نہ نکلے۔ آپ نے پھر پرچی ڈالی۔ خدا کی قدرت

سے اونٹوں والی پرچی نکلی تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے جب تین مرتبہ ایسے دیکھا تو فوراً سجدہ شکر بجالائے اور سَو اونٹ ذبح کرکے درندے پرندے مساکین کو کھلا دیا۔ (سیرت ابن ہشام اوّل۔ مدارج النبوت دوم۔ مواہب لدنیہ اول۔ الوفا باحوال المصطفیٰ۔ خصائص الکبریٰ اول)

صدقہ مصطفیٰ علیہ السلام

میرے دوستو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قربانی سے بچ جانا یہ سب صدقہ تھا محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کیونکہ آپ کی پیشانی میں حضور علیہ السلام کا نور پاک تھا۔ اللہ عزوجل نے سَو اونٹ لے کر حضرت عبداللہ کی جان بچالی۔ اسی طرح حضرت عبداللہ کی قربانی کا واقعہ پیش آنے سے ہزاروں سال پہلے جب نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی پیشانی میں آیا تو اللہ پاک کی طرف سے خلیل علیہ السلام کو بھی اپنے بیٹے کی قربانی کا حکم ہوا۔ خلیل اسماعیل کو لے کر منیٰ کے مقام پر پہنچا ہے۔ بیٹے کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر لٹاتا ہے۔ گلے پر تیز دھار چھری چلاتا ہے۔ ادھر اللہ عزوجل اپنے نوری جبرئیل کو فرماتا ہے۔ جبرئیل عرض کی جی، رب جلیل فرمایا۔ خلیل اپنا خواب پورا کرنے کے لئے میری بارگاہ میں بیٹے کے گلے پر چھری چلانے کے لئے تیار ہے۔ تو بھی تیار ہو جا۔ جبرئیل نے عرض کی، مولا میں کیا تیاری کروں فرمایا۔ جبرئیل میرا خلیل اپنے بیٹے کے گلے پر چھری چلانے کا ارادہ کرے تو جنت میں سے ایک دنبہ لے کر اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ لٹا کر اسماعیل کو خلیل کی چھری سے بچالے۔ یا اللہ عزوجل

یہ کیوں اگر بچانا ہی تھا تو حکم کیوں دیا۔ فرمایا جبرئیل تو میرے راز نہیں جانتا۔ میں لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اے دنیا والو دیکھو خلیل اپنے جلیل کے حکم پر سب کچھ قربان کر کے دوستی کا حق ادا کر رہا ہے اور جلیل یار کی ہر چیز بچا کے اپنی قدرت کا اظہار فرما رہا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اسماعیل علیہ السّلام کے ماتھے میں میرے پیارے حبیب صاحب لولاک، محبوبِ کائنات، جلوہ رَبّ ِارض و سموات محمد عربی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نورِ منوّر موجود ہے۔ اگر اسماعیل آج قربان ہو گیا تو جس ہستی کے لئے میں نے کائنات تخلیق کی اس کی ذات دنیا میں کیسے جلوہ گر ہوگی۔ جبرئیل اسماعیل کو محبوب کے نور کے صدقے چھُری سے بچا لے تاکہ خلیل کی آرزو بھی پُوری ہو جائے۔ اسماعیل کو ذبیح اللہ کا لقب بھی مل جائے اور میرے یار کے نور کا صدقہ بھی لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ اللہ غنی۔ گویا حضرت اسماعیل علیہ السّلام اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قربانی سے نجات ملی تو کملی والے کے صدقے قربان جاؤں آقا تیری ذات پر مولانا ظفر علی خان صاحب نے کیا خوب اس مقام پر چند اشعار فرمائے کہ :۔

جیسا کوئی ہوا ہے نہ ہوگا تمہیں تو ہو
بعد از خدا بزرگ وہ تمنّا تمہیں تو ہو
محبوبِ کبریا شہ بطحا تمہیں تو ہو
دِل جس سے زندہ ہے وہ تمنّا تمہیں تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دُنیا تمہیں تو ہو

پہونچی نہ عقل جنّ و بَشر جس مقام پر
ٹھہری نہ قدسیوں کی نظر جس مقام پر
ہے دو جہاں کا سفر جس مقام پر
جلتے تھے جبرئیل کے پَر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو

معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ السّلام دو ذبیحوں کے بیٹے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السّلام اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہی بات خود آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم بھی اپنے صحابہ سے فرمایا کرتے تھے۔ اَنَا ابْنُ الذَّبِیحَیْن۔ اے میرے غلاموں میں دو ذبیحوں حضرت اسماعیل و حضرت عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ (مواھب لدنیہ اوّل) قربان جاؤں نبی کریم علیہ السّلام کے اِن دونوں آبا پیراِن دونوں بزرگوں پر، اِن دونوں مقدّس ہستیوں پر، اِن دونوں خلائے بزرگ کی مُطہر ہستیوں پر، اللہ عزّوجل نے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو نبوّتِ رسالت کا تاج عطا فرما کر کائناتِ عالم میں ممتاز فرما دیا اور بغیر قربانی کے، بغیر جان قربان کرنے کے ذبیح اللہ کا لقب عطا فرما دیا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمانہ جاہلیّت میں پیدا فرما کر جب کہ ہر طرف شرک ہی شرک تھا۔ ہر طرف کفر ہی کفر تھا۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ ہر طرف ظلمت ہی ظلمت تھی۔ ہر طرف بُت پرستی ہی بُت پرستی تھی۔ کے تاریک دور میں بھی شرک سے بچایا، کفر سے بچایا، بُت پرستی سے بچایا غلط رسم و رواج سے بچایا، زنا سے بچایا، شراب سے بچایا، چوری ڈاکے

سے بچایا، اور پاکیزہ زندگی کا طرزِ عمل عطا فرما کر بغیر ذبح کرائے ذبیح اللہ کا لقب عطا فرما دیا۔ گویا ایک نبوّت عطا فرما کر نبیوں میں سجا دیا۔ ایک کو ولایت دے کر ولیوں میں بٹھا دیا۔ وہ نبی ہو کر شان والا، یہ ولی ہو کر مقام والا، وہ نبوّت میں بچ گیا، یہ ولایت میں سج گیا۔ لیکن افسوس جس طرح یہودیوں نے عداوت کی وجہ سے، حسد کی وجہ سے، دشمنی کی وجہ سے، خباثت کی وجہ سے، حضرت اسماعیل علیہ السّلام کا مقام گھٹانے کے لئے، شان کم کرنے کے لئے، درجہ گرانے کے لئے، کہہ دیا کہ ذبیح اللہ اسماعیل علیہ السلام کا مقام نہیں، یہ مقام تو حضرت اسحاق علیہ السّلام کا ہے۔ اسی طرح آج بعض کلمہ گو اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے، ایمان دار بنلانے والے دین کے ٹھیکیدار، اِسلام کے داعی، ایمان ایمان کی رَٹ لگانے والے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت عبداللہ تو مسلمان ہی نہیں تھے۔ اِسی طرح آپ کی امّی جان سیّدہ طیبہ طاہرہ عابدہ، زاہدہ، حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کی جُوتی کی نوک پر تمام کائنات کی مائیں قربان کردوں وہ بھی مومنہ نہ تھی۔ اب آپ ہی سوچیں کہ اگر حضور علیہ السّلام کی پیاری امّاں جان، پیارے ابّو جان ہی ایمان دار نہیں تھے تو اور کون ہے جو ایمان دار ہے اور کون ہے جو مُسلمان ہے۔ جب یہ باتیں ایک کملی والے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم کا سچّا غلام، سچّا عاشق، سچّا خادم، سچّا طالب، سچّا محبّ پڑھتا ہے یا مولویوں سے سُنتا ہے تو خوُن کے آنسو روتا ہے۔ اِنہی آنسوؤں کو تھمانے کے لئے اِسی خون کو عشقِ رسُول علیہ السّلام میں گرمانے کے لئے فقیر نے اِس نازک اور مشکل موضوع پر

یہ مسئلہ چھیڑ کر پھر قرآن و حدیث و تفاسیر سے اس کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ عزّوجل نبی کریم علیہ السلام کے والدین شریفین کے صدقے اس کو مقبول فرما کر ذخیرہ آخرت فرمائے۔ آمین۔

مختلف اقوال

معزز دوستو! نبی کریم علیہ السلام کے والدین شریفین کے ایمان کے بارے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ پہلے وہ اقوال سنئے پھر دلائل کی بات کرتے ہیں۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے والدین نہ زندگی میں مومن تھے نہ موت کے وقت اور نہ اب۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے۔ کہ اس سلسلہ میں خاموشی ہی بہتر ہے کیونکہ اُن کے مشرکانہ اور مُومنانہ دونوں طرز طریقے کی رِوایات ملتی ہیں۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ وہ زندگی میں بھی کافر تھے، موت کے وقت بھی، لیکن اب وہ مومن ہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے ان کو زندہ کر کے کلمہ پڑھا کے صحابی بنا لیا تھا۔ لیکن اکثر مفسرین محدثین، مؤرخین اور علماء کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے والدین کریمین زندگی میں بھی مومن تھے، موت کے وقت بھی مومن تھے اور اب بھی الحمدللہ اپنی قبر شریف کے اندر مومن ہیں۔ (تفسیر نعیمی پ ۱ ص ۶۴۳) اور یہی عقیدہ تمام اہلسنّت وجماعت کا ہے۔ تمام عاشقانِ مُصطفٰے علیہ السلام کا ہے، تمام دیوانوں کا ہے، تمام مستانوں کا ہے، تمام یا رسول اللہ عزّوجل کا نعرہ لگانے والوں کا ہے، تمام بریلویوں کا ہے، تمام غلامانِ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ہے، تمام میلاد منانے والوں کا ہے، اور یہی عقیدہ دسویں ہجری کے مجدد امام المحدثین فنا فی الرسول حضرت علامہ

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے پیش فرمایا، کون سیوطی جو ایک نامور بلند پایہ مجتہد مفسر محدث فقیہہ ادیب مؤرخ تھے۔ کون سیوطی جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے چار سو پچاس تفاسیر احادیث اور تواریخ کی کتابوں تحریر فرمائیں، کون سیوطی جو دو لاکھ احادیث کا حافظ تھا۔ کون سیوطی جس کو پندرہ علوم پہ مکمل دسترس حاصل تھی، کون سیوطی جس نے پچھتر مرتبہ جاگتی آنکھوں سے مصطفیٰ کریم علیہ السلام کا دیدار پرانوار کیا۔ (مقدمہ تاریخ الخلفاء) یہی علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب الدرج المنیفہ فی الاباء الشریفہ ص۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ،

ذَهَبَ جَمْعٌ كَثِيْرٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ الْاَعْلَامِ اِلٰى اَنَّ اَبْوَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاجِيَانِ مَحْكُوْمٌ لَّهُمَا بِالنَّجَاةِ فِي الْاٰخِرَةِ

ترجمہ: اکابر آئمہ کی اکثر جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے والدین شریفین ناجی ہیں یعنی جنتی ہیں اور آخرت میں نجات پائیں گے۔

معلوم ہوا کہ عالم اسلام کے اکثر مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ حضور علیہ السلام کے والدین کریمین بحمد اللہ مسلمان تھے۔ اور یہ بات مسلمانوں نے کہاں سے سیکھی یہ عقیدہ کس لئے اپنایا۔ اس لئے کہ قرآن حدیث اور علمائے کرام کے اقوال اس بات پر گواہی دے رہے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین موحد تھے۔ اللہ عزوجل کو

وحدہٗ لاشریک سمجھتے تھے۔ جب دنیا سے جانے لگے تو پھر بھی وحدانیت رب پر ایمان رکھتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔ آیئے قرآن پاک کا مطالعہ کرتے ہیں۔ قرآن پاک سے پوچھتے ہیں کہ اے اللہ عزوجل کی پاک کتاب، اے ربِ ذوالجلال کی لاریب کتاب، اے خدائے برتر کی سچی کتاب اے کائنات کے ذرّے ذرّے کی خبر دینے والی کتاب تو بتا تو ہمیں خبر عطا فرما، تو ہمیں مطلع فرما کہ جس پیارے آقا پر تو تشریف لائی، جس مدنی آقا کی تجھے کتاب بننے کا شرف حاصل ہوا آیا اس آقا کے والدین کے بارے تو کیا خبر رکھتی ہے۔ تو ربِ کائنات کی سچی کتاب سے آواز آئی اے میرے نبی کریم علیہ السلام کے والدین کے بارے سوال کرنے والے ذرا آج سے کئی ہزار سال پہلے نبی کریم علیہ السلام کے پیارے دادا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مطالعہ کر تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ وہ کس عقیدے سے تعلق رکھتے تھے۔

دعائے خلیل اللہ علیہ السلام

میرے دوستو! آج سے ہزاروں سال پہلے جب اس دنیا میں اللہ عزوجل نے اپنے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا تو سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی ولادت شریف کے بعد اللہ پاک نے اپنے خلیل کو اور خلیل کے بیٹے ذبیح کو حکم فرمایا کہ میرے گھر بیت اللہ شریف کی دوبارہ تعمیر کرو۔ چنانچہ حکم خداوندی عزوجل سن کر خلیل و ذبیح تعمیر کعبہ میں مشغول ہو گئے۔ اللہ، اللہ آج ہمارے مسلمان مستری معمار مکان بنانے والے جب کام پر لگتے

ہیں تو کام کے ساتھ ساتھ ٹیپ پر بے حیاء، عزت وغیرت کو ختم کرنے
والے نفسانی خواہشات کو ابھارنے والے عشقی گانے لگا اور مالکوں سے
لگوا کر کام کرتے ہیں۔ اگر ٹیپ کا بندوبست نہ ہو سکے تو خود ہی مُنہ سے
گانے غزلیں ماہیئے عشقی اشعار گنگناتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی منع کرے تو
کہتے ہیں یار کیا کریں ٹائم جو پاس کرنا ہے۔ مجبور ہیں۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہ۔
لیکن قربان جاؤں میں ان اللہ عزوجل کے گھر کے مستریوں پر جو کام
بھی کرتے ہیں، جو گارا بھی لگاتے ہیں، جو مسالہ بھی لگاتے ہیں جو اینٹیں
بھی لگاتے ہیں جو مزدوری بھی کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اللہ عزوجل
کی بارگاہِ نازنین میں دعائیں بھی کرتے ہیں، عاجزی بھی کرتے ہیں اور
اپنی اور اپنی آنے والی نسلوں کے لئے اِسلام میں قائم رہنے کی دعائیں
بھی کرتے ہیں باپ دعا کرتا ہے بیٹا آمین کرتا ہے۔ کون سی دُعا کی
کون سی آرزو کی اپنے مالک سے کیا مانگا، اپنے خالق سے کیا سوال کیا
اپنے پیدا کرنے والے سے کیا خواہش کی۔ آیئے قرآن پاک ا سورۃ
بقرہ رکوع ۱۵ کا مطالعہ کرتے ہیں اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں اپنے
دونوں رسولوں کی دعاؤں کا یُوں ذکر فرمایا کہ۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ
الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ
اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

ترجمہ: اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد کیجئے جب
اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام بنیادیں خانہ کعبہ کی

اور اسمٰعیل علیہ السّلام بھی۔

(اور دُعا کرتے تھے کون سی کہ) اے ہمارے پروردگار قبول فرما ہم سے یہ عمل بے شک تو ہی سب کچھ سُننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ جب ابراہیم اور اسمٰعیل علیہم السّلام نے بارگاہِ رَبّ العزّت میں یہ عرض کیا تو بارگاہِ صمدیّت سے آواز آئی۔ اے میرے خلیل و ذبیح مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ مانگنا تمہارا کام ہے۔ دستِ سوال بڑھانا تمہارا کام ہے۔ تمہارے اُٹھے ہوئے خالی ہاتھوں کو اپنی رحمتوں سے اپنی برکتوں سے، اپنی نعمتوں سے، اپنی نوازشات سے، اپنی عطاؤں سے، اپنی کرم نوازیوں سے بھرنا وَحْدَہٗ لَا شَرِیک کا کام ہے۔ اللہ اللہ قربان جاؤں اُن مانگنے والوں پر، اُن باپ بیٹوں پر اور نثار جاؤں اُس حقیقی داتا پر، اس خالق ارض و سما پر اس رحمٰن و رحیم پر اس کریم شفیق مولا پر جس نے اپنے محبوب نبیوں کی دعاؤں کو شرفِ قبولیّت نوازا اُن پاک پیغمبروں نے دُعا کیا مانگی آیئے یہیں سے آگے قرآن حمید کا مطالعہ کرتے ہیں کہ اُن مقدّس رسولوں نے کون سی دُعا مانگی مولا کریم کی بارگاہِ بے نیاز میں یُوں عرض کیا۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا
اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ
عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ
یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ: اے پیارے رب بنا دے ہم کو فرمانبردار اپنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کرنا جو تیری فرمانبردار ہو اور بنا دے ہمیں ہماری عبادت کے طریقے اور توجہ فرما ہم پر اپنی رحمت سے بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اے ہمارے رب بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انھیں میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے انھیں تیری آیتیں اور سکھائے انھیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک صاف کر دے انھیں بیشک تو ہی بہت زبردست اور حکمت والا ہے۔

عزیز دوستو! ان دونوں آیۃ کریمہ کو پڑھنے سے معلوم ہوا کہ آج سے ہزاروں سال پہلے اللہ عزّوجل کے دو پاک پیغمبروں نے بارگاہِ صمدیت میں تین دعائیں مانگی تین خواہشیں ظاہر کیں، تین مرادیں مانگیں۔ کون کون سی۔

(۱) یا اللہ عزّوجل ہمیں اپنا فرمانبردار بندہ بنا۔ ہمیں اپنا محبوب عبادت گزار بنا۔

(۲) ہماری اولاد میں سے ایک جماعت کو بھی اپنا فرمانبردار بنانا۔ اپنا برگزیدہ بنانا، اپنا پیارا بنانا۔

(۳) پھر اسی جماعت سے، اسی ہماری اولاد سے ایک شانوں والا، کمال والا، بزرگی والا، عظمتوں والا رسول بھی مبعوث فرمانا۔

جب رب کائنات کے پاک رسولوں نے یہ دعائیں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مانگیں۔ پھر قبول ہوئیں یا نہیں ہوئیں۔ ضرور ہوئیں۔ ہوتی بھی کیوں نہ۔ جب تقسیم کرنے والا، رحمتیں برسانے والا خود جو رحمت بھری آواز سے فرما رہا تھا کہ اے میرے محبوب نبیو، تم مانگو میں عطا کروں گا۔ ادھر اللہ پاک کے نبی دعا مانگ رہے ہیں ادھر صدائے خدا بلند ہو رہی ہے کہ:۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ فَعَلْتُ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے نبیو، میں نے تمہیں اپنا برگزیدہ اپنا محبوب، اپنا پیارا بنا لیا ہے نبیوں نے عرض کی مولا کریم ہماری اولاد سے بھی ایک جماعت اپنی فرمانبردار بنانا صدائے وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ پھر بلند ہوتی ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ فَعَلْتُ۔ اے میرے پیغمبرو، میں نے یہ بھی تمہاری دعا سن کر قبول فرما لی۔ تمہاری اولاد میں سے ضرور ایک جماعت ایسی پیدا کروں گا جو میری تابعدار رہے گی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اوّل صہ ۱۸۳)

محترم سامعین کرام! معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور ان کی اولاد میں چند ہستیاں ایسی بھی کفر و شرک کے دور میں رہیں۔ جنہوں نے سوائے اللہ عزوجل کے کسی کو اپنا معبود تسلیم نہیں کیا۔ سر جھکایا تو اسی کی بارگاہ میں سجدہ کیا تو اسی معبود کو حقیقی اور وحدہٗ لاشریک خالق مانا۔ تو اسی لم یزل کو وہ ہستیاں کون تھیں، وہ بزرگ لوگ کون تھے۔

وہ حقیقی مسلمان کون تھے؟ وہ نبی کریم علیہ السلام کے آباء و اجداد تھے وہ کملی والے علیہ السلام کے خاندان کے بزرگ لوگ تھے۔ وہ محبوب کریم علیہ السلام کے معزز احباب اور عزیز و اقارب تھے۔ جن کی زندگیاں بتوں کو پوجنے کی بجائے معبودِ برحق کو پوجتی رہیں۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم، حبیبِ کبریا، تاجدارِ دوجہاں محبوب خدا عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اس بات کو واضح فرما کر برسرِعام اعلان فرما دیا کہ اے میرے صحابہ۔ عرض کی جی آقا۔ فرمایا تمہیں اپنے خاندان کا شاید پتہ ہو یا نہ ہو۔ لیکن میں کملی والا آدم علیہ السلام سے اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک تمام خاندان کو اپنے تمام آباؤ اجداد کو جانتا ہوں۔ صحابہ نے عرض کی آقا آپ کا خاندان کیسا تھا؟ آپ کے آباؤ اجداد کیسے تھے؟ تو سرورِ کائنات نے فرمایا صدیقِ اکبر کے یار نے فرمایا۔ سُنّیوں کے تاجدار نے فرمایا۔

لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ یَنْقُلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّیِّبَۃِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاھِرَۃِ حَتّٰی اَخْرَجَنِیْ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے، پاکیزہ رحموں سے منتقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے (میرے والدین سے) نکالا۔ (زرقانی شریف جلد اول ص۱۶۷۔ خصائص الکبریٰ جلد اول ص۳۹۔ دلائل النبوت شفا شریف اول جواہر البحار چہارم۔

حضرات محترم! ان دو آیاتِ کریمہ اور احادیثِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام کے والدین شریفین دعائے خلیل و اسماعیل علیہم السلام

کی برکت سے پاک لوگوں سے منتقل ہو کر دنیا میں تشریف لاتے اور خود بھی مومن ہو کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ آیئے اب دوسری آیۂ کریمہ سنتے ہیں۔ جس سے نبی کریم علیہ السلام کے والدین کے ایمان کا ثبوت ملتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید کے پارہ ۲۵ سورۃ زخرف میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا وہ فرمان نقل فرماتا ہے۔ جو آپ نے اپنے چچا آذر اور اپنی قوم کو تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا کہ :۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖۤ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝

اے میرے حبیب علیہ السلام وہ وقت یاد فرمایئے جب فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ یعنی چچا آذر سے اور اپنی قوم سے کہ میں بیزار ہوں اُن سے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ۝

سوائے اُس کے جس نے مجھے پیدا فرمایا، بے شک وُہی میری رہنمائی کرے گا۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝

اور آپ نے بنا دیا کلمہ توحید کو باقی رہنے والی بات اپنی اولاد میں تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

معزز دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ کے اندر اپنے

خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ فرمان نقل فرمایا۔ جب آپ آگ سے نکل کر اپنی قوم کو چھوڑ جانے لگے۔ تو فرمایا کہ میں بتوں کی عبادت کبھی نہیں کروں گا۔ بلکہ میں تو اس خالقِ کائنات کی پوجا کروں گا۔ جس نے پیدا فرمایا۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ جس توحید پر میں قائم ہوں۔ جس طرح میں اللہ پاک کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں قیامت تک میری اولاد بھی اسی طرح توحید پر قائم رہے اور شرک سے بچتی رہے۔ اس آیۃ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوتے نبی کریم علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ کا مطلب یہ ہے کہ:۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بَاقِيَةٌ فِي عَقِبِهِ اِبْرَاهِيْمَ

عَقَب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وصال شریف کے بعد قیامت تک آپ کی اولاد کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے عقیدے پر قائم دائم رکھے گا۔

اسی طرح حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کلمہ باقیہ سے مراد ہے عقیدہ توحید، عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ قَالَ التَّوْحِيْدُ وَالْاِخْلَاصُ وَلَا يَزَالُ فِي ذُرِّيَّتِهِ مَنْ يُّوَحِّدُ اللّٰهَ وَيَعْبُدُهٗ۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کلمہ باقیہ سے مراد توحید اور اخلاص ہے اور ہمیشہ سے آپ کی اولاد میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنے والے اور اس کی عبادت

کرنے والے موجود رہے ہیں۔ امام ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تفسیر کرتے ہوتے فرماتے ہیں کہ:۔

فَلَمْ یَزَلْ نَاسٌ مِّنْ ذُرِّیَّتِہٖ عَلَی الْفِطْرَۃِ یَعْبُدُوْنَ اللّٰہَ حَتّٰی تَقُوْمُ السَّاعَۃُ

کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں کچھ لوگ ہمیشہ دین فطرت پر رہیں گے اور قیامت تک اللہ عزوجل کی عبادت کرتے رہیں گے۔

حضرت علامہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیۃ شریف کی تشریح کرتے ہوتے فرماتے ہیں کہ:۔

اَیْ فِیْ ذُرِّیَّتِہٖ فَلَا یَزَالُ فِیْھِمْ مَنْ یُّوَحِّدُ اللّٰہَ وَیَدْعُوْا اِلٰی تَوْحِیْدِہٖ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ ایسے لوگ رہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانیں گے اور دوسروں کو بھی توحید کی دعوت دیں گے۔

دالحاوی للفتاوی جلد۲ ص۲۱۶۔ تفسیر طبری یہی آیت۔ تفسیر ابن کثیر یہی آیت۔ تفسیر کبیر یہی آیت۔

اس آیۃ کریمہ اور تفاسیر سے پتہ چلا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کچھ لوگ ہمیشہ دین الٰہی پر قائم دائم رہے اور یہ سلسلہ نبی کریم علیہ السلام کی ذات پاک تک پہنچا اور یہ بات یقینی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اور آپ کا خاندان سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسل پاک

سے ہے نوبت چلا کہ سرکار کے والدین شریفین الحمدللہ دعائے خلیل علیہ السلام کی برکت سے موحد تھے اور دینِ الٰہی اور دینِ فطرت کے پاسبان تھے اگر سرکار کے آباؤ اجداد کو مومن نہ مانا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے جو ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کا مظہر بن کر سرکار کی ذات تک پہنچے۔ تو آپ تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھیں کہ وہ یہی لوگ تھے ان کے سوا کوئی تھا ہی نہیں۔ کیونکہ اولادِ خلیل تو یہی تھے۔ مُدعائے خلیل تو سرکار کی ذات تھی۔ جن کی زیارت خلیل علیہ السلام کے دل کی حسرت تھی۔ اللہ اکبر۔

اب تیسری آیہ شریف سنیئے۔ خالقِ کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ؕ

اے میرے حبیب علیہ السلام وہ وقت یاد فرمائیے جب عرض کی ابراہیم علیہ السلام نے کہ اے میرے پالنے والے بنا دے اس شہر کو امن والا اور بچالے مجھے اور میرے بچوں کو کہ ہم پوجا کرنے لگیں بتوں کی۔

(۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۳۵)

اللہ تبارک و تعالیٰ کا پیارا خلیل جب اللہ پاک کے حکم سے اپنی بیوی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور معصوم سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ شریف کے ویران جنگل میں چھوڑ کر جانے لگا تو بارگاہِ

خداوندی میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی کہ اے پروردگار میں تو جا رہا ہوں لیکن میری اولاد کو اور مجھے بُتوں کی عبادت سے بچا لینا۔ اللہ پاک کی طرف سے آواز آتی خلیل گھبراؤ نہیں، تو نے میری خاطر بیوی بچے کو اس جنگل میں چھوڑا، بس تیری دُعا کے صدقے، تیری اولاد کو بُتوں سے بچا کر اپنا قرب عطا کروں گا۔

حضرت علامہ امام ابن جریر، تفسیر ابن جریر کے اندر اس آیۃ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت مجاہد تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے اس آیۃ کریمہ کی تشریح کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ :۔

قَالَ فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ لِاِبْرَاهِيْمَ دَعْوَتَهٗ فِیْ وُلْدِهٖ قَالَ فَلَمْ يَعْبُدْ اَحَدٌ مِّنْ وُلْدِهٖ صَنَمًا بَعْدَ دَعْوَتِهٖ۔

اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعا آپ کی اولاد کے حق میں قبول فرمالی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دُعا کے بعد آپ کی اولاد میں سے کسی نے بھی کسی بُت کی پُوجا نہیں کی۔ اسی طرح کسی نے حضرت سُفیان بن عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پُوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی غیر اللہ کی عبادت کی تو آپ نے فرمایا نہیں پھر اُس سائل سے فرمایا کہ :۔

قَالَ اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَهٗ وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔

کیا تُو نے قرآن پاک میں اللہ عزّ وجل کے خلیل کی دُعا نہیں

پڑھی۔ جو آپ نے کی تھی کہ یا اللہ عزوجل مجھے اور میری اولاد کو بُتوں کی پُوجا سے بچا لینا۔ تو سائل نے عرض کی کہ حضور ہو سکتا ہے۔ یہ دُعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اِسحاق علیہ السلام کی اولاد کی نیّت سے کی ہو فرمایا نہیں یہ اسحاق علیہ السلام کی اولاد کے لئے نہیں بلکہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے واسطے اس کی دلیل یہ ہے کہ:۔

لِاَنَّہٗ دَعَا لِاَھْلِ ھٰذَا الْبَلَدِ اَنْ لَّا یَعْبُدُوْا اِذَا اَسْکَنَھُمْ اِیَّاہُ

ابراہیم علیہ السلام نے شہر مکّہ کے باشندوں کے لیے اللہ پاک کے حضوُر دُعا مانگی تھی کہ جب مکّہ شہر ان کی رہائش گاہ بن جائے تو یہ بُتوں کی پُوجا نہ کریں۔

(اَلْحَاوِیُ لِلْفَتَاوِیْ جلد۲ ص۲۱۷)

حضراتِ گرامی! معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لختِ جگر سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد جو نبیّ کریم علیہ السلام تک پہنچی تو وہ بُتوں کے پُجاری نہیں تھے۔ خدا کے پُجاری تھے۔ وہ غیر اللہ کے سامنے جھکنے والے نہیں تھے۔ بلکہ اللہ پاک کے سامنے سر جھکانے والے تھے۔ وہ اللہ پاک کی توحید کے قائل تھے۔ خدا پرست تھے اور دینِ فطرت پر قائم رہتے ہوتے وہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اگر حضور علیہ السلام کے والدین شریفین خدا کے ماننے والے نہ ہوتے تو اللہ پاک کبھی بھی اپنے بے مثل محبوب کا نُورِ پاک ان کے اندر منتقل نہ فرماتا کیونکہ کافر مُشرک دنیا کی ہر چیز سے بدتر ہیں۔ اور ناپاک ہیں۔ آج ہم چار روپے کا پاؤ دودھ ناپاک برتن میں

نہیں ڈلتے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک نے پاک محبوب کا نور ناپاک لوگوں کی پشت میں رکھ دیا ہو۔ قرآن پاک کا مطالعہ فرمایئے کافر مشرک دنیا کے بدترین اور برے انسان ہیں۔ اور مومن مسلمان بہترین اور اچھے انسان ہیں۔

مشرک بدتر

اللہ پاک مشرکوں اور مسلمانوں کی بدتری اور بہتر سزا اور جزاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اُوْلٰئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ۔

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب سے وہ اور مشرک سب جہنم کی آتش میں ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی لوگ تمام مخلوق میں بدترین ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُوْلٰئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ۔

اور یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ یہی لوگ تمام مخلوق میں بہترین ہیں۔ ان دو آیۃ کریمہ سے پتہ چلا کہ مشرک بدتر مومن بہتر، مشرک ذلیل، مومن شریف، مشرک گھٹیا، مومن افضل، مشرک ناپاک، مومن پاک، مشرک جہنمی، مومن جنت کا وارث۔

ایک دوسرے مقام پر ربّ العزت مشرک کی مذمت کرتے ہوئے

فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔

اے ایمان والو یہ مشرک تو بالکل ہی ناپاک ہیں۔

(پارہ ۱۰، آیت ۲۸، سورۃ توبہ)

قرآن مجید کی اس آیۂ کریمہ سے پتہ چلا کہ مشرک ناپاک ہے چاہے وہ نسب وحسب کے لحاظ سے کتنا ہی اونچا کیوں نہ ہو، چاہے وہ کتنے بڑے عہدے پر فائز ہو، وہ ناپاک ہی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سرکار کا حسب ونسب کیسا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں محبوب کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک مقدس رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت، ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں پر بڑی مہربانی کرنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

(پارہ ۱۱، سورۃ توبہ، آیت ۱۲۸)

نبی کریم علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی تو ساری کائنات کے آقا و مولا

جانِ جہاں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس آیتہ کریمہ کو دو طریقوں سے پڑھا ایک تو مِنْ اَنْفُسِکُمْ "فا" پر پیش دے کر پڑھا۔ دوسری مرتبہ مِنْ اَنْفَسِکُمْ یعنی "فا" پر زبر دے کر پڑھا اور پھر فرمایا کہ :۔

اَنَا اَنْفَسُکُمْ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَّحَسَبًا لَيْسَ فِيْ اٰبَآئِيْ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ مِنْ سَفَاحٍ كُلُّنَا نِكَاحٌ۔

اے میرے صحابہ، عرض کی جی آقا، فرمایا سُنو۔ میں تم میں سے نہیں، بلکہ پوری رَبّ کی مخلوق میں سے نفیس ترین ہوں میرا نسب بھی اُونچا، میرے والد سے لے کر میرے باپ آدم علیہ السلام تک کوئی بھی زانی نہیں تھا۔ سب نکاح کر کے دنیا میں تشریف لاتے۔ (مدارج النبوت دوم ص۶۔ جواہر البحار چہارم ص۲۹۸)

حضور علیہ السلام کے چچا زاد بھائی رأس المفسرین حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزّ وجلّ کے پیارے حبیب کریم علیہ السلام نے اپنے حسب ونسب کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا کہ :۔

لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ يَنْقُلُنِيْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّيِّبَةِ اِلَى الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ مُصَفًّى مُهَذَّبًا لَا تَنْشَعِبُ شُعْبَتَانِ اِلَّا كُنْتُ فِيْ خَيْرِهِمَا۔

اللہ عزّ وجلّ نے مجھے ہمیشہ پاک پُشتوں سے پاکیزہ ارحام

میں منتقل فرماتا رہا۔ بڑے صاف ستھرے اور تہذیبانہ
طریقے سے اور جب بھی اُن کے دو گروہ بنے میں اُن دونوں
میں سے بہتر گروہ میں تشریف لاتا رہا۔

(دلائل النبوۃ۔ مطالع المسرات۔ الحاوی للفتاوی جلد دوم ص۲۱۱) الوفا)

نبیؐ کریم علیہ السّلام کے ان دونوں فرمانات سے پتہ چلا کہ سرکار کا
پورا خاندان پاک کوئی بھی آپ کا باپ ناپاک نہیں تھا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے۔ کہ مُشرک ناپاک ہیں۔ کملی والا فرماتا ہے میرا پورا خاندان پاک ہے۔
اَب بتائیے اگر سرکار کے والدین کو ایمان دار نہ مانا جائے تو قرآن کے
نظریئے کے مطابق ناپاک لیکن سرکار فرماتے ہیں کہ پاک، تو اب نتیجہ کیا
نکلا۔ کہ نبیؐ کریم علیہ السّلام کے والدین تب ہی پاک ہو سکتے ہیں۔ جب مومن
مانا جائے۔ اگر مومن نہ مانا جائے تو سرکار کے فرمان کی تکذیب لازم آئے
گی۔ لیکن یاد رکھو دنیا کی ہر تاریخ، ہر بات غلط ہو سکتی ہے لیکن اللہ پاک
کے محبوب کی کوئی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ محبوب کریم علیہ السّلام کی
زبان پر رَبّ بولتا ہے۔ قرآن گواہ ہے۔ اس لئے ہمارے میانوالی کے
ایک بزرگ نعت گو شاعر جناب فتح محمد ماؔلی کہتے ہیں کہ:۔

کیوں مُنکر ہیں تُو رَبّ دی عطا دا
تے پڑھ ویکھ تو رَبّ دا قرآن
نبی بول دا رَبّ دی مرضی تے!
تے خود رَبّ، دا ایویں فرمان!

چاہے نوڑے بھن بھاویں موڑے دِن
تے دِتے رَب نے کُل نظام!
مالی سب کچھ اختیار محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے
تے آقا کُل کائنات دی جان

جبرئیل گواہ

حضور علیہ السلام کے والدین شریفین کے ایمان کی گواہی اللہ عزّوجل کے محبوب فرشتے جبرئیل علیہ السلام کی زبانی سُنیئے حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ الحاوی للفتاوی جلد دوم صـ۲۲۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مولا علی شیر خدا حسنین کریمین کے بابا جان فرماتے ہیں۔ ایک دن سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام بھی موجود ہیں۔ کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہِ نبی میں حاضر ہوتے اور آکر عرض کیا۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُقْرِءُکَ السَّلَامُ۔ اے میرے آقا ساری کائنات کا خالق و مالک آپ کو نبوت کا تاج پہنا کے بھیجنے والا اللہ عزّوجل آپ کو محبت بھرا سلام دیتا ہے قربان جاؤں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کے حُسن و کمال پر کہ جس کو ساری دُنیا کا رَبّ سلام بھیجے نبی کریم علیہ السلام اپنے پیارے خدا کا سلام سُن کر مُسکرا پڑے۔ بڑا لُطف آیا، بڑا سُرور آیا، بڑی چاشنی آئی ہوگی۔ میرے آقا نے فرمایا جبرئیل میرا پالن ہار کیا فرماتا ہے۔ کیا حکم لے کر آئے ہو۔ عرض کی آقا حکم نہیں بشارت آرڈر نہیں خوشخبری میرے آقا نے فرمایا کون سی بشارت، کون سی خوشخبری، جبرئیل نے ہاتھ باندھ کر عرض کی۔

وَيَقُوْلُ اِنِّيْ حَرَّمْتُ النَّارَ عَلٰى صُلْبٍ اَنْزَلَكَ وَبَطْنٍ حَمَلَكَ وَحِجْرٍ كَفَلَكَ

میرے آقا آپ کا شفیق رب آپ کو بشارت دیتا ہے کہ میں نے ہر اس بندے پر دوزخ حرام کر دی ہے۔ جس کے صُلب یعنی پُشت میں میرے حبیب تم رہے ہو اور ہر اس پیٹ پر جس نے تمہیں اٹھائے رکھا اور اس گود پر جو تمہیں لاڈ پیار سے کھلاتی رہی۔

سُبحان اللہ! قربان جاؤں ان مقدّس ہستیوں پر جنہوں نے میرے حبیب علیہ السّلام کے نور کو اپنے سینوں میں چھپائے رکھا اور پھر صدقے جاؤں اس مقدّس مُطہر منوّر مائی کے جس نے نو مہینے اپنے بطن شریف میں اللہ عزّوجل کے یار کو رکھ کر ساری کائنات کی رحمتیں لوٹ لیں۔ اس لئے تو ایک عاشق بولا کہ:-

روضے جیّ چھاں کوئی نئیں
میرے آقا دی ماں ورگی
دو جگ وچہ ماں کوئی نئیں

ہو بھی کیسے سکتی ہے۔ ارے جس کو مکّے کے پہاڑ سلام کریں۔ درخت محبّت سے جُھک کر آداب عرض کریں۔ پتھر قدموں کے بوسے لیں۔ جانور مبارکبادیاں دیں۔ بادل سر پر سایہ کریں۔ انبیاء کرام علیہم السّلام بشارتیں دیں۔ فرشتے طواف کریں۔ کعبہ سجدہ کرے۔ جبرئیل ہاتھ باندھ کر زیارت کرے۔ نہیں نہیں خود خدا سلام فرمائے۔ ایسی ماں نہ کوئی اس

جہاں میں ہوئی نہ ہوگی، نہ قیامت تک پیدا ہو سکتی ہے۔ اَللہ اَللہ۔
اَب سوچو اُن لوگوں کے بارے جو سرکار کے والدین شریفین کو بے ایمان سمجھتے ہیں۔ ان کا ایمان کہاں ہے؟ آپ قرآن وحدیث تاریخ سیرت کا مطالعہ کر کے دیکھیں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسٰی علیہ السلام تک کسی نبی کی ماں کافرہ مُشرکہ نہیں ہوئی۔ جب تمام انبیاء کرام علیہ السلام کی مائیں کافرہ مُشرکہ نہیں تھیں تو کملی والا تو تمام انبیاء کرام علیہ السلام کا سردار ہے، امام ہے۔ جب مقتدیوں کی ماؤں کا یہ عالم ہے تو امام اور سردار کی پیاری پیاری ماں کا کیا مقام ہوگا۔ بھلا سوچو تو سہی قیامت والے دن تمام انبیاء کرام علیہ السلام کی مائیں حضرت شیث کی ماں، حضرت نوح کی ماں، حضرت ابراہیم کی ماں، حضرت یعقوب کی ماں، حضرت یُوسف کی ماں، حضرت داؤد کی ماں، حضرت سلیمان کی ماں، حضرت موسٰی کی ماں، حضرت عیسٰی علیہم السلام کی ماں جنّت میں جائیں اور نعوذُ باللہ میرے آقا، میرے مدنی، میرے نبی، میرے سُلطان، میرے حبیب، میری جان کے مالک، میرے شفیع، میرے ہادی، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمّی جہنّم میں جاتے۔ ایمان سے بتانا خدا کو حاضر و ناظر کر کے کہنا کیا یہ خدا برداشت کر لے گا؟

حالانکہ قیامت والے دن جب سب نبی نفسی نفسی کریں گے میرا محبوب اُمّتی اُمّتی کرے گا۔ اگر کسی کو جنّت ملنی ہے تو صدقہ کملی والے کا یہ ہمارا ایمان ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ یہ ہمارا مَسلک ہے اور یہی بات ہم کہتے ہیں کہ:۔

یار میرے دی سنو نشانی اُس دے نین نشیلے
کُنڈلاں والیاں زُلفاں اندر دل دو جگ دے کیلے
خلقت ساری موہ لئی صاحب ماہی رنگ رنگیلے
جنت وچہ کوئی جا نئیں سکدا اُس دے باجھ وسیلے

جب ساری دنیا کو، سارے انسانوں کو، بخشوا کے کملی والا جنت میں لے جائے گا تو ماں اپنی جنت نہ جائے تو بولو میرے نبی سے برداشت ہوگا ؟ اِس بات پر تمام مسلمانوں کے فرقے متفق ہیں، چاہے کوئی فرقہ ہو وہابی ہوں یا دیوبندی، شیعہ ہو یا مودودی، احراری ہو یا غلام خانی مقلد ہوں یا غیر مقلد، یارسول اللہ کا نعرہ لگانے والے ہوں یا منکر کہ جس جگہ میرے آقا علیہ السلام کا مزار شریف ہے۔ جس مٹی کے ساتھ دو جہاں کے والی کا جسم پاک لگا ہوا ہے۔ وہ جگہ عرش معلیٰ سے افضل، وہ خدا کے عرش سے اعلیٰ ہے۔ ایمان والو ذرا غور و فکر تو کرو کہ مٹی کے جس ٹکڑے میں میرے آقا تشریف فرما ہوں وہ تو سارے مکان عرش سے افضل و اعلیٰ ہے۔ تو جس باپ کی پُشت میں آپ رہے۔ جس ماں کے بطن میں آپ نو مہینے جلوہ گر رہے۔ پھر اس کا دودھ نوش فرمایا وہ جہنم کے قابل ہو وہ دوزخ بن جائیں ؟ توبہ توبہ ایسا اندھیر نہیں ہو سکتا۔

میرے دوستو! قرآن مجید فرقانِ حمید کی چند آیات کریمہ اور احادیث شریفہ نے مسئلہ واضح کر دیا کہ میرے محبوب علیہ السلام کے والدین شریفین پکے موحد اللہ پاک کے پجاری اور خدائے لم یزل کو وحدہٗ لا شریک ماننے والے تھے۔ اب آیئے ایک اور قرآنی دلیل سُنیئے جس سے سرکار کے والدین

کا ایمان ثابت ہوتا ہے۔

قرآنی دلیل

اللہ عزّ و جل نے قرآن پاک پارہ ۱۹ سورۃ شعرا رکوع ۱۵، آیت ۲۱۸ میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم کو مخاطب کر کے فرمایا۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ٥ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ٥ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ ٥ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ٥

اور بھروسہ کیجئے سب سے غالب ہمیشہ رحم کرنیوالے پر۔ وُہ ذات آپ کو دیکھتی رہتی ہے۔ جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور دیکھتا رہتا ہے۔ جب آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں کے گھروں کا بے شک وہی سب کچھ سُننے والا جاننے والا ہے۔

ان تمام آیتہ کریمہ کے مفسّرین نے چند اقوال پیش فرماتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ مضبُوط قول وہ ہے جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت علّامہ امام احمد صاوی مالکی علیہ الرحمتہ، کون صاوی جس کی تفسیر ہر دینی ادارے میں تفسیر جلالین کے حاشیہ پر پڑھائی جاتی اور جس کے ہر ہر سانس میں سرکار کا عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ اپنی تفسیر صاوی جلد ۳ صـ۱۸۲ میں بھی آیۃ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ بِالسَّاجِدِيْنَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمَعْنٰى يَرٰىكَ مُتَقَلِّبًا فِىْ اَصْلَابِ وَ اَرْحَامِ

الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ
فَاُصُوْلِہٖ جَمِیْعًا مُؤْمِنُوْنَ ۔

ساجدین سے مراد مومنین ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک آپ جن مومنین کے رحموں اور پشتوں میں گردش کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھی ملاحظہ فرمایا۔

اس تفسیر سے پتہ چلا کہ سرکار کا نسب شریف حضرت آدم علیہ السلام سے جناب عبداللہ تک کفر و شرک سے پاک تھا۔ اب دوسری تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ صاحب تفسیر جمل اپنی تفسیر جمل جلد ۳ صد ۲۹۴ میں اسی آیۂ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔

اَیْ یَرَاكَ مُتَقَلِّبًا فِیْ اَصْلَابِ وَاَرْحَامِ
الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ وَحَوَّا اِلٰی
عَبْدِ اللّٰہِ وَاٰمِنَۃَ فَجَمِیْعُ اُصُوْلِہٖ رِجَالًا
وَنِسَآءً مُؤْمِنُوْنَ ۔

اے میرے حبیب علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ تک جن جن مومن مردوں اور عورتوں کے رحموں اور پشتوں میں منتقل ہوتے رہے ہو ان سب کو آپ کا رب ملاحظہ فرما رہا ہے۔ یقیناً آپ کے تمام آباء و اجداد یعنی باپ دادا پردادا خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں تمام کے تمام

ایماندار ہیں۔

میرے دوستو! ان دو تفاسیر کی روشنی سے مسئلہ ثابت ہوا کہ سرکار کے والد ماجد بھی ایماندار تھے اور آپ کی پاک امی جان بھی مومنہ تھیں۔ اب جو سرکار سے سچا عشق، سچا پیار کرتا ہے وہ تو ضرور آپ کے والدین شریفین کو مومن تسلیم کرے گا اور اگر سرکار سے پیار نہیں تو پھر اس کی مرضی پھر یہ بھی یاد رہے سرکار سے محبت ایمان کی جان ہے محبت نہیں تو ایمان بھی نہیں اور یہی سُنّی کہتے ہیں کہ

ه اُلفت نبی دی عین ایمان سمجھو جے نئیں آپ دی اُلفت تے ایمان بھی نئیں
جناں آپ دی اُلفت دے سمجھ اندر آسکدی آپ دی شان بھی نئیں
اُلفت آپ دی جے کر نہ ہووے دل وچ تے مِل سکدا کدی رحمان بھی نئیں
اُلفت آپ دی جس انسان نوں نئیں اوہ انسان کی بلکہ حیوان بھی نئیں

ایمانداروں کے لئے یہی دو حوالے کافی ہیں۔ لیکن ضعیف الایمان لوگوں کی تسلّی کے لئے مزید تفاسیر سے حوالے حاضر خدمت ہیں۔ امام اجل امام العاشقین حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ جن کے علم جن کی فضیلت، جن کے فنافی الرسول ہونے میں کسی کو شک نہیں وہ اپنی تفسیر دُرِّ منشور جلد ۵ صفحہ ۹۸ میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن سرکار مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام سرکار کی زیارت سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ میں نے ہاتھ باندھ کر کہا سرکار مجھے ایک بات تو بتاؤ۔

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ ۔

میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے قدموں پر میرے ماں باپ قربان ۔

مجھے ایک بات تو بتایئے میرے آقا نے فرمایا۔ عبداللہ کونسی بات پوچھنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا آقا جب آدم علیہ السلام جنت میں تھے تو آپ اس وقت کہاں تھے۔ قربان صحابہ تمہارے عقیدے پر گویا حضرت عبداللہ کا یہ عقیدہ ہے۔ جب آدم علیہ السلام جنت میں تھے۔ دنیا میں انسان کا نام ونشان نہیں تھا۔ میرے آقا اس دور کی بات کو بھی جانتے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو سپاہ صحابہ صحابہ کا سپاہی کہلاتے ہیں۔ صحابہ زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں۔ خدا کے لئے صحابہ کا عقیدہ دیکھو۔ صحابی ہزاروں سال پہلے کی بات پوچھ رہا ہے۔ جب کوئی انسان دنیا میں نہیں تھا۔ یہ غیب کی خبر ہے کہ نہیں اور سپاہ صحابہ کا عقیدہ کیا ہے۔ جو رسول کو غیب دان سمجھے وہ مشرک ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔ یقین نہ آئے تو اٹھایئے فتاوی رشیدیہ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی ص ۶۵ پر اس کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں۔ جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے بے شک وہ کافر ہیں۔ اس کی امامت

اور اس سے میل جول محبت و مروت سب حرام ہیں ۔اسی طرح مولوی غلام خان دیوبندی اپنی تفسیر جواہر القرآن جلد ا کے مقدمہ کے صفحہ ۲۴ پر لکھتا ہے ۔ جو ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو ایسے لوگوں (یعنی سرکار کے علم غیب ماننے والوں) کو کافر مشرک نہ سمجھے وہ بھی ویسا کافر ہے ۔حضور علیہ السلام کے علم غیب ماننے والا پکا کافر ہے اس کا نکاح نہیں ۔

میرے دوستو! خدا کے لئے سوچو اور صحابہ کے سپاہی بننے والوں سے سوال کرو کہ تم کہتے ہو سرکار کے علم غیب کا قائل مشرک ہے ۔ پکا کافر ۔لیکن صحابی ہزاروں سال پہلے کی بات پوچھ رہا ہے بتاؤ یہ غیب کی خبر ہے کہ نہیں ؟ ۔ اگر نہیں تو بتاؤ پھر یہ کیا ہے ؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو صحابی نے سوال سرکار کے علم شریف کو جان کر کیا ۔ تو تمہارا فتویٰ اب کیا کہتا ہے ؟ کچھ خیال کر دیتے چلا صحابہ کا عقیدہ اور تمہارا نام نہاد سپاہِ صحابہ کا عقیدہ اور ہے ۔صحابہ کرام سرکار کے علم غیب کو جان کر سرکار کی آمد سے پہلے اور سرکار کی وفات شریف کے بعد کی باتیں پوچھتے تھے ۔تم ایسے انسان کو کافر مشرک کہتے ہو ۔ اب دو ہی رستے ہیں ۔ یا تو صحابہ کے عقائد اختیار کر کے اپنے مولویوں کی عبارت سے تائب ہو کر پکے صحابہ کے سپاہی بن جاؤ یا پھر یہ نام بدل کر سپاہِ یزید ۔ سپاہِ ابنِ زیاد وغیرہ نام رکھو ۔ اگر نام بھی نہیں بدلتے اور عقائد بھی نہیں بدلتے تو پھر کہنا پڑے گا ۔ یہ جماعت سپاہ صحابہ نہیں سپاہ خرابہ ہے ' اور

ہے بھی حقیقت یہ مسلمانوں کے دشمن، یہ ولیوں کے دشمن، یہ نبیوں کے گستاخ، یہ پاکستان کے دشمن' آپ پاکستان کی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھیں پاکستان میں جتنی فرقہ پرستی کی ہوا چلی ہے۔ یہی سپاہِ صحابہ والوں کی مہربانیاں ہیں۔ میں یہ بات پورے وثوق سے عرض کر رہا ہوں تقریباً" آج سے بیس سال قبل ۱۹۷۷ء میں جھنگ شہر میں ایک دیوبندی مولوی نمودار ہوا نام تھا حق نواز۔ اس نے اپنی سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے اہلسنّت وجماعت بریلوی کے خلاف اپنی مسجد پیپلیانوالی سے آواز اٹھائی۔ کہ سُنّی بریلوی مشرک ہیں، کافر ہیں۔ یہ گستاخان انبیاء کرام علیہم السّلام ہیں۔ گستاخِ رسول علیہ السلام ہیں۔ یہ ہیں وہ ہیں؟ جس طرح ان کی عادت ہوتی ہے۔ تین سال تک یہ سُنّی علماء اولیاء صوفیاء کے خلاف شر انگیز اور بد زبانی استعمال کرتا رہا آپ جانتے ہیں جب باطل عروج پر جاتا ہے تو میرا رب عزّوجل اس کو ذلیل و رسوا بھی کرتا ہے۔ یہی ہوا کہ ۱۹۷۹ء ۲۷ر اگست کو اسی مولوی حقنواز دیوبندی کا مناظرہ امام المناظرین ثبوت اہلسنّت وجماعت پیر سیال کے پروردہ شیخ الحدیث حضرت علّامہ قبلہ محمّد اشرف سیالوی سے گستاخِ رسول کون؟ پر سرکاری حکام کی زیرِ نگرانی چھ گھنٹے تک ہوا۔ چھ گھنٹے کے بعد منصفین نے فیصلہ کر دیا کہ مولانا محمد اشرف سیالوی بھاری دلائل کی وجہ سے فاتح ہیں۔ لہٰذا ہمارا فیصلہ ہے کہ سُنّی بریلوی جیت گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ حق نواز پسینہ میں غرق ہو گیا۔ پہلے یہی کہتا تھا۔ اگر میں نے بریلویوں کو نہ ہرایا تو مجھے کسی کتی نے جنا ہے۔ اب

شکست سُن کر پتہ نہیں کیا بن گیا۔ کئی دیوبندی تائب ہو کر سُنی ہو گئے۔ یُوں حق نواز نے سُنی بریلویوں کا پیچھا چھوڑا۔ اب اُس نے دیکھا کہ میری یہاں تو دال نہیں گلی۔ اب اُس نے شیعوں کے خلاف محاذ کھولا۔ اور ایک تنظیم بنائی۔ سپاہ صحابہ اور پھر شیعوں کے خلاف لوگوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ کہتا کیا کہ شیعہ صحابہ کے دشمن ہیں۔ اگر تمہارے اندر غیرت ایمانی ہے تو یا مارو، یا مرجاؤ، یا غازی یا شہید، یہ ٹھیک ہے شیعہ صحابہ کے دشمن ہیں۔ لیکن ان کو قائل کرنے کا یہ طریقہ نہیں۔ کہ ہاتھ میں بندوقیں، پستول، مشین گن، کلاشنکوف، بم اٹھا کر ان کے گھروں کو جلا دیا۔ ان کے امام واڑوں میں لوگوں کو قتل کر دیا۔ یہ منوانے کا طریقہ نہیں۔ آخر شیعہ حضرات پہلے بھی اسی زمین پر رہتے تھے۔

الحمدللہ! اہلسنت وجماعت کے علماء اولیاء نے کئی کامیاب مناظرے کر کے کئی شیعہ حضرات کو سُنی کیا۔ اگر آپ کو بھی صحابہ کی سچی محبت ہے تو بات دلائل سے، قرینے سے، سلیقے سے، پیار سے محبت سے کریں۔ انشاء اللہ آپ دیکھیں کئی دشمن سچن بن جائیں گے۔ کئی شیعہ سُنی بن جائیں گے۔ کئی دشمن صحابہ غلام صحابہ بن جائیں گے، پر اس کا طریقہ بدلنا پڑے گا۔ انداز بدلنا پڑے گا۔ لیکن ان لوگوں نے پیار کے بجائے ہتھیار کی زبان استعمال کی تو نتیجہ کیا نکلا آپ اندازہ فرمائیں جب حق نواز دیوبندی کے کہنے پر شیعہ قتل ہونے لگے تو وہ بھی ان ماموں تو نہیں لگتے تھے حیا کرتے۔ انہوں نے پہلا نشانہ حق نواز کا بنایا پھر ایثار قاسمی کا، اب ان کا نشانہ طارق اعظم۔ آج ۱۹۹۶ء ۲۴ ستمبر

کا اخبار پڑھ کر دیکھیں شیعہ حضرات نے حملہ کر کے ملتان میں دیوبندیوں کی مسجد خیر العلوم میں بنیٹس وہابیوں کو قتل اور اکتالیس کو شدید زخمی کر دیا۔ صبح کی جماعت میں اب آپ سوچئے کیا اس طرح شیعہ ختم ہو جائیں گے نہیں، بلکہ پاکستان میں مذہبی فرقہ پرستی بڑھے گی۔ جنگ و جدل کا بازار گرم ہوگا۔ بجائے اسلام پھیلنے سے لوگ اسلام سے، علماء سے متنفّر ہوں گے۔ میری دُعا ہے۔ اللہ پاک سرکار کی تبلیغ جیسی تبلیغ کا ڈھنگ عطا فرمائے آمین۔

یہ ضروری تھا۔ اب آیئے میں کیا عرض کر رہا تھا۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے عرض کی۔ آقا میرے ماں باپ آپ کے قدموں پر نثار مجھے یہ بتائیں۔ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنّت میں تھے تو آپ اس وقت کہاں تھے۔ مٹی تھے یا نور۔ پیدا بھی ہوتے تھے کہ نہیں۔ فرش پر تھے یا عرش پر۔ سرکار اپنے صحابی کی بات سُن کر غصّے میں نہیں آئے۔ کہ عبداللہ یہ کیا پُوچھنے بیٹھ گئے ہو۔ یہ غیب کی خبریں ہیں۔ اللہ عزّوجل کے علاوہ کوئی نہیں جانتا نہ نہ۔ بلکہ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں۔

فَتَبَسَّمَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ	کہ میری بات سُن کر میرے آقا اتنے ہنسے اتنے ہنسے کہ آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں۔
ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ کُنْتُ فِیْ صُلْبِهٖ وَهَبَطَ اِلَی	پھر آپ نے مُسکرا کر فرمایا جب آدم علیہ السلام جنّت میں تھے

اَلْاَرْضِ وَ اَنَا فِیْ صُلْبِہٖ۔	میں اُن کی پُشت میں تھا پھر جب وہ جنّت سے نکل کر زمین پہ تشریف لائے پھر بھی میں اُن پشت میں تھا۔

حضرت عبداللہ کا سوال یہی تھا۔ جو جواب دے دیا گیا۔ لیکن سرکار نے فرمایا۔ عبداللہ آ۔ آگے بھی میں تمہیں بتاؤں پھر کیا ہوا فرمایا:۔

وَرَکِبْتُ السَّفِیْنَۃَ فِیْ صُلْبِ اَبِیْ نُوْحٍ۔	پھر میں نوح علیہ السّلام کی پشت میں ہوتے ہوتے۔ نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہوا۔

جب میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو جلتی آگ میں ڈالا گیا۔ میں اس وقت بھی ان کی پشت میں تھا۔ حضرت آدم علیہ السّلام سے حضرت عبداللہ تک جتنے بھی میرے والدین گزرے کسی نے کبھی کوئی حرام کاری نہیں کی کیوں ؟

اس لئے کہ:۔

لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ یَنْقُلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ اِلَی الْاَرْحَامِ الطَّاھِرَۃِ مُصَفًّی مُھَذَّبًا لَا تَتَشَعَّبُ شُعْبَتَانِ اِلَّا کُنْتُ فِیْ خَیْرِ۔	اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا۔ میرے تمام والدین چاہے مرد تھے یا عورتیں تھیں صاف اور مہذّب تھے۔ جب اللہ پاک ایک قبیلہ کی دو شاخیں

بناتا۔ مجھے بہترین شاخ اور قبیلہ میں رکھتا۔

یہی علامہ سیوطی علیہ الرحمتہ اپنی کتاب الحاوی للفتاوی جلد ۲۔ صنا۲۱ میں یہی آیت کریمہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔

قِیْلَ مَعْنَاہُ اَنَّہٗ کَانَ یُنْقَلُ نُوْرُہٗ مِنْ سَاجِدٍ اِلٰی سَاجِدٍ وَبِہٰذَا التَّقْدِیْرِ فَالْاٰیَۃُ وَاَنَّہٗ عَلٰی اَنَّ جَمِیْعَ اٰبَآءِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ۔

کہا گیا ہے کہ اِس کا معنی یہ ہے کہ بیشک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک ایک ساجد سے دوسرے ساجد۔ (یعنی سجدہ کرنے والے) کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ اس روایت کی رُو سے یہ آیت کریمہ اس بات پر دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السّلام کے تمام آبائے کرام یعنی باپ دادا پر دادا وغیرہ مسلمان تھے۔

معلوم ہوا کہ سرکار کے تمام والدین ساجدین تھے۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں ہمیشہ نیاز جبین جھکانے والے تھے۔ کیوں نہ ہوتے۔ اُن کی پشتوں میں، اُن کی گودوں میں وہ نبی تشریف لانے والا تھا۔ جو جہاں قدم رکھے گا۔ وہی جگہ جنّت بن جائے گی یہی سُنی کہتے ہیں۔ کیا کہ:۔

اُوہ تھاواں بن گئیاں جنت جتھے کملی والے دا بسیرا اے
اُوہ دِل وی عرش معلیٰ جہدے وِچ مدنی دا ڈیرا اے

جس دل وچہ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم دا اُگ سے دا شان اُچیرا اے
ایہہ عرش نواز چیز ہے کیا اڈے عرش تے اوہدا فریرہ اے

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کون' ثناء اللہ جو ولی کامل غوث زمان حضرت مرزا مظہر جاناں شہید علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ مرزا صاحب کے مرید تو بڑے تھے۔ لیکن آپ کو قاضی صاحب سے بڑا پیار تھا۔ آپ قاضی صاحب پر فخر فرمایا کرتے تھے کہ میرے مُریدین کی جماعت میں قاضی جیسا فاضل بھی میرا مرید ہے ایک مرتبہ کسی نے مرزا صاحب سے پُوچھا۔ کہ سرکار قیامت کو اللہ پاک نے جب آپ سے سوال کیا۔ کہ مرزا میں نے تمہیں انسان بنایا مسلمان بنایا یار کا غلام بنایا، اپنی ولایت عطا فرمائی میرے لئے تم کیا لائے ہو۔ آپ کیا جواب دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ جب میرے رَبّ نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا لاتے ہو تو میں ثناء اللہ کو بارگاہِ خداوندی میں پیش کر کے عرض کروں گا۔ میں ثناء اللہ لے کر آیا ہوں۔

(سیرت نبی بعد وصال نبی جلد سوم صـ۲۲۷)

قاضی صاحب اپنے مُرشد کی مُراد تھے۔ یعنی آپ کے مُرشد نے اللہ پاک سے دُعا فرمائی۔ اور مانگ کر قاضی صاحب کو اپنا مرید بنایا۔ ایک ہوتا ہے مُرید۔ ایک ہوتی ہے مُراد۔ مرید وہ جو خود چل کر اپنے مرشد کی بیعت کرے۔ مراد وہ جس کو مُرشد اپنے اللہ پاک سے مانگ کر اپنا مرید کرے۔ جیسے میرے ہادی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی تھے۔ تمام صحابی سرکار

کے مرید تھے۔ لیکن فاروق اعظم سرکار کی مراد تھے۔ تمام صحابہ نے خود آ کر کملی والے کا کلمہ پڑھ کر بیعت اختیار کی۔ لیکن فاروق اعظم کو میرے ہادی نے اللہ پاک سے مانگ کر لیا۔ تو قاضی ثناء اللہ مرزا صاحب کے خاص مرید تھے۔ جن کے بارے دیوبندی حضرات کہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے زمانے کے ابو حنیفہ تھے۔ بیہقی وقت تھے۔ یہی قاضی صاحب اپنی تفسیر مظہری جلد ۷ صہ ۸۹ پر اسی آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ مِنْهُ تَقَلُّبُكَ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ السَّاجِدِيْنَ لِلّٰهِ اِلٰى اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ السَّاجِدَاتِ وَمِنْ اَرْحَامِ السَّاجِدَاتِ اِلٰى اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ اَیْ الْمُوَحِّدِيْنَ وَالْمُوَحِّدَاتِ حَتّٰى يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ آبَاءَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۔

اس آیت کریمہ سے مراد یہ کہ آپ کا نور پاکیزہ اور اللہ پاک کو سجدہ کرنے والوں کی پشتوں سے اُن عورتوں کے رحم کی طرف منتقل ہوا۔ جو پاک تھیں سجدہ کرنیوالی تھیں۔ پھر ان پاکیزہ اور سجدہ کرنے والیوں کے رحم سے لیسے طاہر لوگوں کی طرف منتقل ہوا۔ جو تمام اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل تھے۔ یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و اجداد پکے موحد اور مومن تھے

رئیس المفسرین حضرت علامہ امام سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی جلد ۱۹ ص ۱۳۷-۱۳۸ میں اسی آیۃ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ :۔

حضرت ابونعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیۃ کریمہ کا مقصد مطلب۔ اور تفسیر پوچھی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر بیان کرتے ہوتے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام اپنے آباء و اجداد کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے۔

حَتّٰى وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ	یہاں تک نبی کریم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے سرکار کو پیدا فرمایا۔

یہ تفسیر بیان کرنے کے بعد علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

وَاسْتُدِلَّ بِالْاٰيَةِ عَلٰى اِيْمَانِ اَبَوَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔	کہ اس آیتہ کریمہ سے رسول کریم رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے ایماندار ہونے پر استدلال کیا گیا۔ یعنی سرکار پاک کے والدین کے ایمان کو ثابت کیا گیا۔

فرماتے ہیں یہی میرا عقیدہ ہے میرا ہی عقیدہ نہیں بلکہ :۔

كَمَا ذَهَبَ اِلَيْهِ كَثِيْرٌ مِّنْ اَجِلَّةِ اَهْلِ	اہل سنت وجماعت کے جلیل القدر اور اکثر علماء کرام کا یہی مذہب

ہے۔

معلوم ہوا جو سُنّی ہوگا۔ جو بزرگ ہوگا، جو اللہ پاک کا پیارا ہوگا، جو ان کا غلام ہوگا۔ وہ سرکار کے پیارے والدین کو پکا سچا مُوَحد مومن مسلمان تسلیم کرے گا۔ جو نہیں تو پھر گِلہ شکوہ بھی نہیں۔ جب علامہ آلوسی یہ تفسیر بیان کر رہے تھے تو کسی نے کہا علامہ صاحب شاہ صاحب آپ کا عقیدہ سمجھ آگیا۔ جلیل القدر ہستیوں کے عقیدے کا پتہ چل گیا۔ سُنّی عاشق کے عقیدے کی وضاحت ہوگئی۔ سرکار عرض یہ کرنا ہے اگر کوئی سرکار کے والدین کے ایماندار ہونے کے دلائل پڑھ کر یا سُن کر بھی نبی کریم علیہ السلام کے والدین شریفین کو ایماندار تسلیم نہ کرے۔ مسلمان نہ مانے مُوَحّد نہ کہے تو اس کے بارے آپ کا کیا حکم ہے۔ کیا فتویٰ ہے کیا جرمانہ ہے کیا سزا ہے۔ تو علامہ آلوسی نے کیا فرمایا۔

سنو فرمایا :-

وَاَنَا اَخْشَی الْکُفْرَ

جو میرے آقا کے والدین کو مومن نہیں مانتا۔ میں نگاہِ ولایت سے دیکھ رہا ہوں کہ کہیں سرکار کے والدین کو کافر کہنے والا خود کافر ہو کر نہ مرے۔ اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہ۔

حضرات محترم! ان تمام حوالہ جات کو پڑھنے کے بعد ایک ایماندار آدمی کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ سرکار کے والدین کو ایماندار تسلیم نہ کرے۔ ویسے ذرا خدا کو سامنے جان کر دل سے کہئے جب

کوئی بدبخت میرے آقا علیہ السلام کے والدین کو کافر کہتا ہوگا نبی کریم علیہ السلام کے دل کو تکلیف نہیں ہوتی ہوگی، ضرور ہوتی ہوگی۔ تو پھر سوچئے اس وقت میرے آقا علیہ السلام کیا کہتے ہوں گے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ الحاوی للفتاوی جلد دوم ص۲۱۱ پر مسند بزاز کے حوالے سے یہ صحیح حدیث نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ قریش کے چند سردار نبی کریم علیہ السلام کی پھوپھی حضرت سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی کام کے لئے آئے وہیں بیٹھے بیٹھے خاندان کے حسب نسب کا ذکر چھڑ گیا تو اُن قریشیوں نے کہا کہ ہمارا حسب بھی سب سے اونچا ہے۔ ہمارا نسب بھی سب سے اونچا ہے۔ کوئی بھی ہمارے حسب و نسب کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب ان کی باتیں نبی کریم علیہ السلام کی پھوپھی جان نے سنیں تو آپ نے اُن قریشیوں سے فرمایا کہ تمہارا حسب نسب ٹھیک ہے، بڑا اونچا ہے لیکن پوری دنیا میں اس خدا کی خدائی میں نبی کریم علیہ السلام کے حسب نسب کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میرے آقا کا حسب ہی سب سے اعلیٰ ہے۔ نسب ہی سب سے اونچا ہے۔ کوئی ان کی برابری نہیں کر سکتا تو وہ قریشی بُرا منا گئے اور کہنے لگے کہ نبی کریم علیہ السلام کا حسب نسب تو ایسے ہے۔ جیسے کسی کوڑے کرکٹ سے کوئی کھجور کا درخت قدرتی طور پر پیدا ہو جائے۔ حضرت صفیہ کو بڑا بُرا لگا۔ آپ نے یہ بات نبی کریم علیہ السلام کو بتائی۔ اللہ اکبر۔ سرکار یہ سن کر جلال میں آگئے۔

فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ   نبی کریم علیہ السلام ان کی یہ بات

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ۔	سُن کر سخت ناراض ہوئے۔

سرکار نے آواز دی یَا بِلَال اے بلال کہاں ہو، حضرت بلال میرے آقا کی آواز سُن کر دوڑتے آتے عرض کی:۔

لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ	یا رسول اللہ آپ کے قدموں پہ میرے ماں باپ قربان میں حاضر ہوں۔

کیا حکم ہے۔

وَاَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰی فِی النَّاسِ۔	نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا بلال جاؤ پورے مدینے شریف میں منادی کرا دو۔

اور لوگوں کو کہو کہ تمہیں مسجد نبوی میں اللہ پاک کا آخری نبی بُلا رہا ہے حضرت بلال دوڑے پورے شہر میں مُنادی کر دی۔ مسجد نبوی شریف لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئی۔ سرکار کے تمام غلام آ گئے۔ وہ قریشی بھی آ گئے۔ جنہوں نے بات کی تھی۔

فَقَامَ عَلَی الْمِنْبَرِ	نبی کریم علیہ السلام منبر ختم نبوت پر جلوہ افروز ہوئے۔

اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

یَا اَیُّھَا النَّاسُ مَنْ اَنَا۔	اے لوگو! بتاؤ میں کون ہوں؟

قَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

تمام صحابہ بولے آپ اللہ عزوجل کے پیارے رسول ہیں۔

فرمایا کوئی شک نہیں۔لیکن میرا نسب بیان کرو۔

فَقَالُوْا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ۔

صحابہ نے عرض کی آقا آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں۔حضرت عبداللہ کے بیٹے ہیں حضرت عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔

نبی کریم علیہ السلام نے جب یہ سُنا تو آپ سرکار یوں فرمایا:۔

فَمَا بَالُ اَقْوَامٍ۔

فرمایا اُن قوموں کا کیا حال ہوگا

جو میرے نسب کو معمولی اور کم سمجھتے ہیں۔خدا کی قسم انھیں کیا پتہ حسب کا میرے نسب کا، میری شان پوچھنی ہے۔میرے اللہ عزوجل سے پوچھو۔میرا مقام پوچھنا ہے۔میرے رب سے پتہ کرو۔

فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَفْضَلُهُمْ اَصْلًا وَّفِیْهِ خَیْرُهُمْ مَوْضِعًا۔

اللہ عزوجل کی قسم میں کسی وار ہر لحاظ سے حسب کے لحاظ سے نسب کے لحاظ سے، شان ومقام کے لحاظ سے، شکل وصورت کے لحاظ سے، گھربار کے لحاظ سے، تمام کائنات سے افضل واعلیٰ ہوں۔ اللہ اکبر۔

اور یہ بات ہے بھی سچی کہ سرکار کا مقام وشان کی حد وہ جانے،

جو مالک و خالق دینے والا ہے یا وہ محبوب جانے جو شان مقام والا ہے۔
بس یا آپ کیا جانیں۔ اور یہی بات سُنّی بھی کہتے ہیں کہ:۔

ے تسُیں کرد ے اعتراض کیوں رَبّ نے نئیں تے جو محبوب دی شان ودھائی جاوے
وَرَفَعْنَا کہہ کے قرآن اندر کھیہ تہاڈیاں سِراں چہ پائی جاوے
صِفتاں سُن سُن کے مَدنی حضور دیاں تے نہاڈا سِر کیوں ایویں چکرائی جاوے
حافظ کہندا اے چھڈ دیو ہٹ دھرمی روز روز دی مُک لڑائی جاوے

مشرق تا مغرب

نبی کریم علیہ السّلام کی سب سے زیادہ محبوب بیوی سب سے زیادہ عالمہ بیوی، سب سے زیادہ فقیہ بیوی، سب سے زیادہ عالمہ فاضلہ بیوی، صدیقہ بنتِ صدیق جو خود بھی سچی، جس کا باپ بھی سچّا، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار تشریف فرما ہیں۔ نبی کریم علیہ السّلام کے جانثار صحابہ بھی آپ کے پاس زیارت کر رہے ہیں کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السّلام میرے آقا کے پاس تشریف لائے۔ اللہ پاک کا سلام پیغام پہنچایا۔ جب جانے لگے تو میرے آقا مختارِ کل، نورِ مجسّم ہادیٔ دو جہاں رَبّ کے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ جبرئیل۔ عرض کی جی آقا۔ فرمایا۔ اگر ایک بات پُوچھوں بتاؤ گے۔ عرض کی آقا۔ اگر پتہ ہوا تو ضرور۔ فرمایا۔ اچھا یہ بتاؤ رَبّ کی ساری مخلوق تم نے دیکھی، عرض کی دیکھی۔ آدم علیہ السّلام تو نے دیکھے، عرض کی دیکھے۔ فرمایا نوح علیہ السّلام تو نے دیکھے، عرض کی دیکھے۔ فرمایا ابراہیم علیہ السّلام تو نے دیکھے عرض

کی جی دیکھے۔ فرمایا کلیم علیہ السلام تم نے دیکھے، عرض کی جی، فرمایا سارے انبیاء علیہ السلام تم نے دیکھے۔ سرکار دیکھے۔ فرمایا اچھا یہ بتاؤ کہ کوئی میرے جیسا یا میرے خاندان جیسا نظر آیا۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے کیا جواب دیا۔ ذرا توجہ کیجئے۔ عرض کی:۔

قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَرَ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

اے میرے آقا میں نے تمام زمین دیکھی، آسمان دیکھے، عرش دیکھا، فرش دیکھا، مشرق دیکھا، مغرب دیکھا، دنیا کا چپّہ چپّہ دیکھا، لیکن اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھ سے افضل انسان کوئی نہیں دیکھا۔

(دلائل النبوۃ۔ مواھب لدنیہ۔ طبرانی شریف۔ نشر الطیب ص ۱۹ الحاوی للفتاوی دوم ص ۲۱۲)

دیکھتا تو تب جب اللہ پاک نے میرے آقا جیسا یا حضور سے افضل کسی کو پیدا کیا ہوتا خدا کی قسم اللہ پاک نے وہ قلم ہی توڑ دی۔ جس سے یار کے حسن و جمال صورت و شکل کو بنایا تھا۔ ہاں تو کملی والے نے کیا فرمایا۔ کہ اے جبرائیل بتا کوئی ہم سے بہتر بھی نظر آیا ہے۔ تو جبرائیل نے کیا جواب دیا۔ عربی میں آپ نے جواب سنا۔ اردو میں اس کا جواب امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے یوں دیا کہ:۔

؎ اِک روز جبریل سے کہنے لگے شاہِ اُمم   تم نے دیکھا ہے جہاں بتلاتیے کیسے ہیں ہم

کہنے لگے نورالامین اے مہ جبین تیری قسم

۴ آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری !

نبی کریم علیہ السلام جواب سن کر بڑے خوش ہوئے فرمایا۔ یہ تو میز بات تھی بتا کوئی میرے خاندان جیسا خاندان دیکھا۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی آقا جس طرح آپ کی شخصیت جیسی شخصیت مجھے نظر نہیں آئی۔ اسی طرح آپ کے خاندان جیسا کوئی خاندان نظر نہیں آیا۔ آقا اس پورے جہان میں آپ بھی بے مثل ہیں۔ آپ کا خاندان بھی بے مثل ہے۔ بے مثل خالق نے اپنا یار بھی بے مثل بنایا۔ وہ خالق ہونے میں بے مثل ہے یہ مخلوق ہونے میں بے مثل ہے۔ وہ رازق ہو کر بے مثل یہ مرزوق ہو کر بے مثل، وہ بنانے میں بے مثل، یہ بننے میں بے مثل، وہ خدائی میں بے مثل یہ مصطفائی میں بے مثل، سرکار کا سارا خاندان قیامت تک بے مثل ۔

۵ ہر نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کی شان بیان کرتے ہوئے قرآن مجید کے تیسویں پارے میں ارشاد فرمایا کہ :-

لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ (پ ۳۰ سورۃ بلد)	مجھے قسم ہے اس شہر کی (مکہ پاک) کی کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔
وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝	مجھے قسم ہے والد کی اور مولود کی ۔

پہلی آیۃ کریمہ میں ربُّ العزّت نے یار کے شہر مکہ شریف کی قسم اٹھائی۔ کیونکہ ان گلیوں نے میرے حبیب علیہ السلام کی تلیوں کے بوسے لئے دوسری آیۃ کریمہ میں اللہ پاک نے اپنے حبیب علیہ السّلام کے ہر اُس والد کی قسم اٹھائی جو آدم علیہ السّلام سے لے کر حضور علیہ السّلام کی ذات پاک تک سرکار کے نور کا امین اور وارث بنتا آیا۔ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۲۶۴ اسی آیۃ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ بِالْوَالِدِ اٰدَمُ وَاِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَوْاَيْ وَالِدٍ كَانَ وَمَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ

اسی آیت میں لفظ والد سے مراد یا تو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہیں یا ہر والد مُراد ہے۔ اور ما ولد سے مراد نبی کریم علیہ السّلام کی ذات مراد ہے۔

گویا اس آیۃ کریمہ میں ایک تفسیری قول کے مطابق اللہ پاک نے اپنے یار کے ہر والد کی قسم اٹھائی۔ آپ جانتے ہیں قسم اس کی اٹھائی جاتی ہے جو قسم اٹھانے والے کے نزدیک با عزّت ہو۔ پیاری ہو، محبوب ہو۔ اگر سرکار کے آباء و اجداد اللہ پاک کو پیارے ہیں۔ تو ماننا پڑے گا وہ تمام کے تمام اللہ پاک کی توحید کے قائل تھے، مُوَحّد تھے۔ جنت کے حقدار رب کے پیارے تھے۔

کبھی کوئی بھی اپنے کسی دشمن کی اپنے مخالف کی، اپنے نہ ملنے والے کی، قسمیں نہیں اٹھاتا۔ اللہ پاک کا قسمیں اٹھاتا سرکار کے والدین کے ایمان پر زبردست دلیل ہے۔ اللہ پاک حق پہچاننے والی آنکھیں عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔

میرے دوستو! یہاں تک نقیر نے سرکار کے والدین کریمین کے ایمان شریف پر تقریباً آٹھ قرآن پاک کی آیاتِ شریفہ۔ گیارہ قرآن پاک کی تفاسیر اور سات احادیث مبارکہ پیش کی ہی اُمید ہے، سامعین کرام ان دلائل سے مطمئن ہوں گے۔ اب آیئے سرکار کے والدین کریمین کے ایمان کو دوسرے زاویئے سے دوسرے نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

دوسرا نقطہ نگاہ

معزز سامعین کرام تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ نبی کریم علیہ السلام کے والدین کریمین آپ کے اعلانِ نبوت سے پہلے ہی اس فانی دنیا سے تشریف لے گئے۔ سرکار ابھی اپنی اُمی جان کے بطن میں تھے۔ تو سرکار کے والد فوت ہو گئے۔ جب نبی کریم علیہ السلام کی عمر شریف چھ برس کی ہوئی تو سرکار کی پیاری والدہ ماجدہ بھی فوت ہو گئیں۔ گویا آپ کے والدین نے اپنے نورِ نظر کے اعلانِ نبوت کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا۔ اعلانِ نبوت سے پہلے ہی رُخصت فرما گئے۔ تمام علمائے کرام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر سرکار کے اعلانِ نبوت فرمانے تک کے دور کو فترت کا دور کہتے ہیں۔

اور اسلام کا یہ متفقہ قانون ہے کہ جو لوگ سرکار کے اعلانِ نبوّت سے پہلے دنیا سے پردہ کر گئے اور اُن کی زبان سے پُوری زندگی کُفر اور شرک کے الفاظ نہ نکلے ہوں تو وہ جہنّم میں نہیں جائیں گے بلکہ اُن کا ٹھکانہ جنّت ہے، بہشت ہے، وہ ناجی ہیں جنّتی ہیں۔
اور نبی کریم علیہ السّلام کے والدین بھی دورِ فترت میں اللہ پاک کو پیارے ہو گئے اور پُوری زندگی اُن کی زبان سے کبھی کفر شرک کے الفاظ نہ نکلے نہ انھوں نے کسی بُت کو سجدہ کیا۔ لہٰذا وہ بھی جنّتی ہیں۔
اور اللہ پاک کے حکم سے بہشتی ہیں۔ انشاء اللہ اس بات پر قرآن مجید کے چند دلائل چند آیات کریمہ پیش کرتا ہوں اللہ پاک اس کو ہدایت کا، نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

پہلی آیت

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید کے پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ آیت ۱۵ میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔

ہم اس وقت تک عذاب دینے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج دیں۔

امام المحدّثین حضرت علامہ جلال الدّین سیوطی علیہ الرحمۃ مسالک الحنفاء صفحہ ۳ میں یہ آیۃ کریمہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

هِيَ الَّتِيْ أَطْبَقَتْ أَئِمَّةُ السُّنَّةِ عَلَى الْاِسْتِدْلَالِ

اُن آیات میں سے یہ آیت وہ ہے جس کے بارے تمام اہلسنّت

بِمَا فِیْ اَنَّہٗ لَاتَعْذِیْبَ قَبْلَ الْبِعْثَۃِ ۔	کا اتفاق ہے کہ بعثت سے پہلے کسی کو عذاب نہیں ہوگا ۔

اس عقیدہ پر جن سے استدلال کیا جاتا ہے اور اسی آیۃ کریمہ سے معتزلہ کا رد کیا جاتا ہے ۔ آگے فرماتے ہیں کہ علامہ امام ابن جریر علیہ الرحمۃ ۔ علامہ امام ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں حضرت قتادہ تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ نے فرمایا ۔

قَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ یُعَذِّبُ اَحَدًا حَتّٰی یَسْبِقَ اِلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ خَبَرٌ اَوْیَاتِیْہِ مِنَ اللّٰہِ بَیِّنَۃٌ ۔	کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی عذاب نہیں دے گا ۔ جب تک اس کے پاس کوئی خبر نہیں آجاتی یا اللہ پاک کی طرف سے کوئی نشانی نہیں آجاتی ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ یہی بات دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے ۔۔

پ سورۃ انعام آیت ۱۳۱ ۔

ذٰلِکَ اَنْ لَّمْ یَکُنْ رَّبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّ اَھْلُھَا غٰفِلُوْنَ ۔	یہ اس لئے کہ نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو ظلم سے اس حال میں کہ ان کے باشندے بے خبر ہوں ۔

خالق کائنات اس آیۃ کریمہ میں اپنا طریقہ اور قانون بیان فرمارہا ہے ۔ کہ ہر کسی کو اچانک بے خبری میں ہلاک نہیں کرتے ۔ بلکہ ان کے پاس ہادی اور رسول روانہ فرماتے ہیں ۔ جو ان کو صراط مستقیم بتاتے

ہیں اگر وہ نہ سیدھے راستے پر چلیں تو پھر ہم ان کو عذاب دیتے ہیں علامہ امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۷۸ پر یہی بات درج کرتے ہیں۔

اَیْ اِنَّمَا اَعْذَرْنَا اِلَی الثَّقَلَیْنِ بِاِرْسَالِ الرُّسُلِ وَ اِنْزَالِ الْکُتُبِ لِئَلَّا یُؤَاخَذَ اَحَدٌ بِظُلْمِہٖ وَھُوَ لَمْ تَبْلُغْہُ دَعْوَتُہٗ

کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ ہم نے جنّ اور انسانوں کی طرف اپنے رسول اور کتابیں بھیج کر حجّت تمام کر دی یہ اس لئے تاکہ جب کسی کا مواخذہ ہو پکڑ ہو تو ظلم نہ بن جائے۔ جبکہ اس کے پاس اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو۔ اللہ اکبر۔

اسی بات کو ربُّ العزّت نے تیسرے مقام پر مزید کھول کر بیان فرمایا پ ۱۶ رکوع ۱۷ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۴۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّا اَھْلَکْنٰھُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِہٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰی۔

اگر ہم انہیں کسی رسول کے آنے سے پہلے ہلاک کر دیتے، کسی عذاب سے تو وہ ضرور کہتے اے ہمارے ربّ کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے تیری آیتوں کی اس سے پہلے کہ ہم ذلیل اور رسوا ہوتے۔

مفسرین کرام علیہم الرحمۃ یہ آیت لکھ کر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

نے کفارِ مکہ اور دیگر کفار کو گویا عذر پیش کرنے اور حیلے بہانے کرنے کا راستہ بند کر دیا۔

اَیْ لَوْ اَھْلَکْنَا کُفَّارَ مَکَّۃَ مِنْ قَبْلِ نُزُوْلِ الْقُرْآنِ وَبِعْثَۃِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا اَیْ لَقَالُوْا یَا رَبَّنَا ھَلَّا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا حَتّٰی نُؤْمِنَ بِہٖ وَنَتَّبِعَہٗ۔

(تفسیر صفوۃ التفاسیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۲)

یعنی ہم اگر کفارِ مکہ کو قرآنِ کریم کے اتارنے اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت مبارکہ سے قبل ہلاک کر دیتے تو وہ قیامت کو کہتے اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم اس پر ایمان لاتے اور اس کی پیروی کرتے۔ الخ بلت

اسی بات کو ربِ کائنات چوتھے مقام پر بیان فرماتا ہے۔ پ ۲۰ سورۃ قصص آیت ۴۷۔

وَلَوْلَا اَنْ تُصِیْبَھُمْ مُّصِیْبَۃٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ

اور کہیں ایسا نہ ہو کہ جب پہنچے انھیں کوئی مصیبت اُن اعمال کے باعث جو انہوں نے کئے ہیں تو وہ یہ نہ کہنے لگیں۔ کہ اے ہمارے رب کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری

وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے تیری آیات کی اور ہم ہو جاتے ایمان لانے والوں میں سے

حضرت علامہ امام ابن کثیر علیہ الرحمتہ اپنی تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صہ ۳۹۲ میں اسی آیتہ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے گویا فرمایا کہ:۔

اَیْ وَاَرْسَلْنٰكَ اِلَيْهِمْ لِتُقِيْمَ عَلَيْهِمُ الْحُجَّةَ	ہم نے آپ کو (اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) ان کی طرف اس لئے بھیجا تاکہ اُن کافروں پر حُجّت قائم ہو جائے۔ اور اُن کا عُذر ختم ہو جائے۔

کیونکہ جب اُن کے پاس اُن کے کُفر کے سبب سے اللہ پاک کا عذاب آیا تو وہ یہ بہانہ پیش کر سکتے ہیں کہ:۔

لَمْ يَاْتِهِمْ رَسُوْلًا وَلَا نَذِيْرًا۔	ہمارے پاس نہ تو کوئی رسول آیا اور نہ ہی کوئی ڈرانے والا آیا۔

قرآن مجید کی ان چار آیتہ کریمہ اور چار تفاسیر کے حوالے سے بات ثابت ہوئی کہ اللہ عزّوجل کی یہ سُنّت ہے، یہ عادت مبارکہ ہے کہ جب تک کسی قوم میں نبی نہ بھیجے اس وقت تک ان کو عذاب نہیں دیتا۔ ان سے ناراض نہیں ہوتا۔ انھیں جہنّم کا مستحق نہیں بناتا۔ جب قرآن یہ کہتا ہے کہ جن کے پاس اللہ پاک کا رسول نہ تشریف لے جائے وہ جہنّم سے بری ہیں، وہ عذاب کے سزاوار نہیں تو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

والدین شریفین تو اس وقت دنیا سے تشریف لے گئے۔ جب سرکار کی نبوّت کا ظہور ہی نہیں ہوا تھا۔ وہ کیسے جہنّم کے مستحق ہو گئے۔ وہ کیسے عذاب میں گرفتار ہوں گے ؟ اللہ اکبر۔

ان تمام دلائل کے بعد بھی کوئی بدنصیب، کوئی قسمت کا مارا ہوا انسان کوئی سنگدل میرے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے والدین شریفین کے ایمان میں شک کر بیٹھے اور کہے کہ نہیں جی وہ جنّت میں جب جاتے جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا کلمہ پڑھتے بغیر کلمہ شریف کے کوئی جنّت میں نہیں جا سکتا۔ تو آیئے ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ میرے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنے والدین شریفین کریمین کو کلمہ بھی پڑھایا تھا وہ کیسے تو سُنیئے۔

حیاتِ کریمہ ابوین مصطفیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

اُم المؤمنین سیّدہ طیبہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں :-

قَالَتْ حَجَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوِدَاعِ ۔	کہ سیّد المرسلین رحمۃ للعٰلمین حضور پر نور سرکار مدینہ سرورِ قلب و سینہ جناب محمّد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم نے آخری حج اپنی ظاہری زندگی مبارک کا ہمارے ساتھ کیا۔
فَمَرَّ بِيْ عَلٰى عُقْبَةِ	پھر آپ میرے ساتھ حجون

اُلحَجُوْنِ۔	(یعنی مکہ معظمہ کے قبرستان جنت المعلٰی) میں تشریف لے گئے۔
وَھُوَ بَاکٍ حَزِیْنٌ مُغْتَمٌّ۔	اور آپ کی یہ حالت مبارک تھی کہ آپ رو رہے تھے (یعنی قبرستان میں اہلِ قبور کو دیکھ کر آپ نے رونا شروع کر دیا) اور بہت زیادہ مغموم اور پریشان ہو گئے۔ اللہ اکبر۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں سرکارِ مدینہ کی آنکھوں سے جب آنسو موتیوں کی طرح بہنے لگے تو سرکار کی کیفیت دیکھ کر میں بھی رونا شروع ہو گئی۔ میری آنکھیں بھی چھم چھم رونے لگیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روتے روتے فرمایا۔ عائشہ، میں نے عرض کی جی آقا فرمایا۔ تم یہیں ٹھہرو میں قبرستان میں سے ہو کر آتا ہوں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں اونٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ سرکار دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبرستان میں تشریف لے گئے۔ کافی دیر کے بعد میرے پاس تشریف لاتے اور کیفیت کیا تھی۔ حالت کیا تھی۔ منظر کیا تھا۔ سماں کیا تھا۔

ثُمَّ عَادَ اِلَیَّ وَھُوَ فَرِحٌ مُتَبَسِّمٌ۔	جب رحمتِ کائنات میرے پاس تشریف لاتے تو آپ بڑے مسرور تھے۔ چہرہ والضحٰی موتیوں کی طرح کھلا ہوا تھا۔ سبحان اللہ۔

میرے دوستو! سرکار کا مسکرانا یوں سمجھو گویا ساری کائنات کا مسکرانا ہے، اور سرکار کا رونا گویا ساری کائنات کا رونا ہے۔ شاعرِ اہلسنت جناب عبدالستار نیازی نے کیا خوب بات کہی کہ:۔

ہلکے ہلکے جو دل کو سرور آتے ہیں
بزم میں کملی والے مزور آتے ہیں
ہاتھ پھیلاؤ کشکول لے کر سبھی
بٹ رہے ہیں کرم ہر کسی کے لئے
چارسُو رحمتوں کی ہوائیں چلیں!
ہو گئی جس سے ساری فضا دلنشیں
مُسکراؤ سبھی آ گئے ہیں نبی!
غم کے مارو تمہاری خوشی کے لئے

ہاں تو حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ جب میرے آقا گئے تھے تو شدید غمگین تھے، نہایت افسردہ تھے۔ لیکن جب قبرستان سے تشریف لاتے تو بہت ہی خوش تھے۔ بہت ہی مسرور تھے۔ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں حیران ہو گئی۔ یہ کیا معاملہ ہے کہ سرکار گئے روتے ہوئے اور آ رہے ہیں مُسکراتے ہوئے مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے عرض کی آقا آپ کے قدموں پر میرے ماں باپ قربان یہ کیا؟ فرمایا عائشہ کیا مطلب۔ عرض کی آقا جب آپ گئے تو کیفیت کچھ اور تھی، آئے ہیں تو منظر کچھ اور ہے میرے آقا مُسکرا پڑے۔ عاشق سرکار کی مُسکراہٹ کو یوں بیان کرتا ہے۔

ے دند اُس دے سُچے موتی تے اکھیاں مست خماری
تے حد ٹُردا عرشی فرشی آکھن واہ واہ ٹور پیاری

سرکار نے مسکرا کر فرمایا۔ عائشہ جانتی ہو میں کیوں خوش ہو رہا ہوں۔ میرے آقا اللہ عزّوجل جانے یا اس کی عطا سے آپ جانیں۔ فرمایا بات یہ ہے کہ :۔

فَقَالَ ذَهَبْتُ بِقَبْرِ اُمِّیْ۔	میں تجھے چھوڑ کر اپنی امی جان حضرت آمنہ کی قبر پہ گیا تھا۔ ~~حضرت عائشہ~~

حضرت عائشہ نے عرض کی آقا پھر کیا ہوا۔ فرمایا میں والدہ کی قبر کے پاس بیٹھ گیا پھر،

فَسَأَلْتُ رَبِّیْ اَنْ یُّحْیِیَهَا۔	میں نے ہاتھ اٹھا کر مالکِ کل سے دُعا مانگی۔

آقا کون سی فرمایا۔ میں نے عرض کی اے میرے پالنے والے میری امی آمنہ کو قبر میں زندہ کر کے میرے سامنے کھڑا کر دے۔ اللہ اکبر۔

حضرت عائشہ نے عرض کی آقا پھر جواب کیا ملا۔ میرے آقا نے فرمایا عائشہ ہونا کیا تھا۔ میرے رب نے دُعا قبول کر لی۔ میاں قبول ہوتی بھی کیوں نہ مانگنے والا محبوب، قبول کرنے والا محب مانگنے والا رحمۃ للعالمین قبول کرنے والا رب العالمین اعلیحضرت فرماتے ہیں :۔

ے اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دُعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دُلہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میں نے دُعا مانگی تو

فَاَحْیَاھَا	تو اللہ تعالیٰ نے میری اُمّی کو زندہ کر دیا ۔

آقا پھر کیا ہوا فرمایا :۔

فَاٰمَنَتْ بِیْ وَرَدَّھَا اللّٰہُ اِلَی الْمَوْتِ ۔	میری اُمّی نے میری نبوّت کا اقرار کیا ۔ میرا کلمہ پڑھ کے مجھ پر ایمان لے آئیں ۔ اللہ تعالیٰ نے پھر میری اُمّی کو موت عطا کر کے قبر میں واپس بھیج دیا ۔ سُبحان اللہ ۔

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ نے دوبارہ زندہ ہو کر کلمہ شریف پڑھا ۔ دوسری روایت میں اسی طرح حدیث میں موجود ہے ۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کریم سے دونوں والدہ اور والد کے زندہ ہونے کی دُعا کی ۔

سَأَلَ رَبَّہٗ اَنْ یُّحْیِیَ اَبَوَیْہِ ۔	نبی کریم نے دُعا مانگی کہ اے خالقِ کائنات میرے والدین کو زندہ فرما ۔ پھر کیا ہوا ؟
فَاَحْیَاھُمَا لَہٗ ۔	اللہ تعالیٰ نے یار کی خاطر دونوں

	حضرت آمنہ، حضرت عبداللہ کو زندہ کیا۔
فَاٰمَنَا بِہٖ ثُمَّ اَمَاتَھُمَا	پھر دونوں بزرگوں نے سرکار کی نبوّت کو مان کر کلمہ شریف پڑھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو موت عطا کر دی۔

قربان جاؤں والدین مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر، میاں محمدؒ کھڑی شریف کے قلندر فرماتے ہیں کہ:۔

؎ کیڈیا اُچیا بختاں والا تے چڑھا دلبر گھر آ جاوے
واہ مقدّر اُس دھرتی دے تے جتھے قدم چا یار ٹکاوے

زرقانی شریف جلد ۱ صـ۱۶۸ ۔ الحاوی للفتاوی جلد ۲ صـ۲۴۰ ۔ حجۃ اللہ علی العالمین صـ۱۲ ۔ دارقطنی ۔ ابن عساکر فی غرائب مالک ۔ ابن شاھین فی الناسخ والمنسوخ ۔ الخطیب بغدادی فی السابق واللاحق ۔ جواہر البحار جلد ۴ صـ۳۰۳ ۔ روح البیان پ صـ۴۸۵ ۔

میرے دوستو! اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماں باپ کو اللہ پاک کے حکم سے زندہ کر کے دوبارہ کلمہ پڑھا کر اپنا صحابی بنا کر دنیا سے با ایمان دنیا سے رخصت فرمایا۔

الحمد للہ! ہو سکتا ہے کوئی منکر اس حدیث کو موضوع کہہ کر یہ حدیث صحیح نہیں، گھڑی ہوئی ہے۔ جیسے ابنِ تیمیہ اور اُن کے پیروکار کہتے ہیں۔ لیکن آپ کہیں کہ ایک طرف ابن تیمیہ اور دوسری طرف خطیب بغدادی، ابن شاھین

امام سیوطی جیسے مایۂ ناز محدّثین، ہم ایک ابن تیمیہ کی بات مانیں یا گروہ محدّثین کی ایک عاشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے جب ابن تیمیہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اور سرکار کے والدین کی احیاء والی حدیث کو موضوع لکھا دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آگئے۔ رو کر اپنی محبت کا اظہار یُوں کیا کہ:۔

ے اَیْقَنْتُ اَنَّ اَبَا النَّبِیِّ وَ اُمَّہٗ
اَحْیَا ھُمَا الرَّبُّ الْکَرِیْمُ الْبَارِیْ

ترجمہ: میں یقین جان کر کہتا ہوں کہ بے شک نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ماں باپ۔ اِن دونوں کو ان کے رب کریم نے زندہ کیا۔

ے حَتّٰی لَہٗ شَھِدَا بِصِدْقِ رِسَالَۃٍ
سَلِّمْ فَتِلْکَ کَرَامَۃُ الْمُخْتَارِ

ترجمہ: یہاں تک کہ دونوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سچے رسول ہونے کی تصدیق کی۔ اے مومن اس بات کو مان لے یہ تیرے نبی کی کرامت ہے (یہ سرکار کی عزّت افزائی کے لئے ہے)

ے ھٰذَا الْحَدِیْثُ وَمَنْ یَّقُوْلُ بِضُعْفِہٖ
فَھُوَ الضَّعِیْفُ عَنِ الْحَقِیْقَۃِ عَارِیْ

ترجمہ: دوبارہ زندہ ہو کر ایمان قبول کرنا یہ حدیث پاک سے ثابت ہے اور جو کوئی اس حدیث پاک کو ضعیف کہے وہ خود ضعیف ہے (اُس کا ایمان ضعیف ہے) ایسا شخص حقیقت سے ناواقف ہے۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۳۴۔

قولِ فیصل

عاشقِ مدینہ فنا فی الرسول حضرت علامہ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمۃ نے سرکارِ مدینہ سُرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے والدین شریفین کی حیات کریمہ والی حدیث مبارکہ کو تحریر کرنے کے بعد بڑی پیاری بات فرمائی تاکہ حدیث پاک کو موضوع کہنے والے ضعیف کہنے والے دوست پڑھ کر یا سُن کر اندازہ لگائیں کہ یہ حدیث موضوع نہیں، ضعیف نہیں بلکہ بالکل صحیح ہے فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ اَحْیَاھُمَا لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ حَتّٰی اٰمَنَا بِہٖ۔

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے یار کے اعزاز کے لئے آپ کے والدین کو زندہ فرمایا وہ دونوں اللہ تعالیٰ پر اور سرکارِ مدینہ پر ایمان لے آتے۔

آگے فرماتے ہیں۔

وَھٰذَا السَّبِیْلُ مَالَ اِلَیْہِ طَائِفَۃٌ کَثِیْرَۃٌ مِنَ الْاَئِمَّۃِ الْحُفَّاظِ۔

یہ حدیث پاک اور اسی طرح کی احادیث کو بہت سارے اماموں اور حُفّاظ حدیث نے بیان فرمایا ہے۔ سُبحان اللہ۔

ایک ہوتا ہے حافظ قرآن۔ ایک ہوتا حافظ حدیث قرآن پاک کی یہ کرامت ہے کہ سات سال کا بچہ بھی یاد کر لیتا ہے۔ لیکن احادیث مُبارکہ کو تمام راویوں کے ناموں سمیت حفظ کرنا بہت مشکل کام ہے۔

امام بنھانی فرماتے ہیں کہ حافظانِ حدیث نے اس حدیث کو اپنی اپنی مسانید میں ذکر فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا حضور وہ کون سے حافظانِ حدیث اور امام ہیں۔ جنہوں نے یہ حدیث بیان کی ہے فرمایا۔

مِنْهُمُ الْحَافِظُ اَبُوْبَكْرٍ الْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ وَالْحَافِظُ اَبُوالْقَاسِمِ ابْنُ عَسَاكِرٍ وَالْحَافِظُ اَبُوْحَفْصٍ بِنْ شَاهِيْنٍ وَالْحَافِظُ اَبُوالْقَاسِمِ السُّهَيْلِيُّ وَالْاِمَامُ الْقُرْطَبِيُّ وَالْحَافِظُ مُحِبُّ الدِّيْنُ الطَّبَرِيُّ وَالْعَلَّامَةُ نَاصِرُالدِّيْنُ بْنُ الْمُنِيْرِ وَالْحَافِظُ فَتْحُ الدِّيْنُ بِنْ سَيِّدِ النَّاسِ۔

ان حافظانِ حدیث میں سے چند حفاظ حدیث یہ ہیں (۱) حافظ الحدیث ابوبکر خطیب بغدادی (۲) حافظ الحدیث ابوالقاسم ابن عساکر (۳) حافظ الحدیث ابوحفص بن شاہین (۴) حافظ الحدیث ابوالقاسم سُھیلی (۵) امام قرطبی (۶) حافظ الحدیث محب الدین طبری (۷) علامہ ناصر الدین بن منیر (۸) حافظ الحدیث فتح الدین بن سیدالناس۔

(حجۃ اللہ علی العالمین صـ ۲۱۳۔ زرقانی شریف جلد ۱ صـ ۱۴۹)

میرے دوستو! الحمدللہ اہلِ ایمان کے لئے اتنے محدثین کی گواہیاں سرکار کے والدین کے ایمان کے لئے کافی ہیں۔ لیکن بعض حضرات جو ہر بات عقل سے تولتے ہیں کہ یہ ہماری عقل میں آتی ہے۔ کہ نہیں اگر آگئی تو مان لیتے ہیں اگر نہ آتے تو انکار۔ اسی طرح منکرینِ

مصطفےٰ اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جب اتنے محدثین کے حوالے سنتے ہیں تو بجائے ماننے کے آخری حُجّت بازی کے لئے پتہ کیا کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے جی! پر کیا بھئی! پر عقل میں یہ بات نہیں آتی یہ کیسے ہو گیا۔ مر کر بھی بندہ زندہ ہو سکتا ہے۔ نہیں، نہیں عقل میں نہیں آتا؟

عقل میں نہیں آتا

میرے دوستو! الحمدللہ ہماری عقلیں دلیل کے تابع ہیں۔ اگر دلائل مل جائیں تو ہم مان جاتے ہیں۔ لیکن یہ دلائل کے تابع نہیں۔ عقل کے تابع عقل میں نہ آئے نہیں مانتے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوتے قلندر لاہوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔

؎ خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

اچھا صاحب آپ کی عقل میں یہ تو ضرور آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے زمانے میں ایک امیر مر گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس مردے کو زندہ کرنے کے لئے اپنے نبی کو فرمایا کہ ایک گائے جو خاص شکل والی تھی کو ذبح کر کے اس کا ایک حصہ مارو وہ زندہ ہو جائے گا۔ پارہ ۱ سورۃ بقر آیت ۷۲۔ جب اللہ تعالےٰ کے نبی نے حصہ مارا مقتول زندہ ہو گیا۔ صاحب یہ تو عقل میں آ گیا۔ قرآن کا جو مسئلہ ہے۔ اچھا یہ بھی عقل میں آتا ہو گا۔ کہ عیسٰی علیہ السّلام مردے زندہ کرتے تھے۔ قرآن کہتے ہیں یہ بھی آتا ہے۔

میرے دوستو! اب ان سے پُوچھو کہ اے عقل والو مقام کس کا بلند ہے۔ حضرت موسیٰ حضرت عیسٰی علیہم السّلام کا یا ہمارے پیارے نبی

کا؟ تو لازماً کہنا پڑے گا۔ شان ہمارے نبی کا زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ بھی قرآن پ۳ کا حصہ ہے۔ اب سوچو جب ہمارے نبی سے کم مرتبے والے انبیاء کا یہ مقام ہے تو میرے آقا کا کیا مقام ہوگا۔ معراج کی رات یہ نبی میرے نبی کے پیچھے تھے۔ ہمارا نبی سب سے آگے تھا تو غور کرو جب مقتدیوں کی یہ شان ہے تو امام کا کیا عروج ہوگا۔ سارے نبی اُمتی میرا نبی سب کا رسول جب اُمتیوں کو اللہ پاک نے اتنی عظمت عطا فرمائی ہے تو رسول کو کتنی رفعت عطا فرمائی ہوگی۔ اللہ اکبر۔

علامہ امام اسماعیل حقی حنفی علیہ الرحمتہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح البیان جلد ا ص۲۱۷ میں علامہ امام زرقانی شرح مواھب زرقانی جلد ا ص۱۷۰ علامہ امام نبھانی علیہ الرحمتہ حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۱۴۔ امام قرطبی کا فرمان درج کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

وَلَيْسَ اِحْيَاءُهُمَا وَاِيْمَانُهُمَا بِهٖ۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین شریفین کا زندہ کیا جانا اور ان دونوں بزرگوں کا کلمہ پڑھ کے سرکار پہ ایمان لانا۔

يَمْتَنِعُ عَقْلاً وَلَا شَرْعًا۔

یہ بات نہ تو شرع کے خلاف ہے اور نہ عقل کے خلاف ہے کیوں؟

اس لئے کہ:۔

فَقَدْ وَرَدَ فِی الْقُرْاٰنِ اِحْيَاءُ قَتِيْلِ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ

قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے ایک مقتول کے زندہ کئے جانے

وَاِخْبَارُهٗ بِقَاتِلِہٖ ۔	اور اس کا اپنے قاتل کے بارے میں خبر دینے کا واقعہ موجود ہے ۔
وَكَانَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يُحْيِي الْمَوْتٰى ۔	اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردے زندہ کرتے تھے ۔
وَكَذَالِكَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ اَحْيَاءَ اللّٰهُ عَلٰى يَدِهٖ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمَوْتٰى ۔	اسی طرح ہمارے نبی امام الانبیاء سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلّم نے ایک مُردہ نہیں بلکہ مُردوں کی جماعت کو زندہ کیا ۔ سُبحان اللہ ۔

جماعت جمع کا صیغہ ہے اور جمع میں کم از کم تین، زیادہ کی حد نہیں تو محدّثین کرام فرماتے ہیں۔ ہمارے رسول نے ایک نہیں، دو نہیں بلکہ کئی مُردے زندہ کئے (مثلاً جابر کے دو بچے زندہ کئے ۔ بچّوں کا بکرا زندہ کیا۔ شواھد النبوۃ ایک یہودی کی بیٹی زندہ کی رحمۃ اللہ علی العالمین والدین کا زندہ کرنا وغیرہ ۔

وَاِذَا ثَبَتَ هٰذَا	جب یہ سب کچھ ثابت ہے ۔

جب یہ تمام حقائق موجود ہیں۔ جب یہ سب کمالات موجود ہیں تو پھر کون سی رکاوٹ ہے کہ سرکار کے والدین اپنے زندہ کئے جانے کے بعد ایمان لے آئیں ۔

زِيَادَةٌ كَرَامَةٌ فِيْ فَضِيْلَتِهٖ ۔	اس سے تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم کی عظمت اور فضیلت میں اضافہ ہی ہوتا ہے

(الحاوی للفتاوی جلد ۲ صت ۲۳)

میرے دوستو! ان دلائل سے پتہ چلا کہ بالفرض محال مان بھی لیا جائے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین اپنی زندگی میں مومن نہیں تھے۔ تو پھر بھی ماننا پڑے گا کہ سرکار کے والدین ایماندار ہیں۔ کیونکہ میرے آقا نے اپنی خداد طاقت سے ان کو زندہ کر کے دوبارہ کلمہ پڑھا کے صحابی بنا کے دنیا سے رخصت فرمایا۔ اللہ اکبر۔

لیکن اگر بنظرِ غایت دیکھا جائے تحقیق کی نگاہ سے دیکھا جائے محبتِ حضورِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو ان کے فرمودات سے ان کے ملفوظات سے ان کے کلمات طیبات سے ان کے ایمان کا سورج جگمگا رہا ہے تو کیسے تو آیئے ہم آپ کو محبت والی نگاہ سے دکھائیں۔

محبت کی نگاہ

ساری کائنات کے ملجا، ماوی شفیع المذنبین امام المرسلین، خاتم النبیین، نورِ مجسم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے بطن شریف میں تھے کہ آپ کے والد مکرم دنیا سے پردہ فرما گئے۔ جب آپ کی عمرِ مبارک چھ برس کی ہوئی تو آپ کی لاڈلی اور پیاری امی جان کا بھی وصال ہو گیا۔ جب آپ کی وفات شریف ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امی جان کے پاس تشریف فرما تھے۔ آخری لمحات میں جدائی کا وقت قریب آ گیا۔ ماں اپنے لختِ جگر کو دیکھ رہی ہیں۔ بیٹا ماں کے چہرے کو دیکھ رہا ہے۔ اچانک حضرت آمنہ کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے حضرت اسماء بنت ابی رہم فرماتی ہیں میری والدہ حضرت

آمنہ کے پاس اس وقت موجود تھیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور بیٹے کو مخاطب کر کے چند عربی میں اشعار پڑھے۔ ان میں سے کچھ اشعار آپ بھی سنیئے اور پڑھیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے وصال شریف کے وقت کون سے اشعار پڑھے۔ فرمایا۔

ے بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ مِنْ غُلَامٍ

اے میرے لختِ جگر اللہ تعالےٰ تجھے برکتیں عطا فرمائے،

اِنْ صَحَّ مَآ اَبْصَرْتُ فِى الْمَنَامِ

بیٹا جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا اگر وہ صحیح ہے؟

تو پھر کیسا کہ:۔

فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَى الْاَنَامِ

یقیناً آپ لوگوں کی طرف عظمت اور جہالت والے

مِنْ عِنْدِ ذِى الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

خدا عزّ و جل کی طرف سے (نبی) مبعوث ہوں گے

تُبْعَثُ فِى الْحِلِّ وَفِى الْحَرَامِ

آپ مبعوث ہوں گے حِل و حرم (ساری کائنات کی طرف)

تُبْعَثُ فِى التَّحْقِيْقِ وَالْاِسْلَامِ

اور آپ مبعوث ہوں گے حق و باطل ظاہر کرنے اور اسلام پھیلانے کے لئے۔

کون سا دین پھیلانے کے لئے؟

دِیْنُ اَبِیْکَ اِبْرَا ہَام

وہ دین جو تیرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے

فَاللّٰہُ اَنْہَاکَ عَنِ الْاَصْنَامُ

وہ ابراہیم جو محسن اور مطیع تھے

اَنْ لَّا تَوَ الِیُہَا اِلَی الْاَقْوَا م

آپ کو اللہ تعالیٰ بتوں سے محفوظ رکھے کہ آپ دوسرے لوگوں کے ساتھ ان کی پیروی کریں۔

اِن اشعار کے بعد حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے لختِ جگر کا چہرہ چوم کر فرمایا کہ :۔

کُلُّ حَیٍّ مَیِّتٌ	ہر زندہ مرے گا۔ ہر نئی چیز پرانی ہوگی۔ ہر بڑے سے بڑا فنا ہوگا۔
اَنَا مَیِّتَۃٌ	میں بھی اب مرنے والی ہوں مگر
وَذِکْرِیْ بَاقٍ	میرا ذکر قیامت تک رہے گا۔

کیوں !

وَقَدْ تَرَکْتُ خَیْرًا وَّ وَلَدْتُّ طُہْرًا۔	میں خیر عظیم (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو چھوڑ کر جا رہی ہوں اور میں نے طیب طاہر کو جنا ہے۔

سبحان اللہ ! قربان جاؤں آقا کی پاک ماں کی نگاہ کرامت پر فرما رہی ہیں میرا جسم تو جا رہا ہے۔ لیکن میرا ذکر قیامت تک رہے گا۔ دیکھ آج چودہ سو سال اس بات کو کتنے ہوئے گزر گئے۔ لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

کی والدہ ماجدہ کا فرمان کیسے صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ ہر لمحہ، ہر لحظہ، ہر گھڑی، جب بھی سرکار کی ولادت پاک کا تذکرہ ہوتا ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گیت زبان پر شروع ہو جاتے ہیں۔ اور خصوصاً ربیع الاوّل شریف میں تو ہر طرف یہی ترانے ہوتے ہیں کہ۔

؎ اَج آمنہ دے چن دی تشریف آوری اے
ہونا جہدے طفیلوں سب مجرماں بری اے
سارے نبی خدا توں منگدے گئے دعائیں
یا رب اساں نوں اُمتی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دا بنائیں
اللہ عزوجل نے تینوں بخشی کیہو جہئی پیغمبری اے
اَج آمنہ دے چن دی تشریف آوری اے

اور کوئی یوں ترانے گا رہا ہوتا ہے۔

؎ رب رونقاں نے لائیاں اَج آمنہ دے ویہڑے
جنت چوں حوراں آئیاں گاون نبی دے سہرے
کردا اے سجدے کعبہ اَج آمنہ دے گھر نوں
نوری دین پئے سلامی نبیاں دے تاجور نوں
چن آمنہ دا چڑھیا ہویا چانناں چوفیرے
رب رونقاں نے لائیاں اَج آمنہ دے ویہڑے

اور کوئی یوں گیت گاتا ہے۔

؎ بارہ ربیع الاوّل آئی کیتا کرم کریم
آمنہ مائی دی گودی وچہ آیا دُرِ یتیم

نبی جی اللہ اللہ اللہ، لا الٰہ الا ہو

اوہ آیا ہر اک دی ویکھو ہتھ ہے جس دے لاج

مشرق مغرب راج ہے جس دا نبیاں دا سرتاج

نبی جی اللہ اللہ اللہ، لا الٰہ الا ہو

ہاں تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں تو دنیا چھوڑ کر مالک حقیقی کی بارگاہ میں جارہی ہوں لیکن میرا ذکر، میرے چرچے، میری شان، میری عظمت کے ترانے میرے بیٹے کے صدقے قیامت تک لوگ گاتے رہیں گے۔ حضرت اسما کی والدہ فرماتی ہیں یہ بات کرنے کے بعد

ثُمَّ مَاتَتْ

حضرت آمنہ دنیا سے پردہ فرماگئیں آپ کا وصال ہوگیا۔

آپ کی وفات پر میں نے کیا سنا اور دیکھا کہ :۔

فَكُنَّا نَسْمَعُ نَوْحَ الْجِنِّ عَلَيْهَا۔

ہم نے آپ کی وفات کے صدمے میں جنوں کو روتے ہوئے سنا وہ بھی رو رہے تھے۔ اور اونچی آوازیں جدائی کے اور فراق کے اشعار بھی پڑھ رہے تھے کون سے اشعار کہ :۔

نَبْكِي الْفَتَاةَ الْبَرَّةَ الْاَمِيْنَةَ !

ہم اس جوان معزز عورت کی موت پر روتے ہیں

ذَاتَ الْجَمَالِ كَالْعِفَّةِ الرَّزِيْنَةِ

جو نیکوکار، امانتدار، صاحب جمال عفیفہ اور وقار والی تھی

وہ کون تھی۔

زَوْجَۃُ عَبْدِ اللّٰہِ وَالْقَرِیْنَۃِ

وہ حضرت عبداللہ کی بیوی محترمہ اور ان کی رفیقہ حیات تھیں

اُمُّ نَبِیِّ اللّٰہِ ذِی السَّکِیْنَۃِ

اور صاحب سکینہ اللہ تعالیٰ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ ہیں

کون سا نبی ؟

وَصَاحِبُ الْمِنْبَرِ بِالْمَدِیْنَۃِ

وہ نبی جو مدینہ شریف میں صاحب منبر ہوگا

صَارَتْ لَدَی حُفْرَتِہَا رَہِیْنَۃً

ان کی والدہ مکرمہ اپنی قبر میں ہمیشہ کے لئے چلی گئیں

(دلائل النبوۃ ابونعیم۔ خصائص کبریٰ اوّل ص ۱۹۰، زرقانی شریف اوّل ص ۱۶۵، الحاوی للفتاوی دوم ص ۲۲۲۔

حضرت علامہ امام زرقانی علیہ الرحمۃ یہ اشعار کلمات و واقعات لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ تمام اقوال آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ مسلمان یعنی موحدہ تھیں اگر موحدہ نہ ہوتیں تو کبھی آپ دین ابراہیم کی بات نہ کرتیں۔ اپنے بیٹے کی نبوت کی طرف اشارے نہ فرماتیں اور بتوں سے دور رہنے کی دعائیں اپنے بیٹے کے لئے نہ کرتیں۔ اللہ اکبر۔

میرے دوستو! اتنے دلائل اور شہادتوں کے بعد بھی کوئی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے ایمان کے بارے شک کرے تو یہ اس کی بدقسمتی ہے۔

کہ نہیں ؟ ضرور ہے ایمان سے بتایئے۔ جب کوئی انسان میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو کافر کہتا ہوگا۔ تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہیں ہوتی ہوگی۔ سرکار کی روح بیقرار نہیں ہوتی ہوگی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض نہیں ہوتے ہوں گے ؟ ہوتے ہوں گے، ضرور ہوتے ہوں گے۔ جس پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوں کیا وہ خوش قسمت ہے یا بدبخت ؟ بدبخت کیوں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت نہیں دی۔ بلکہ اللہ تعالٰی کو اذیت دی ہے۔ حضور پاک کو ناراض نہیں کیا۔ اللہ پاک کو ناراض کیا ہے۔ کیسے تو سنیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب کے مرنے کے بعد جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے مکہ شریف فتح فرما لیا تو فتح مکہ کے بعد مکہ شریف کے تقریباً سارے لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ ان میں ابولہب کی ایک بیٹی جس کا نام سبیعہ تھا۔ وہ بھی مسلمان ہو گئیں۔

سُبحان اللہ! باپ ساری زندگی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتا رہا اور بیٹی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلام ہو گئی۔ جب سبیعہ نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا تو ایک مرتبہ کسی صحابی نے سبیعہ کو طعنہ دیا کہ تو دوزخ کے ایندھن (جلانے والا سامان) کی بیٹی ہو۔ حضرت سبیعہ نے جب یہ بات سُنی تو آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اگرچہ بات حق تھی لیکن باپ تھا برداشت نہ کر سکی۔ روتی روتی دربارِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور شکایت کے طور پر عرض

ی :-

یا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ ۔	اے اللہ عزّ وجل کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمایا۔ سبتیہ کیا بات ہے ۔ عرض کی آقا لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں ۔

فرمایا کس بات کا ۔ عرض کی یہ کہتے ہیں ۔

اَنْتِ بِنْتُ حَطَبِ النَّارِ	کہ اے سبتیہ تو دوزخ کے ایندھن والے کی بیٹی ہے ۔ اللہ اکبر

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سُنا تو جلال میں آگئے ۔ نہیں نہیں بلکہ خود یار کو دیکھ کر میرا اللہ عزّ وجل بھی جلال میں آگیا ہوگا ۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم منبر پر تشریف لائے اور صحابہ فرماتے ہیں حالت یہ تھی ۔

وَھُوَ مُغْضَبٌ	کہ آپ بہت غصّے کی حالت میں تھے

منبر پر کھڑے ہو کر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے صحابی کو مخاطب کر کے فرمایا ۔

فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ	اس اقوام یعنی قوموں کا لوگوں کا کیا بنے گا ۔
یُؤْذُوْنَنِیْ فِیْ قَرَابَتِیْ	جو مجھے میری قرابت کے حوالے سے تکلیف دیتے ہیں ۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قوم نہیں فرمایا ۔ اقوام جمع کا صیغہ فرمایا مجھے میری قرابت کے بارے طعنے دینے والو سُنو !

مَنْ اٰذٰی قَرَابَتِیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ۔	جس نے میرے قریبی رشتے دارو[ں] کو تکلیف دی اُس نے مجھے اذی[ت] دی تکلیف دی۔
وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَاللّٰہَ۔	جو مجھے اذیت دے گا تکلیف د[ے] گا۔ اس نے حقیقت میں اللہ پاک[ٓ] کو تکلیف دی۔

(زرقانی شریف جلد ۱ صہ۱۸۶ ، الدرجۃ المنفیۃ فی آباد الشریفہ صہ۱۷)

میرے دوستو! توجہ فرماؤ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ ابولہب جہنمی ہے دوزخی ہے۔ لیکن جب کسی نے اس کی بیٹی کو دوزخی کی بیٹی کہا۔ ا[س کو] اذیت ہوئی پھر اس کی اذیت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت کا سبب بنی، یہاں تک آپ کو یہ فرمانا پڑا کہ میرے قریبی رشتے داروں کو اس قسم کی باتیں کر کے اذیت دے کر مجھے ایذا نہ دو۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ جو شخص آپ کے جنتی والدین کو دوزخی کہتا ہے تو وہ کتنا بڑا گستاخ ہے۔ کتنی سرکار کو اذیت دیتا ہے۔ اسی لئے بعض محدثین کرام نے سرکار کے والدین کو نعوذ باللہ کافر کہنے والے کو لعنتی کہا۔

بعض محدّثین کا فرمان

حضرت علامہ امام قاضی ابوبکر مالکی علیہ الرحمۃ تشریف فرما ہیں۔ شاگردوں کو حدیث پاک پڑھا رہے ہیں۔ پڑھانے کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ مختلف مسائل مختلف سوال پوچھ رہے ہیں۔ ایک سائل کھڑا ہے۔ عرض کرتا ہے۔ حضور ایک مسئلہ مجھے بھی بتلایئے

ؤیا کون سا۔ سائل کہتا ہے۔ حضور اس آدمی کے متعلق آپ کی کیا رائے
ہے۔ کیا فتویٰ ہے۔ کیا فرمان ہے۔ کیا خیال ہے۔ جو سرکار دو عالم، نور مجسم
رتِ کون و مکاں جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین
ے بارے یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ دوزخ میں ہیں۔ قاضی ابوبکر یہ بات سُن کر
ل میں آگئے۔ اور فرمایا کہ :۔

ـنـہٗ مَلْعُوْنٌ ۔	بیشک ایسی بات کہنے والا لعنتی ہے

سوالی عرض کرتا ہے۔ حضور اتنا سخت فتویٰ۔ یہ فتویٰ کون سی فقہ کی
اب سے دیا ہے۔ کس مفتی کے فتاویٰ سے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میاں
الی یہ فتویٰ میں نے کسی فقہ کی کتاب سے، کسی مفتی کے فتاویٰ کی کتاب
نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی پاک کلام سے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی لاریب
اب میں فرماتا ہے۔

ـ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ ـنـہَ وَرَسُوْلَہٗ ۔	بے شک وہ لوگ جو تکلیف دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ ان کی سزا کیا ہے فرمایا ۔
ـنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا ـ الْاٰخِرَۃِ	ان پر دنیا میں بھی لعنت ہے اللہ تعالےٰ کی اور قیامت کو بھی لعنت ہوگی ۔

ور ان کا ٹھکانہ کیا ہوگا ؟ فرمایا :۔

ـ اَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا	اور تیار کر رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ

مُهِينًا۔ | نے اُن کے لئے دردناک عذاب

سوالی نے کہا حضور یہ تو سزا اُن کے لئے ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دیتے تکلیف دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میاں سوالی۔

وَلَا اَذٰی اَعْظَمُ۔ | اس سے بڑھ کر اور کیا ایذا ہوگی، تکلیف ہوگی۔

مِنْ اَنْ یُّقَالَ اَبَوَیْہِ فِی النَّارِ۔ | کہ یہ کہا جائے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین شریفین جہنمی تھے دوزخی تھے۔

(الحاوی للفتاوی جلد ۲ ص۲۳۱، زرقانی شریف جلد ۱ ص۱۸۶، روح البیان پ ص۴۸۷، مجموعہ فتوی جلد ۳ ص۱۶۰)

فقہ حنبلی کے بہت بڑے امام حضرت علامہ امام موفق الدین بن قدامہ حنبلی علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاویٰ میں اور اہلحدیث کے امام و پیشوا علامہ ابن تیمیہ نے الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص۵۲۵ میں تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو جہنمی کہنے والے کے لئے فتویٰ دے کر جھگڑا ہی ختم کر دیا ہے یہ دونوں بزرگ اپنی اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں کہ جو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی اہانت کرتا ہے۔ ان کی شان میں بے ادبی گستاخی کرتا ہے تو اس کی سزا کیا ہے۔ فرمایا کہ

قُتِلَ | اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

پوچھا گیا اگرچہ وہ مسلمان ہو فرمایا۔

مُسْلِمًا کَانَ اَوْ کَافِرًا۔ | چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر اللہ اکبر۔

(الحاوی للفتاوی جلد ۲ ص ۲۳۳)

میرے دوستو! ویسے خیال تو کرو۔ جس نبی کو میرا رب آپ فرمائے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔	اے میرے پیارے اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ رب سے راضی ہو جائیں گے۔

سبحان اللہ! اب آپ بتائیں، عقل سے سوچیں، تحمل سے فیصلہ کریں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب سے راضی ہوں گے۔ کہ ان کی نظروں کے سامنے میرے نبی کے والدین جہنم میں چلے جائیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم جو نبی ہم جیسے بدکاروں، خطاکاروں، سیاہ کاروں، نکموں کی شفاعت کے بغیر جنت میں نہیں جاتے گا۔ وہ نبی اپنے پیارے ماں باپ کو چھوڑ کر کیسے جنت میں جا سکتا ہے۔ کیا میرا اللہ عزوجل یہ برداشت کرے گا۔ کہ سارے نبیوں کی مائیں تو جنت میں جائیں پر یار کے والدین جہنم میں جائیں وہ جہنم میں جائیں جن کی پشت اور بطن شریف میں میرے نبی نے آرام فرمایا حالانکہ کتابیں پڑھ کے دیکھو۔

میرے نبی کی پشت مبارک

جب مکہ شریف فتح ہو گیا۔ ایک دن میرے کریم آقا اپنے ایک غلام کو ساتھ لے کر مکہ شریف کی گلیوں میں ٹہل رہے ہیں۔ اچانک ایک کافرہ عورت کے مکان کے ساتھ میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پشت مبارک کی ٹیک لگا کر اپنے غلام کے ساتھ گفتگو فرمانے لگے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز اس کافرہ

کے کانوں تک پہنچی۔ اُس نے کھڑکی سے چہرہ نکال کر دیکھا یہ کون ہے۔ میرے گھر کے قریب باتیں کرنے والا۔ اس نے جب سرکار کو دیکھا کافرہ تھی۔ بغض حسد اور کفر کی وجہ سے مکان کی کھڑکی بند کرلی۔ تاکہ آپ کی آواز سنائی نہ دے۔ اِدھر اُس نے مکان کی کھڑکی بند کی۔ اُدھر میرے رب کی قدرت مسکرا پڑی۔ فرمایا جبرئیل عرض کی جی۔ رب جلیل نے فرمایا۔ ذرا مکہ کی گلیوں میں میرے یار کو دیکھ۔ عرض کی مولا کریم میں نے دیکھ لیا ہے۔ فرمایا میرا یار جس مکان کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہے۔ وہ کافرہ کا مکان ہے۔ اس نے حسد کی وجہ سے کھڑکی بند کرلی ہے۔ اب میں نہیں چاہتا۔ جس مکان کے ساتھ میرا یار ٹیک لگائے وہ مکان والے جہنم میں جائیں۔ یا اللہ عزوجل اب کیا کریں فرمایا کرنا کیا ہے۔ ہم نے یار کی پشت مبارک کی برکت سے اس کافرہ پر جہنم کی آگ حرام کردی ہے۔ یا اللہ عزوجل اگر اجازت ہو تو تیرا پیغام تیرے یار کو سناؤں۔ فرمایا بالکل تو یار کو پیغام سنادیں میں اس کافرہ کی تقدیر بدلتا ہوں۔ پہلے کافرہ ہے اب مسلمان کرتا ہوں۔ پہلے مشرکہ ہے یار کی پشت انور کی برکت سے مومنہ کرتا ہوں۔ اِدھر جبرئیل پیغام لے کر گئے اُدھر اُس کے دل کی دنیا بدل گئی۔ وہ دوڑتی دوڑتی آئی قدموں میں گر گئی۔ رو کر کہنے لگی۔ اے بلال و سلمان کو رنگنے والے۔ اے دشمنوں کو سینے سے لگانے والے۔ اے بتوں کے پجاریوں کو خدا عزوجل کا پجاری بنانے والے مجھ پر بھی ایک نگاہ کرکے خدا عزوجل کا پجاری بنالے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کلمہ پڑھایا وہ مسلمان ہوگئی۔ میرے دوست جس نبی کی پشت کافرہ کے مکان سے

لگ جائے رب اس کو مسلمان کر کے جنت عطا کر دیتا ہے۔ ذرا خیال کرو جس بطن میں اس کا ماہی نو مہینے رہا، جس گود میں چھ سال کھیلتا رہا۔ میرا رب عزوجل اس ماں کو جہنم میں جاتا کیسے برداشت کرے گا۔

(نزہتہ المجالس جلد ۲ ص۸۷)

پھر میں کیوں نہ کہوں کہ:۔

ع جدھر جدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرتے گئے
کسی نے مانگا نہ مانگا وہ جھولیاں بھرتے گئے
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا!
ارے دریا بہا دیتے ہیں دُر بے بہا دیتے ہیں

حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمتہ تفسیر روح البیان جلد ۵ ص۲۲۶ میں فرماتے ہیں کہ سیدنا یونس علیہ السلام جس مچھلی کے پیٹ میں تین دن یا دس دن یا چالیس دن جتنے بھی دن رہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کو فرمائے گا۔ یہ مچھلی جنت میں لے جاؤ۔ فرشتے کہیں گے۔ مولا کریم مچھلی کیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اس لئے کہ اس مچھلی کے پیٹ میں میرا نبی یونس علیہ السلام چند دن مہمان بن کر رہا تھا۔ جس مچھلی نے یونس علیہ السلام کو پیٹ میں رکھا وہ مچھلی تو جائے جنت میں ایمان سے بتانا۔ جس ماں نے امام الانبیاء کو جس کے صدقے یونس علیہ السلام کو بھی نبوت ملی، پیٹ میں نو ماہ رکھا وہ جہنم میں جائے گی۔ تیرا ایمان گوارہ کرتا ہے؟ لیکن بعض بد باطن برسر منبر میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں کو جہنمی، کافر، مشرک کہتے ہیں۔ سیالکوٹ کی ایک بستی میں ایک

دیوبندی مولوی نے وعظ کیا۔ نبی پاک کی عظمت کا انکار کرتے کرتے
کہنے لگا تم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شفاعت کی آس لگائے
بیٹھے ہو۔ وہ نبی تو قیامت میں ماں باپ کی شفاعت نہ کر سکے گا کہ
وہ دونوں نعوذ باللہ جہنمی ہیں۔ وعظ ختم ہو گیا۔ جلسے میں سے ایک
جاہل کسان جٹ نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ مولوی صاحب یہ بتاؤ کہ
اسلام میں ایک عالم اور حافظ کا کیا درجہ ہے۔ وہ گستاخ دیوبندی
کہنے لگا۔ عالم قیامت کو اپنی سات پُشت کی شفاعت کر کے جنّت
میں لے جائے گا۔ اور حافظ اپنی تین پشت بخشوا لے جائے گا۔ کسان بولا
اُو بدنصیب خیال کر مولوی تو سات پشت بخشوا کر جنّت میں لے جائے
اور معراج کا دُولہا، نبیوں کا امام، کائنات کا سردار اپنے والدین کو بھی
نہ بخشوا سکے گا۔ مولوی چپ کر گیا۔ لاجواب ہو گیا۔ لوگوں نے خوب ذلیل کر
کے وہاں سے نکالا۔ تفسیر نعیمی پ۱ ص۶۴۸ کیوں نہ نکالتے ان کا ایمان پختہ
تھا اور آج ہمارا کیا حال ہے۔ ہم سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں بدبختوں
کی زبان سے بے ادبی گستاخی کے الفاظ سُنتے رہتے ہیں۔ کیا مجال ہے ٹس
سے مَس ہوں۔ ہمارے والدین کو کوئی گالی دے تو ہم مرنے مارنے کے لیئے
تیار ہوں، پر جس کے صدقے ہمارے والدین کو عزّت ملی۔ اس آقا کے
والدین کو دوزخی جہنمی کہا جاتا ہے۔ ہم محسوس تک نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ
ہمیں غیرت ایمانی عطا فرمائے آمین، ثم آمین۔

میرے دوستو! اتنے دلائل اور برہان کے بعد ایک ایماندار آدمی
کے لیئے گنجائش نہیں رہتی کہ وہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے والدین،

کے ایمان کے بارے شک کرے۔ لیکن بعض نام نہاد مسلمان اہلسنت پر چند اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ جس کا جواب بعض دفعہ خاموشی ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے مشہور اعتراضات بھی لکھوں، ساتھ جوابات بھی عرض کر دوں۔ تاکہ کسی سنی کو جواب دینے میں مشکل پیش نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ فقیر کی اس سعی کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

پہلا اعتراض

سرکار دو عالم نور مجسم سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین شریفین کو مومن نہ ماننے والے پہلا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ مسلم شریف جلد اوّل کتاب الایمان کے اندر یہ حدیث پاک موجود ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار کی بارگاہ میں ایک غلام حاضر ہوا۔ عرض کی آقا فرمایا کیا بات ہے۔ عرض کی،

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیْنَ اَبِیْ۔	میرا والد فوت ہو چکا ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب میرا والد کس مقام پر ہے، جنت میں یا دوزخ میں؟
قَالَ فِی النَّارِ	میرے نبی نے فرمایا۔ دوزخ میں

یہ جواب سن کر وہ جانے لگا تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو آواز دی۔

قَالَ اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاكَ	اور فرمایا پریشان نہ ہو میرا باپ

فِی النَّارِ۔ | اور تیرا باپ دوزخ میں ہیں۔

مخالف کہتے ہیں۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ سرکار کے والد دوزخی ہیں۔ نعوذ باللہ۔

جواب ہم دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حدیث پاک مسلم شریف میں موجود ہے۔ اس حدیث پاک کا جواب عرض کرنے سے پہلے مخالفین سے ایک گذارش ہے کہ اس حدیث پاک کا ذرا اندازہ کر کے دیکھیئے کہ صحابی رسول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا سوال کرتا ہے۔ آقا میرے والد فوت ہو گئے۔ مجھے اس کے ٹھکانے کا پتہ بتایئے۔ پتہ چلا کہ صحابی کا یہ عقیدہ تھا کہ میرے نبی کی آنکھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا تو کبھی یہ سوال نہ کرتا اور وہابی دیوبندی کا عقیدہ کیا ہے۔ کہ نبی کو معاذ اللہ دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں، براہین قاطعہ ص۵۱ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی صحابی جانتا تھا۔ مانتا تھا۔ اگرچہ یہ نبی بیٹھے میرے سامنے ہیں لیکن عرش معلّٰی سے تحت الثریٰ تک ہر چیز کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یہ نہیں فرماتے۔ مجھے کیا پتہ تیرا باپ کہاں ہے، یہ تو غیب کی خبر ہے؟ اللہ عزّوجل ہی جانتے ناں ناں غیب کی خبریں جاننے والے میرے کریم آقا جن کے بارے میرا رب آپ فرماتا ہے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ پ۳۰ سورۃ تکویر آیت ۲۴۔ | اور یہ نبی غیب بتانے میں بخل سے کام نہیں لیتے، نے فرمایا

	کہ تیرا باپ اور میرا باپ دوزخ میں ہیں۔

میرے دوستو! میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا باپ دوزخی ہے۔ اس سے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مراد نہیں، بلکہ آپ کے چچا ابوطالب مراد ہیں۔ جن کو میرے نبی باپ کر کے بتلاتے اور ابوطالب میرے نبی کو بیٹا کر کے پکارتے۔ حضرت علامہ شہاب الدین شافعی مصری علیہ الرحمتہ نسیم الریاض شرح شفاء میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ الحاوی للفتاوی جلد ۲ صـ ۲۲۷ میں اسی حدیث پاک کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صحابی کو فرمایا کہ :۔

اِنَّ اَبِیْ وَ اَبَاکَ فِی النَّارِ	میرا اور تیرا باپ دوزخ میں ہیں۔
اَرَادَ بِاَبِیْہِ عَمَّہٗ اَبَا طَالِبٍ۔	تو اس سے مراد آپ کے چچا ابوطالب ہیں۔

کیونکہ :

لِاَنَّ الْعَرَبَ تُسَمِّیْ الْعَمَّ اَبًا۔	عرب کے لوگ چچا کو باپ کہتے ہیں۔

اس کی تصدیق قرآن بھی کرتا ہے کہ عرب میں چچا کو بھی باپ کہتے ہیں۔ مثلاً جب یعقوب علیہ السلام کی وفات شریف کا وقت

آیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میں تو دنیا سے جانے لگا ہوں میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔ تو آپ کی اولاد نے جواب دیا۔ قرآن پ۱، آخری رکوع اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ آپ کی اولاد نے کہا:۔

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ	ہم عبادت کریں گے۔ اس کی جو معبود ہے آپ کا۔
وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا۔	اور آپ کے آباء کا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق کا ایک خدا۔

توجہ فرمایئے اولاد کہتی ہے کہ ہم آپ کے آباء کے خدا کی عبادت کریں گے۔ آباء میں ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق کا نام لیا ہے۔ اسحٰق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام کے والد ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام کے چچا ابراہیم علیہ السلام دادا۔ پتہ چلا کہ آباء کا لفظ عام ہے۔ والد، دادا، چچا سب پر بولا جاتا ہے۔ اور میرے نبی نے جو فرمایا میرا باپ بھی دوزخ میں تو اس سے بھی مراد آپ کے چچا ابو طالب ہیں۔ الحمد للہ!

دوسرا اعتراض

مخالفین کہتے ہیں کہ مسلم شریف کتاب الجنائز میں یہ حدیث پاک موجود ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالےٰ سے عرض کی، مولا کریم اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اپنی امی جان جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور کی زیارت کر لوں،

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے حبیب ضرور کرلو۔ حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔ جب سرکار نے اپنی والدہ کی زیارت کی تو پھر کیا ہوا۔ غضب ہوگیا میرے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم رو پڑے۔ اللہ اکبر۔ میرے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو روتا دیکھ کر سارے صحابہ بھی رو پڑے۔ میرے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ میں نے قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو اللہ تعالےٰ نے دے دی۔ مگر بخشش کی دُعا کی اجازت نہیں ملی۔ مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۴۔ مخالفین کہتے ہیں۔ اگر سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی والدہ مسلمان ہوتی تو بخشش کی اجازت بھی مل جاتی۔ پتہ چلا کہ وہ مسلمان نہیں تھیں۔

جواب میرے دوستو! اگر بنظرِ غایت گہری نظر سے دیکھیں تو اس حدیث پاک سے تو مسئلہ حل ہو رہا ہے کہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا مسلمان تھیں۔ وہ کیسے؟ تو سنیئے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی والدہ مشرکہ ہوتی کافرہ ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی یار کو اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت نہ دیتا اور نہ ہی میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگتے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو پہلے خبردار کر دیا تھا۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا۔	اے میرے حبیب آپ کسی کافرہ کا جنازہ کبھی بھی نہ پڑھیں۔
وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (پ۱۰، سورۃ توبہ)	اور نہ کھڑے ہوں۔ آپ کافروں کی قبروں پر

ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک نبی کو کسی کام سے روکے اور نبی رُک کے نہیں۔ سرکار کا اجازت مانگنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ مومنہ تھیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ میرا نبی ماں کی قبر کو دیکھ کر روتے کیوں اور ہزار صحابہ کو رُلایا کیوں تو بات یہ ہے کہ آپ اپنی والدہ کے فراق میں روتے کہ آج میری والدہ زندہ ہوتی ہماری شان دیکھ کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتیں۔ اب رہ گیا یہ معاملہ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بخشش کی اجازت مانگی۔ تو کیوں نہ ملی۔ اجازت کا نہ ملنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ وہ کافرہ تھیں۔ بلکہ اس وجہ سے تھا کہ وہ بے گناہ تھیں اور گنہگار تو وہ ہے جس کو شرعی احکام پہنچیں۔ وہ ان کی مخالفت کرے۔ ان تک تو شریعت کے احکام پہنچے ہی نہیں تھے۔ دیکھو ناں چھوٹا بچہ فوت ہو تو اس کی بخشش کی دُعا نہیں کی جاتی۔ کیونکہ اس نے گناہ کیا۔ نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرے حبیب زیارت کر لے دعا نہ مانگ اگر تو دعا مانگے گا کوئی نجدی یہ نہ سمجھے کہ نبی کی ماں گناہ گار تھی۔ اللہ اکبر۔ (الفتح الربانی لترتیب مسند امام احمد حنبل شیبانی جلد ۸ ص ۱۵۹)

تیسرا اعتراض

مخالفین کہتے ہیں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی کتاب فقہ اکبر میں یہ بات موجود ہے۔ کہ امام نے فرمایا۔

مَاتَا عَلَى الْكُفْرِ۔ | نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے والدین کُفر پر مرے۔

ملّا علی قاری نے اس کی شرح فقہ اکبر میں بھی یہی ثابت کیا ہے۔ کہ آپ کے والدین کافر تھے۔ نعوذ باللہ۔ اگر حنفی ہو تو اپنے امام کی بات تسلیم کرو؟

جواب

میرے دوستو اس شبہ کے چند جوابات ہیں۔ پہلا جواب تو یہ ہے۔ فقہ اکبر کے نسخوں میں بڑا فرق ہے کسی ایڈیشن میں یہ بات ہے کہ:۔

مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ۔	سرکار کے والدین کفر پر مرے۔

کسی ایڈیشن میں ہے۔ مَا مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کفر پر نہیں مرے۔ کسی ایڈیشن میں ہے۔ مَاتَا عَلَی الْفِطْرَۃِ کہ سرکار کے والدین دین فطرت یعنی توحید پر فوت ہوئے۔ کسی ایڈیشن میں ہے۔ مَاتَا عَلَی الْاِیْمَانِ۔ سرکار کے والدین حالت ایمان پر فوت ہوئے۔ اتنے اختلافات ہونے پر آپ کیا فتویٰ دیں گے۔

(۲) اگر بالفرض محال مان بھی لیں کہ آپ نے فرمایا مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ تو پھر اس کا مطلب اور معنی یہ ہوگا کہ آپ زمانہ کفر میں مرے۔ یعنی اسلام سے قبل آپ فوت ہوتے۔ یہی بات علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے اپنے فتویٰ میں فرماتی فرماتے ہیں۔

وَعَلَی التَّسْلِیْمِ اَنَّ الْاِمَامَ قَالَ ذٰلِکَ۔	اگر یہ بات مان لی جائے کہ یہ الفاظ امام نے ہی فرمائے، تو پھر
فَمَعْنَاہُ اَنَّھُمَا مَاتَا فِیْ زَمَنِ الْکُفْرِ۔	اس کا معنی یہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کا انتقال زمانہ کفر میں ہوا۔
وَھٰذَا لَا یَقْتَضِیْ اِتِّصَافُھُمَا بِہٖ۔	لیکن اس معنی سے یہ لازم نہیں آتا کہ سرکار کے والدین کفر سے متصف تھے

المستند المعتمد بناء نجاة الابد صـ ۱۷۵ ۔ نور العنین فی ایمان آبای سید الکونین صـ ۴۶ ۔

(۳) اب جو فقہ اکبر کے ایڈیشن شائع ہو رہے ہیں مثلاً حیدر آباد دکن کے مطبع دائرۃ المعارف ۱۳۴۲ھ کا ایڈیشن قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی والوں کا ایڈیشن ان دونوں میں اس عبارت کا نام و نشان تک نہیں یہی وجہ ہے کہ علامہ احمد بن محمد طحطاوی علیہ الرحمۃ طحطاوی شریف جلد ۲ صـ ۸ میں تحریر فرماتے ہیں ۔

وَمَا فِی الْفِقْہِ ۔	کہ فقہ اکبر میں جو الفاظ کہیں ملتے ہیں کون سے ۔
مِنْ اَنَّ وَالِدَیْہِ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ ۔	کہ بقول امام اعظم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کفر پہ مرے ۔
فَمَدْسُوْسٌ عَلَی الْاِمَامِ	تو یہ الفاظ امام اعظم پر کسی نے جھوٹے منسوب کئے ہیں کیوں ؟
وَعَلَی النُّسَخِ الْمُعْتَمَدَۃِ لَیْسَ بِہَا شَیْئٌ مِنْ ذٰلِکَ ۔	کہ قابلِ اعتماد نسخہ جات فقہ اکبر میں ان الفاظ کا نام و نشان تک نہیں ۔ نور العنین صـ ۴۴ ۔

(۴) مُلّا علی قاری نے جو سرکار کے والدین کے کفر کے بارے لکھا ہے علامہ فرماتے ہیں ۔ یہ مُلّا علی قاری سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ۔ چنانچہ بہت بڑے فقہ کے امام حضرت علامہ محمد مرعشی علیہ الرحمۃ نے جب مُلّا علی قاری کی یہ عبارت

پڑھی تو آپ بڑے غصّہ میں آتے اور فرمایا کہ مُلّا علی قاری پر افسوس ہے کہ اس نے حضورؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے والدین کریمین کے کُفر پہ رسالہ لکھ مارا۔ فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ :۔

فَلَعَلَّهُ الْبَرْدَهُ ۔	مُلّا علی قاری کو رسالہ لکھتے وقت برسام ہوگیا ہو اور
فِیْ رَاْسِهٖ فَاخْتَلَّ عَقْلُہٗ ۔	اُس بیماری کی وجہ سے عقل میں خلل پڑ گیا ہو۔ ارشاد البغی ۔ نور العنین صہ ۹۸ ۔

امام المفسرین حضرت علّامہ امام سیّد محمود آلوسی علیہ الرحمہ نے جب مُلّا علی قاری کی یہ بات پڑھی تو آپ نے فرمایا کہ :۔

اَقُوْلُ	میں محمود آلوسی کہتا ہوں ۔
اِنَّهُمَا اَفْضَلُ مِنْ عَلِیِّ الْقَارِیِّ وَاَضْرَابِهٖ	نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے والدین کریمین مُلّا علی قاری اور اُن کے ہمنواؤں سے بہت درجہ بلند و بالا ہیں ۔ سبحان اللہ ۔

(روح المعانی جلد ا صہ ۲۷)

(۵) حضرت علّامہ محمد عبد العزیز فرہاری علیہ الرحمۃ نے شرح عقائد کی شرح کی انبراس کے نام پردہ فرماتے ہیں۔ مُلّا علی قاری نے سرکار کے والد کے کفر کے بارے لکھ کر بڑی غلطی کی اور سیدھے راستے سے ہٹ گئے۔

وَنُقِلَ تَوْبَتُهٗ عَنْ	اور قول مستحن میں اس نظریے کی

ذٰلِكَ فِیْ قَوْلِ الْمُسْتَحْسَنِ

ان سے توبہ منقول ہے۔ حاشیہ نبراس ص۵۲۶۔ نورالعینین ص۱۰۴۔

میرے دوستو! پتہ چلا کہ حضرت امام اعظم نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کے بارے کوئی کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ اگر کسی کتاب میں یہ بات مل جائے تو یہ امام اعظم پر جھوٹ اور بہتان ہوگا۔ مُلا علی قاری نے ضرور یہ بات لکھی لیکن ان سے بھی بہت بڑی غلطی ہوئی۔ پھر اُن سے توبہ کرنا بھی ثابت ہے۔ لیکن افسوس کہ دیوبندیوں کے چوٹی کے عالم اور ان کے قطب کتنی بڑی زیادتی کر گئے۔ بلا تحقیق انہوں نے امام اعظم پر بہتان لگا دیا۔ کیا تو سنیئے، فتاویٰ رشیدیہ ص۱۰۱۔ کسی سوالی نے سوال کیا کہ مولوی جی یہ بتلایئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین مسلمان تھے یا کہ نہیں؟ تو دیوبندیوں کے قطب وقت، غوث اعظم شیخ المشائخ کیا جواب دیتے ہیں۔ سنیئے کہتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالتِ کفر میں ہوا۔ استغفراللہ۔ تحقیق خود نہ کی اور الزام امام صاحب پہ لگا دیا۔

میرے دوستو! حد ہو گئی دشمنی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ یار ان سے تو اہلحدیثوں کے مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی اچھے رہے۔ جنہوں نے سرکار کے والدین کریمین کے بارے بڑی کھلی اور پیاری بات کی وہ لکھتے ہیں۔ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد پاکدامنی اور طہارت نفس میں اپنے بزرگوں کی صحیح یادگار تھے۔ اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ عفت و حیاء کی پیکر تھیں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوتے ہوئے

ان کے دل اور اعمال نجاستِ شرک و بُت پرستی سے ملوث ہوں تو واللہ اللہ تعالیٰ کی قسم یہ جوڑا موزوں نہیں ہوگا۔ باقی رہا مذہبی طور پر اعتقادی عالت سو اس کے لئے اگر کسی کے پاس کوئی ایسی شہادت موجود ہو کہ معاذاللہ انہوں نے کبھی کسی بت کو سجدہ کیا یا اس کے نام کی نذر قربانی چڑھائی یا کسی بُت سے دُعا و التجا کی تو بے شک لادے لیکن ہم وثوق اور کمال سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسی شہادت کہیں سے دستیاب نہیں ہوسکے گی۔ یں کسی معین پاکبازنہ اور صالح الاعمال شخص کے متعلق اس کی بزرگی کے برخلاف کوئی ایسی رائے قائم کرنی جس کی تائید میں کوئی دستاویز نہ ہو ہرگز ہرگز درست نہیں۔ اور آخر میں لکھتے ہیں کہ جس دن میں سیّد الثقلین کے والدین مکرمین کے متعلق مضمون لکھنے والا تھا، طاقتور مطالعہ کتب کرنے کے بعد تازہ غسل کیا، وضو کیا دو رکعت نماز طلب مغفرت اور مدد کے لئے پڑھی۔ اور سجدوں اور استغیان میں شرح صدر کی دعائیں مانگیں۔

الحمدللہ! کہ خدا تعالیٰ نے مجھے طمانیت بخشی اور اب میں پورے ثلج خاطر سے مضمون لکھنے والا ہوں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے اور اسے میرے لئے ذخیرہ عاقبت بنائے اور قیامت کے روز اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے تلے جگہ دلیوے۔ جن کے والدین کی عظمت و محبت سے اس نے میرے دل و دماغ معمور و پُرنور کر دیا ہے سُبحان اللہ۔ سیرتِ مصطفیٰ صـ ۷۹ - ۸۳۔ مصنف اہلحدیث کے جیّد عالم علامہ محمد ابراہیم سیالکوٹی۔

میرے دوستو! مولوی صاحب ہیں) اہلحدیث لیکن سرکار کے والدین

شریفین کے بارے کتنی پیاری دلنشیں، کتنی من بھاونی بات لکھ گئے۔ دیوبندیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برس رہی ہیں۔ انشاء اللہ تا قیام قیامت رحمتیں برستی رہیں گی۔ آپ مدینہ شریف جائیں تو الحمدللہ آج کل تو مسجد نبوی شریف بہت ہی زیادہ کشادہ اور وسیع ہو گئی ہے۔ جب مسجد نبوی شریف وسیع نہیں ہوتی تھی تو سرکار کے مزار پاک سے تھوڑے فاصلے پر میرے پیارے نبی کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا مزار شریف تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی جب مدینہ شریف جاتے تو سرکار کے والد پاک کی قبر پاک پر جا کر ان کو سرکار کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے تھے۔ ہمارے پاکستان کے ایک بہت بڑے جید عالم مناظر حضرت علامہ مولانا محمد علی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں میں ۱۹۶۸ء میں سرکار کے روضہ پاک پر حاضر ہوا۔ ساتھ ہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد کی قبر پاک تھی وہاں بھی حاضری ہوئی۔ میں نے ایک کتبہ دیکھا جو سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کے ہاتھوں کا لگا ہوا تھا۔ اس پر لکھا ہوا تھا اے صاحب قبر آپ کے حضور کمینہ محمود کھڑا ہے۔ آپ اپنے صاحبزادے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے میری سفارش کر دیں تاکہ میری بخشش ہو جائے۔ عبداللہ نام کے تو لاکھوں ہوں گے۔ مگر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا والد کہلانے کا حق صرف تمہیں کو حاصل ہے۔ نورالعینین ص۵۱۔ سبحان اللہ۔

مسجدِ نبوی کی توسیع

۱۹۷۸ء میں جب سعودی حکومت نے مسجدِ نبوی شریف کی توسیع کا پروگرام بنایا تو مسجد نبوی شریف کی کھدائی کے درمیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد اور کچھ دیگر صحابہ کرام کی قبریں بھی کھودائی کے درمیان آگئیں۔ اخبار نوائے وقت ۲۱ جنوری لاہور نے یہ خبر شائع کی آپ پڑھیں اور اگر یقین نہ آئے تو اخبار والوں سے تصدیق کرلیں اور الحمدللہ! ہمارے پاس اخبار کی کٹنگ بھی موجود ہے۔ اخبار کیا لکھتا ہے کہ یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ شریف میں مسجد نبوی شریف کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی کے دوران نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدِ گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسم مبارک جس کو دفن ہوتے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے بالکل صحیح وسلامت برآمد ہوا علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سوناتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر چھ صحابہ کرام کے اجساد مبارک بھی اصلی حالت میں پائے گئے جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت واحترام کے ساتھ دفنایا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کا کہنا ہے کہ تمام صحابہ کرام کے اجسام نہایت تروتازہ اور اصلی حالت میں تھے۔ سیرت امام الانبیاء ص۱۲۵ نور العینین ص۲۵۰۔ پتہ چلا کہ صحابہ کرام اور میرے آقا کے والد ماجد کا جسم پاک اصلی حالت میں تھا۔ یہ جسم کا اصلی حالت میں چودہ سو سال کے بعد قبروں سے نکلنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی بزرگ ہستیاں اور نیک لوگ بعد وفات کے بھی قبروں میں بھی زندہ ہوتے ہیں

اگر مُردہ ہوتے تو اُن کی لاش کبھی صحیح سلامت نہ نکلتی۔ اس لئے تو ہم سُنّی بریلوی حنفی کہتے ہیں کہ:۔

مرنے والے مرتے ہیں فنا ہوتے نہیں
اور حقیقت میں وہ ہم سے جُدا ہوتے نہیں
ولی اللہ دے مَردے ناہیں ستے کر دے پردہ پوشی
کی ہویا جے دنیا اُتوں ٹُرنے جاندے نال خموشی

میرے دوستو! جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صحابہ اور والد چودہ سو سال کے بعد بھی اپنی قبر میں اپنی اصلی حالت میں تروتازہ تھے تو خود سوچو میرے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا کیا کمال ہوگا اور پھر اس پر غور کرو میرے آقا کے والد اگر مشرک ہوتے تو ان کا جسم کیا اصلی حالت میں رہ سکتا تھا؟ تازہ اور ٹھیک ہو سکتا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں جسم کا اصلی حالت میں نکلنا ان کے ایمان اور پرہیزگاری کی علامت ہے۔ نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے والدین کے ایمان کے بارے علامہ احمد بن محمد قسطلانی۔ علامہ اسماعیل بن کثیر محمد بن احمد القرطبی علاّمہ علی بن محمد البغدادی۔ علامہ محمد بن یونس شامی۔ علامہ ابن جوزی۔ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی۔ شاہ عبدالحق محدّث دہلوی۔ علاّمہ جلال الدین سیوطی۔ علاّمہ اسماعیل نبہانی۔ علاّمہ سیّد نعیم الدین مرادآبادی۔ اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہم الرحمتہ نے اس مسئلہ پر تائید کی اور تمام علماء نے مستقل سرکار کے والدین کے بارے اثبات ایمان پر کتابیں لکھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام بزرگوں کی اس محنت کو اور فقیر پُر تقصیر کی اس سعی کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے آمین ثم آمین۔ جو دوست اس کو پڑھ کر آگے پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام دینی و دنیاوی حاجتیں پوری فرمائے آمین۔ ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوسرا وعظ مبارک

آمدِ مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہ

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے۔

حضراتِ محترم! قرآن مجید، فرقانِ حمید کی ایک آیتہ کریمہ آپ حضرات کی خدمت میں تلاوت کی ہے۔ انشاء اللہ اس بابرکت محفل میں امام الانبیاء حبیب کبریا مالک ارض وسماء، شافع روزِ جزاء، ساقیٔ کوثر، والیٔ جنّت، شب معراج کے دولہا، کائنات کے ماوی وملجاء میرے اور آپ کے حامی بے سہاروں کے سہارا۔ اللہ پاک کے پیارے حبیب سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت باسعادت کے چند واقعات قرآن و حدیث وتاریخ کے حوالہ سے عرض کروں گا دعا کرو اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حق سُن کر عمل کرنے کی استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

میرے دوستو! الحمد للہ ہم اہلسنت وجماعت ہیں۔ ہماری ہر محفل ذکرِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی سجتی ہے کوئی کسی کا ذکر کر کے محفل سجاتا کوئی کسی کا لیکن سُنّی جب محفل سجاتے ہیں تو ذکر حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سجاتے ہیں۔ ہماری محفل کو اس وقت تک رنگ چڑھتا ہی نہیں۔ جب تک ذکرِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضربیں نہ لگائیں۔ ہمارا کوئی پروگرام اس وقت تک جچتا ہی نہیں، جب تک آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لال پر درُود وسلام نہ پڑھیں کیوں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ کملی والے کا ذکر ہمارے دلوں کی، ہماری رُوح کی غذا ہے۔ جیسے پیاسا پانی کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بلبل کو پھولوں کے بغیر چین نہیں آتا۔ پروانے کو شمع کے بغیر سکون نہیں ملتا۔ اسی طرح سُنّی کی یہ مجبوری ہے کہ اسے ذکرِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر چین نہیں آتا۔ کسی عاشق نے کسی طالب نے، کسی دیوانے کتنی اچھی بات کہی کہ:

نبی کا ذکر کرنے ہیں تیرا احسان ہے مولا
ہمارے پاس بخشش کا یہی سامان ہے مولا

اور مدینے کی گلی چھوڑ دیں جنت کے بدلے میں
یہ سودا ہم نہیں کرتے ، ہمیں نقصان ہے مولا

ایک تمہیدی بات

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پاک کے واقعات عرض کرنے سے پہلے ایک تمہیدی بات عرض کر دُوں تاکہ پُوری گفتگو کا خلاصہ آپ کو سمجھ میں آجائے۔ میرے اور آپ کے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آمد کی تین حیثیتیں ہیں، تین صورتیں ہیں۔

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق کب ہوئی ؟

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کب ولادت شریف ہوئی ؟

(۳) سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کب ہوئی ؟

میرے اور آپ کے نبی کی تخلیق یعنی وجودِ نبوّت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ساری کائنات سے پہلے بنا، کب بنا، کیسے بنا ؟ یہ فقیر کی ذوقِ خطیب حصہ اوّل کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کب ہوئی سارے نبیوں کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت یعنی اعلانِ نبوت کب ہوا، چالیس برس کے بعد۔ ہم انشاء اللہ اس محفل میں ولادت پاک کے سلسلے میں گزارشات پیش کریں گے۔

رحمتِ عالم

قرآن مجید کی جو آیۃ شریفہ آپ کی خدمت میں تلاوت کی ہے، خالقِ کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔(پ۱۷۔ رکوع ۷)	اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے آپ کو ساری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ کریمہ میں اپنے محبوب کی اپنے یار کی ایک صفت رحمت کا ذکر فرمایا ہے ۔ یہاں خالقِ کُل نے یار کی شان بیان فرمائی یار کی تعریف کی، محبوب کا ذکر کیا اور جب قرآن شروع کیا۔ اپنی کتاب کا افتتاح کیا تو فرمایا ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ	تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے عالمین کا ۔

جب اپنے محبوب کی شان بیان کی تو فرمایا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ جب اپنی شان بیان کی تو فرمایا رَبُّ الْعَالَمِیْنَ" یار ہے رحمۃ للعالمین اور آپ ہے رَبُّ العالمین ۔

میرے دوستو! پڑھے لکھے حضرات جانتے ہیں عالمین جمع ہے عالم کا اللہ تعالیٰ نے عالم نہیں فرمایا بلکہ عالمین فرمایا۔ یا یوں کہہ دیجئے کہ واحد کا صیغہ نہیں فرمایا۔ بلکہ جمع کا صیغہ فرمایا ہے ۔ عالم کا معنی ہے ایک جہان اور عالمین کا معنی ہیں بہت سے جہان پتہ چلا اللہ تعالیٰ نے صرف انسانوں کا جہان نہیں بنایا بلکہ اور بھی جہان بناتے ہیں ۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جنس کا جہان الگ بنایا ہے ۔ انسانوں کا جہان الگ بنایا ہے، جنوں کا جہان الگ بنایا، حیوانوں کا جہان الگ بنایا۔ جمادات کا جہان الگ بنایا ۔ فرشیوں کا جہان الگ بنایا، عرشیوں کا جہان الگ بنایا ۔ نوریوں کا جہان الگ بنایا،

علماء فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پوری کائنات میں اٹھارہ ہزار عالم بنائے ہیں۔ اللہ اکبر۔

اب آیۂ کریمہ کا ترجمہ کیا ہوگا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔	تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ عزوجل کے لائق ہیں۔ جو اٹھارہ ہزار جہانوں کو پالنے والا ہے۔

اور دوسری آیت کا معنی کیا ہوگا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔	اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے آپ کو اٹھارہ ہزار جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

سُبحان اللہ! معلوم ہوا میرا نبی ربِّ عزوجل کی ساری مخلوق کے لئے رحمت ہے۔ اب بتایئے رحمت کی حاجت کس کو ہوتی ہے؟ اس کے لئے جس کو رحمت کی ضرورت ہو۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ساری کائنات میرے یار کی رحمت کی حاجت مند ہے۔ پتہ چلا ساری کائنات محتاج ہے اور میرا نبی مُحتَاجٌ اِلَیہ ساری کائنات رحمت لینے والی ہے، میرا نبی رحمت دینے والا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ محتاج کو بعد میں بناتا ہے اور محتاج الیہ کو پہلے،

ایک مثال

مثلاً میں اور آپ زمین کے محتاج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پہلے بنائی۔ ہمیں بعد میں بنایا۔ میں اور آپ ہوا کے محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے ہوا پہلے بنائی ہمیں بعد میں بنایا۔ میں

اور آپ پانی کے محتاج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پانی پہلے پیدا کیا ہمیں بعد میں۔ ہمیں
اور آپ غذا کے محتاج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے غذا پہلے پیدا کی۔ ہمیں بعد میں۔ ہم روشنی
کے محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے سورج پہلے بنایا ہمیں بعد میں۔ اب بلاتشبیہ و
بلامثال ہیں اور آپ رحمت کے محتاج تھے۔ اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
ہیں رحمت تقسیم کرنے والے تو قرآن کی اس آیت کی رُو سے ماننا پڑے گا کہ
ساری کائنات بعد میں بنی۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے پہلے
بنے۔ اگر آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب سے پہلے تسلیم نہ کریں تو
بتائیے پھر ساری کائنات کو رحمت ملی کیسے؟ کیوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ
سب کو رحمت تقسیم کرنے والے ہیں۔

میرے نبی کب بنے

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کب بنے، زمین پر کیسے
جلوہ فگن ہوئے۔ آئیے ان تمام باتوں کا حل، ان تمام مسائل کا جواب خود کملی
والے علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ لیتے ہیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
آپ کب بنے ہیں کیسے پیدا ہوئے اور کب زمین پر تشریف لائے۔ سرکار
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام ارد گرد بیٹھے ہیں، ایسے
لگتا ہے کہ چودھویں کا چاند آسمانوں سے اُتر کر زمین پر آگیا ہو۔ سبحان اللہ
قربان جاؤں صحابہ پر جنہوں نے اس سِراجاً مُنیرا کی دید کی کون صحابہ؟
جن کے بارے میرا اللہ عزوجل آپ فرمایا ہے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ
وَرَضُوْا عَنْہُ کہ میں یار کے صحابہ سے راضی ہوں یار کے صحابہ مجھ سے
راضی ہیں۔ ساری دنیا ربِ عزوجل کو راضی کرتی ہے۔ رب یار کی نسبت

کی خاطر محبوب کے صحابہ کی رضا کا اعلان کر رہا ہے، کون صحابہ؟ جو رات کو رب کی عبادت کرتے ہیں۔ دن کو اس کے یار کی زیارت کرتے ہیں۔ رات کو تلاوت کرتے ہیں دن کو قرآن والے آقا کی زیارت کرتے ہیں، کون صحابہ؟ جن کی خوش بختی کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ جن کے بارے محمد حفیظ جالندھری مرحوم فرماتے ہیں کہ :۔

؎ صحابہ وہ صحابہ جن کی ہر صبح کو عید ہوتی تھی
خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

ہماری سال کے بعد عید ہوتی ہے۔ لیکن صدیق و عمرؓ، عثمان و حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقدر پر قربان ان کو ہر روز عید نصیب ہوتی تھی۔ ہماری رمضان اور ذوالحجہ بس عید ہوتی ہے پر صحابہ کو ہر روز جلوے نصیب ہوتے تھے لیکن یہ عید کی قدر، جلوؤں کا لطف ان سے پوچھو جنہوں نے دیدار کے مزے لئے ہیں۔ جنہوں نے پیار کیا ہی نہیں، محبت کی ہی نہیں سرکار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جلوے دیکھے نہیں ان کو کیا پتہ۔ اسی واسطے محمد اعظم چشتی علیہ الرحمتہ رو کر کہتے ہیں کہ

؎ لکھاں عیداں نالوں چنگا تے سانوں اک دیدار کسے دا
اوہنوں ساڈی قدر کی ہووے تے جہڑا نئیں بیمار کسے دا
ساڈے دل دا حال اوہ جانے تے جنہوں ہووے پیار کسے دا
اعظم رو رو منگ دعائیں تے شالا وچھڑے نہ یار کسے دا

ہاں تو میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف فرما ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میرے نبی کی دید کے مزے لوٹ رہے ہیں اور سرکار

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ملفوظات طیبہ سے دِلوں کو منوّر کر رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گفتگو ختم ہوئی۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر اجازت ہو تو ایک بات نہ پوچھ لوں۔ ایک مسئلہ نہ حل کرا لوں۔ ایک گتھی نہ سلجھا لوں۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ضرور۔ اب صحابی بولا کہ:۔

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ ۔	حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔ میں نے بارگاہِ نبوت میں یُوں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ماں باپ تیرے قدموں پہ قربان۔ سُبحان اللہ!

بولنے کا انداز دیکھو۔ سوال کرنے کا طریقہ دیکھو بات کرنے کا سلیقہ دیکھو یہ صحابی ہے۔ کوئی وہابی تو نہیں تھا۔ بے ادبی کرتا نبی کو اپنے جیسا سمجھ کر گفتگو کرتا۔ وہ صحابی رسول دربارِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب آداب جانتا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ میں جس کی بارگاہ میں سوال کر رہا ہوں یہ وہ نبی ہے۔ جس کی انسانوں میں کیا اُمتیوں میں کیا، انبیاء میں بھی کوئی برابر کا نہیں پر افسوس آج اُمتی سرکار کی مثل بنے پھرتے ہیں۔ لیکن ہمارا اہلسنت وجماعت کا تو عقیدہ یہ ہے کہ

سہ اُس دی مثل کوئی بنے تے پھرے بن دالے پر ذرے تے سورج دا جوڑ کوئی نئیں
آفتابِ رسالت دے باجھ ہرگز ڈُبتے سورج نوں سکدا موڑ کوئی نئیں

سدھی جئی اِک گل ثماں کرن لگا جس دا عالماں کول بھی توڑ کوئی نتیں
اُمت اُمت تے نبی اے نبی صاتم بھائی چارہ بناؤن دی لوڑ کوئی نتیں

ہاں تو صحابی نے عرض کی' آقا تیرے قدموں پر میرے ماں باپ قربان

اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْئٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ۔

مجھے بتلیئے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔

میرے دوستو! صحابی کے سوال کی طرف غور کرو۔ نماز کا مسئلہ نہیں پوچھا۔ بیت اللہ کے طواف کا مسئلہ نہیں پوچھا۔ روزے کی قضا کا مسئلہ نہیں پوچھا۔ بلکہ پوچھا تو یہ پوچھا کہ آقا اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو پیدا کرنے سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ اس سوال سے پتہ چل رہا ہے کہ صحابی کا عقیدہ یہ تھا کہ میں جس نبی کا کلمہ پڑھتا ہوں' وہ بے خبر نہیں وہ لاعلم نہیں۔ بلکہ اس کی شان تو یہ ہے کہ بیٹھا تو فرش پر ہے۔ لیکن خبریں عرش کی رکھتا ہے بیٹھا تو مکان میں لیکن خبریں لامکاں کی رکھتا ہے۔ پیدا تو ابھی ہوا ہے لیکن علم روزِ اَزل سے روزِ قیامت تک ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا' یہ ایمان نہ ہوتا' تو انصاف سے بتا نا وہ یہ سوال کرتا؟ نہیں ہرگز نہ کرتا پر وہ صحابی تھا اور آج ایک جماعت بنی پھرتی ہے سپاہِ صحابہ کوئی دفاعِ صحابہ یعنی صحابہ کے سپاہی' صحابہ کے غلام' صحابہ کا عقیدہ آپ نے سُنا۔ اب سپاہِ صحابہ کے بزرگ مولوی خلیل احمد دیوبندی کا بھی سُنیئے لکھتا ہے کہ نبی کو تو دیوار کے پیچھے بھی خبر نہیں توبہ' توبہ۔ براہین قاطعہ صہ۵۱۔

اب بتایئے ان کا صحابہ سے عقیدہ ملتا ہے؟ نہیں تو اب اس جماعت

کو یا نام بدلنا چاہیئے یا عقیدہ بدلنا چاہیئے۔ اگر نام بھی نہیں بدلتے عقیدہ بھی نہیں بدلتے تو پھر سُن لو یہ سپاہِ صحابہ نہیں سپاہِ خرابہ ہے۔ یہ دفاعِ صحابہ نہیں نرا خون خرابہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے خون خرابے سے اپنی امان میں رکھے۔ آمین۔

ہاں تو صحابی کا عقیدہ کیا تھا کہ میرا نبی باخبر ہے باعلم ہے۔ لیکن آج کل شور مچا ہوا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ۔ نبی بے خبر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے بدنصیبوں کو دیکھ کر میاں محمد علیہ الرحمتہ کھڑی شریف قلندر فرما گئے کہ:۔

ے قدر نبی دا ایہہ کی جانن دنیا دار کمینے
قدر نبی دا جانن والے تے سو گئے نی وچ مدینے
قدر نبی دا ایہہ کی جانن تے نجدی لوگ کمینے
قدر نبی دا ایہہ سُنّی جانن تے صاف جنہاں دے سینے

میرے نبی کا جواب

ہاں تو صحابی نے عرض کیا کہ اے آقا مجھے بتایئے کہ اللہ پاک نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا ہے تو نبی پاک نے یہ سوال سُن کر یہ نہیں فرمایا کہ اے جابر یہ کیا پُوچھتے ہو میاں یہ تو غیب کی خبر ہے اور تو نے قرآن نہیں پڑھا اور سُنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ عٰلِمُ الْغَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔	بے شک اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ غیب آسمانوں اور زمینوں کا کیا یہ بات فرماتی نہیں ہرگز نہیں۔ ایسی

بات فرماتے بھی کیوں؟ جبکہ میرا اللہ عزّ وجل یار کو آپ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔
(پ۵، رکوع ۱۴)

اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سکھا دیا میں نے آپ کو، کیا سکھایا فرمایا جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔

بعض حضرات لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ اس سے مُراد دین کے احکام ہیں اور بس، میرے دوستو! ایسے چالبازوں سے بچو آؤ تفسیروں کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ علامہ امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر ابن جریر میں اسی آیتہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

اور سکھا دیا اللہ تعالےٰ نے آپ کو جو آپ نہ جانتے تھے کیا سکھایا۔

امام فرماتے ہیں :-

وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ قَبْلَ ذٰلِكَ۔

اور سکھا دیا جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے پہلے اس سے،
(تفسیر ابن جریر جلد ۵، صد ۱۴۳)

پتہ چلا صرف دین کے احکام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے یار کو سب کچھ سکھا دیا تو عرض کیا کر رہا تھا کہ صحابی نے سوال کیا۔ میرا نبی سُن کے مُسکرا پڑا۔ سبحان اللہ۔ میرے دوستو یاد رکھو نبی جب مسکراتا ہے تو ساری کائنات مسکراتی ہے۔
کیونکہ :-

ے دَند اُس دے سُچّے موتی تے اکھیاں نے مست خماری
جد ٹُر دا عرشی فرشی آکھن تے واہ واہ ٹُور پیاری

سرکار نے سوال سُن کر فرمایا، بتاؤں میرے رَبّ نے سب سے

پہلے کیا چیز بنائی ۔ عرض کی آقا ضرور ۔ فرمایا ۔

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ ۔	اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے سورج سے پہلے چاند سے پہلے ستاروں سے پہلے آسمانوں سے پہلے

نوریوں سے پہلے فرش سے پہلے عرش سے پہلے جنت سے پہلے حور و غلمان سے پہلے فرشتوں سے پہلے
زمیوں سے پہلے کائنات کی ہر چیز سے پہلے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور بنایا ۔ (الدرر البھیتہ ۲، زرقانی شریف مواھب لدنیہ اوّل ص۹۹ ، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص۸ ، مدارج النبوّت انوار محمدیہ ص۷ ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور بنایا ۔ اس وقت کچھ بھی نہیں تھا یا اللہ تعالیٰ کا نور تھا یا تیرے نبی کا نور تھا ۔ کسی محبّ نے کیا ہی خوب فرمایا کہ :۔

شعر
سارا جگ چمکایا اے
کملی دی جھب مار کے
نور ازلاں دا آیا اے

پتہ چلا میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کائنات سے پہلے وجود میں آیا ۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث پاک کی تصدیق قرآن مجید کی آیۃ کریمہ سے بھی ہوتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

(پ۲۷ ، رکوع ۱۷)

قرآنی تصدیق :۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔	وہی اوّل وہی آخر، وہی ظاہر وہی باطن، وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

یہ آیت کریمہ حمد عزّ وجل بھی بیان کر رہی ہے۔ اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بیان کر رہی ہے۔ یہی بات شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمہ نے مدارج النبوت جلد اوّل ص۷ میں بیان فرمائی۔ یہ شاہ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمہ کوئی معمولی عالم نہیں بلکہ یہ وہ ہستی ہے جن کو ہر روز جاگتے ہوتے دہلی میں کملی والے کی زیارت ہوتی تھی۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنے ملفوظات جلد ۷ ص۷ میں یہی بات تحریر کرتے ہیں شاہ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہی آیت شان خدا عزّ وجل بھی بیان فرما رہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بھی اوّل۔ کملی والا بھی اوّل۔ وہ اسی طرح کہ اللہ تعالیٰ بنانے میں اوّل۔ کملی والا بننے میں اوّل۔ وہ پڑھانے میں اوّل۔ یہ پڑھنے میں اوّل۔ وہ سکھانے میں اوّل۔ یہ سیکھنے میں اوّل۔ وہ لانے میں اوّل۔ یہ آنے میں اوّل۔ وہ دینے میں اوّل۔ یہ لینے میں اوّل۔ وہ تخلیق میں اوّل۔ یہ تقسیم میں اوّل۔ وہ خدائی میں اوّل۔ یہ مصطفائی میں اوّل۔ وہ بھی اوّل۔ یہ بھی اوّل۔ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمتہ نے جب یہ منظر پڑھا تو آواز دی کہ عربی سمجھ نہیں آتی تو آؤ میں تمہیں اپنی بولی میں سمجھا دوں کہ :۔

؎ نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ
وہ دانائے سُبل ختم رُسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا

ایک اور عاشق بولا کہ:۔

؎ میری انتہائے نگارش یہی ہے
تیرے نام سے اِبتداء کر رہا ہوں

ایک اور سُنّی بولا کہ:۔

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے
ہے مکاں تیرے لئے اور لامکاں تیرے لئے
رونقِ بزمِ جہاں اِین و آں تیرے لئے
محفلِ ہستی کی جنس بیش قیمت ہے تو ہی
ہے سجائی زندگی نے یہ دکان تیرے لئے

ہاں تو بات یہاں سے نکلی کہ میرے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا پھر ساری کائنات کو اللہ تعالیٰ نے میرے نور سے پیدا کیا پھر میرا نور پُشت در پُشت چلتا ہوا میرے والد مکرّم حضرت عبداللہ کے پاس امین بن کے اُن کی پُشت پاک میں آیا۔

ثُمَّ اَخْرَجَنِیْ اِلَی الدُّنْیَا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دنیا میں

بھیجا۔ صحابی نے سوال کیا۔ آقا کیسے بھیجا، کس شان سے بھیجا۔ کس طریقے سے بھیجا۔ میرے آقا نے فرمایا۔

فَجَعَلَنِیْ سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ	اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے رسولوں کا سردار بنا کر بھیجا۔
وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ	اور ختم نبوت کا تاج پہنا کے بھیجا۔
وَرَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ	اور اٹھارہ ہزار مخلوقات کے واسطے رحمت بنا کے بھیجا۔
ھٰذَا کَانَ مَبْدَءُ نُوْرِ نَبِیِّکَ یَا جَابِرُ۔	یہ ہے تیرے نبی کے نور کی ابتدا اے جابر۔

سبحان اللہ! کیا پیارا اور من موہنا جواب دیا۔ میرے آقا کا یہ جواب سن کر جابر صحابی تو خاموش ہو گئے۔ لیکن میرے نبی کا ایک اور صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے۔ عرض کی اے جابر کو اپنی شان بتلانے والے نبی اگر اجازت ہو تو میں بھی ایک بات پوچھ لوں۔ فرمایا پوچھ۔

ابن عباس کا سوال

عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ یہ بتائیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تشریف فرما تھے۔ آپ کا قیام کہاں تھا۔ آپ نے ڈیرا کہاں لگایا ہوا تھا۔ آپ کی سکونت کہاں تھی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابی کا سوال سن کر ناراض نہیں ہوتے یہ نہیں فرمایا۔

میرے صحابہ یہ کیسے اُلٹے سیدھے سوال کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ سوال کرنا ہے تو دین کے احکامات کے بارے کرو۔ نماز، زکوٰۃ کے مسئلے پوچھو، مرنے جینے کے بارے پوچھو۔ ناں ناں ایسی کوئی بات نہیں فرمائی۔ کیوں اس لئے کہ میرے اللہ عزّ و جل نے خود یار کو فرمایا کہ

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ
(پ ۳۰، سورۃ والضحیٰ)

اے میرے حبیب تیرے دروازے پر جو بھی سوالی آئے۔ جس قسم کا منگتا آئے، جو حاجت لے کر آئے وہ خالی نہ جائے وہ جھڑکیاں نہ کھائے، کیونکہ میں نے تیرا در اپنا در بنا دیا ہے

کسی طالب نے کتنی اچھی بات کہی کہ :-

؎ چھت پر چڑھ سکتا نہیں کوئی بھی زینہ چھوڑ کر
حق کو پا سکتا نہیں کوئی بھی مدینہ چھوڑ کر

تو صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کرتے ہیں آقا بتلایئے جب حضرت آدم علیہ السلام جنّت میں ٹہل رہے تھے۔ جنّت کی کی نعمتیں کھا رہے تھے۔ جنّت کے گل و گلزار دیکھ رہے تھے سرکار آپ کہاں تھے؟ آپ کا مقام کہاں تھا؟ آپ کس جگہ جلوہ فگن تھے میرے نبی پاک نے فرمایا۔ ابن عباس۔ جی آقا! فرمایا جب ساری نسلِ انسانی کے والد جنّت میں تھے تو

كُنْتُ فِیْ صُلْبِهٖ — میں اس وقت ان کی پُشت مبارک

میں تھا۔

آقا جب آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو پھر آپ کہاں تھے ؟

فرمایا :-

وَاُهْبِطَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اَنَا فِیْ صُلْبِهٖ ۔	جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو میں اس وقت بھی آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں ۔ آقا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت نوح علیہ السلام کو پانی کے سیلاب سے بچا کر کشتی میں بٹھا کر بچایا تو اس وقت آپ کہاں تھے ؟ میرے نبی نے فرمایا ۔

وَرَكِبْتُ السَّفِیْنَةَ فِیْ صُلْبِ اَبِیْ نُوْحٍ ۔	جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار تھے تو میں بھی اپنے والد نوح علیہ السلام کی پشت کے ذریعے کشتی میں سوار تھا ۔

سرکار جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نارِ نمرود میں تشریف لے گئے اس وقت آپ کہاں تھے ؟ تو میرے آقا نے فرمایا ۔

وَقُذِفْتُ فِی النَّارِ فِیْ صُلْبِ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ	میں اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں تھا۔ مجھے بھی آگ میں پھینکا گیا ۔ اللہ اکبر ۔

(الوفا صہ ۴۹، تفسیر کبیر جلد ۲۴، صہ ۱۷۴، شفاء شریف جلد اوّل صہ ۱۴۶ خصائص کبریٰ جلد اوّل صہ ۹۹، تفسیر دُرِّ منثور جلد ۵ صہ ۱۹۲) اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ میرے اور آپ کے نبی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک تمام نبیوں کے ساتھ رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے، سوچنا یہ ہے کہ ساتھ کیوں رہے اس کی وجہ کیا تھی حکمت کیا تھی۔

ساتھ رہنے کی حکمت

میرے دوستو! اس کی وجہ اس کی حکمت یہ تھی کہ ان تمام نبیوں نے میرے نبی کے وسیلے سے اپنی دُعائیں قبول کرائی تھیں۔ اپنے درجات بلند کراتے تھے۔ اور اپنی حاجات پوری کرائی تھیں اس لئے میرے پاک خدا عزّوجل نے یار کے نور کو ہر نبی کی پشت میں دکھا تاکہ جب بھی کوئی مشکل وقت آئے، کوئی دُکھ کا وقت آئے۔ کوئی نازک لمحہ آئے۔ میرا ہر نبی میرے یار کے توسّل سے دُعا کرے میں اپنے نبیوں کی ہر مشکل حل فرما دوں۔ ہو سکتا ہے یہاں کوئی نجدی کوئی گستاخ، کوئی بے ادب، کوئی نام نہاد مُوحّد کہے۔ توبہ توبہ کتنی غلط بات لکھ دی۔ کتنے مشرک ہیں یہ سُنّی بریلوی آیئے ہم بات باحوالہ عرض کرتے ہیں۔ امام المحدّثین حضرت علامہ امام عبدالرحمٰن ابن جوزی علیہ الرحمۃ کون جوزی؟ جس نے اپنی زندگی میں دو لاکھ کافروں کو کلمہ پڑھایا، جو ہر علم پر پوری مہارت رکھتے تھے۔ جن کا دعویٰ تھا کہ میرے نبی کے زمانے سے لے کر آج تک جو بھی حدیث بیان کرے میں بتا دوں گا

کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف۔ ذکر میلادِ رسول صہ۶۔ جو کملی والے کی حدیث کا متوالا تھا۔ جس نے تین سو چالیس سے زیادہ کتابیں لکھیں ایک ایک کتاب بیس بیس جلدوں پر مشتمل۔ جو ضعیف حدیث کو ماننے ہی نہیں تھے۔ وہ اپنی کتاب مَولِدُ العُروس صہ۱۳ اور صہ۴ پر اپنی دوسری کتاب اَلبیان مَولِدُ النّبی صہ۳ پر اور صہ۷ پر تحریر فرماتے ہیں۔

کُلُّ وَاحِدٍ مِنْہُمْ اِلٰی رَبِّہٖ مُسْتَجِیْرًا	اللہ تعالیٰ کا ہر نبی اپنے رَبّ کے حضور (اُس نورِ محمّدی) کے توسّل سے پناہ مانگتے رہے۔
فَآدَمُ تِیْبَ عَلَیْہِ	چنانچہ سیّدنا آدم علیہ السّلام کی توبہ انہیں کے وسیلہ سے قبول ہوئی۔
وَاِدْرِیْسُ بِسَبَبِہٖ رَفَعَہٗ۔	حضرت ادریس علیہ السّلام کو کملی والے کے وسیلہ سے بلند مقام ملا۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے۔

وَرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا۔ (پ۱۶، سورۃ مریم، رکوع ۴)	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے ادریس علیہ السّلام کو بلند مکان پر اٹھالیا۔

علامہ ابنِ جوزی فرماتے ہیں، یہ بلندی سرکار کے وسیلے سے

ملی آگے فرماتے ہیں ۔

وَنُوُحٌ بِہٖ فِی الْفُلْکِ تَوَسَّلَ	اور نوح علیہ السلام نے کشتی میں انھیں کا وسیلہ پکڑا ۔
وَیُوْنُسُ فِی الدُّعَاءِ عَلَیْہِ عَوَّلَ	اور یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اپنی دُعا میں اِسی وسیلہ پر اعتماد کیا ۔
نَارُ اِبْرَاھِیْمَ بِاَحْمَدٍ قَدْ اُخْمِدَتْ	حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود حضور علیہ السلام کے طفیل ٹھنڈی کی گئی ۔
لَوْلَاہُ زَادَتْ فِی الْوُقُوْدِ سَعِیْرًا ۔	اگر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نہ ہوتے تو وہ آگ اور زیادہ بھڑکتی ۔

آخر میں علامہ ابن جوزی فرماتے کہ :۔

بُشْرَاکُمْ یَا اُمَّۃَ الْھَادِیْ بِہٖ ۔	ایسی ہدایت کرنے والے نبی کی اُمّت تمہیں مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تجھے ایسا عظمت والا، شان والا، مقام والا، یَدُ اللّٰہ کے ہاتھوں والا، وَجْھُ اللّٰہ کے چہرے والا، یٰسین کے تاج والا، نبی عطا فرمایا۔ اللہ اکبر ۔

ایسے نبی کی شان میں ہم کیوں نہ کہیں کہ :۔

ے اُن کے دربارِ اقدس میں جب بھی کوئی غمزدہ آگیا تشنہ کام آگیا
دور غم ہو گئے معصیت دُھل گئی مغفرت عافیت کا پیام آگیا
کشتی نوح بن نارِ نمرود میں بطن ماہی میں یونس کی فریاد پر
آپ کا نامِ نامی اے صَلِّ علیٰ ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آگیا

یہی بات حنفیوں کے امام، سراج الائمہ، امام الائمہ سیّدنا و مولانا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمائی۔ حنفیوں کے لئے امام نے کتنی محبت بھری باتیں فرمائیں۔ اس سے امام کا عقیدہ ظاہر ہوتا ہے۔

امام اعظم کا عقیدہ

پوری دنیا کے حنفیوں کے پیشوا، سیّدنا امام اعظم، کون امام اعظم؟ جنہوں نے نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے سات صحابہ کرام کی زیارت کی جو تابعی ہیں۔ جنہوں نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے حدیث پاک کی سند حاصل کی۔ جن کا پوری دنیا پر احسان ہے۔ جن کا سینہ مدینہ تھا۔ جن کو خواب میں سَو مرتبہ خالقِ کائنات کی زیارت ہوتی وہ امام امام المرسلین کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

ے اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ
كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰى لَوْلَاكَ !

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اگر آپ کی ذات نہ ہوتی تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ ہی کوئی مخلوق پیدا کی جاتی۔

أَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِكَ الْبَدْرُ اكْتَسَا
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاكَ

ترجمہ: اور آپ وہ نورِ اعظم ہیں کہ چاند آپ ہی کے نور سے روشن ہے اور سورج کی چمک بھی آپ کے ہی نور سے ہے۔

سبحان اللہ! کیسی پیاری بات فرماتے ہیں کہ چاند سورج اگر جگمگا رہے ہیں تو آپ ہی کے نور کے توسل سے اسی بات کا ترجمہ اعلیحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ:۔

؎ نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اُٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

ایک جگہ یوں فرماتے ہیں کہ:۔

؎ یہ شمس و قمر، یہ شام و سحر، یہ برگ و شجر، یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر، یہ تاج و کمر، یہ حکم رواں تمہارے لئے

امام اعظم آگے اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں یوں عرض کرتے ہیں آقا آپ وہ ہیں کہ:۔

؎ أَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ
مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَ

ترجمہ: اے میرے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ وہ ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب آپ کا وسیلہ پکڑا تو وہ اپنی مراد کو پہنچے۔ حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں۔

وَبِكَ الْخَلِيْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهُ
بَرْدًا وَّقَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِ سَنَاكَ

ترجمہ: اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آپ ہی کے نور کے سبب سے آگ گل وگلزار ہوئی تھی۔

وَدَعَاكَ اَيُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّهُ !
فَاُزِيْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِيْنَ دَعَاكَ

ترجمہ: اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی تکلیف اور مصائب میں آپ ہی کو پکارا، تو اس پکارنے سے ان کی تکلیف ومصیبت دور ہوگئی۔ (مجموعۃ القصائد ص۴۰، ذکر حسین ص۳۵، ۳۴)

پتہ چلا کہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو میرے نبی کے صدقے ادریس علیہ السلام کو بلند مقام ملا تو میرے حبیب کے صدقے، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پار لگی تو میرے کملی والے کے صدقے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود ٹھنڈی ہوئی تو میرے محبوب کے صدقے حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو میری سرکار کے صدقے حضرت اسماعیل علیہ السلام چھری سے بچے تو میرے شفیع کے صدقے پھر میں کیوں نہ کہوں کہ:

؎ اے محبوبِ کُل سوہنا ختمِ رُسل
جنھوں لنگدا گیا رنگ لاندا گیا
اے سائیں عبداللہ دا چن دکھیاں دا سجن
کیویں توحید نوں ورتاندا گیا

جھتوں لگدا گیا رنگ لاندا گیا

یا یُوں کہہ لیجئے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا نور جب پیشانی میں آیا تو پیشانی آدم سے چلتے چلتے آدم علیہ السّلام کی توبہ قبول کراتے ہوئے نوح علیہ السّلام کی کشتی کنارے لگاتے ہوتے۔ ابراہیم علیہ السّلام کو آگ سے بچاتے ہوتے اسماعیل علیہ السّلام کو چھُری سے بچاتے ہوتے۔ اپنے تمام آباؤ اجداد پر رنگ چڑھاتے ہوتے، اپنے والد ماجد سیّدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی پشت میں تشریف لایا۔ نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دادا پاک کو اللہ تبارک و تعالےٰ نے اٹھارہ بچّے بچیاں عطا فرمائیں۔ بارہ لڑکے اور چھ بچیاں۔ لیکن ان تمام بچوں سے شان نرالی تھی تو سیّدنا عبداللہ والد ماجد جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تھی۔ کیونکہ ان کی پیشانی میں سرکار کا نور پاک جلوہ گر تھا۔ بچے سارے حضرت عبدالمطلب کے حسین و جمیل تھے۔ لیکن جو حسن و جمال سرکار کے والد پاک میں تھا وہ دوسروں میں کہاں ؟

ولادت حضرت عبداللہ

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے گھر جب میرے آقا کے والد پاک تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سرکار کے چچا فرماتے ہیں۔ میں اپنے بھائی کی زیارت کرنے کمرے میں گیا تو کیا دیکھا سارا کمرہ نور سے منوّر ہے اور حضرت عبداللہ کا چہرہ ایسے چمک رہا ہے، جیسے سُورج چمکتا ہے۔

كَانَ وَجْهُهُ نُوْرًا يَظْهَرُ كَنُوْرِ الشَّمْسِ۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا پاک کو اطلاع دی گئی کہ اے سردارِ مکّہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک چاند سا لڑکا عطا فرمایا ہے۔

آپ دوڑتے دوڑتے تشریف لاتے جب چہرے میں سے نور کی لائٹیں دیکھی تو اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور فرمایا۔ میرے دوستو میں نگاہِ بصیرت سے دیکھ رہا ہوں یہ بچّہ بڑی شان والا ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد پاک جب حضرت عبداللہ دنیا میں تشریف لاتے تو پوری دنیا کو پتہ چل گیا کہ سرورِ کونین نبی آخرالزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے والد ماجد دنیا میں تشریف لا چکے ہیں وہ کیسے پتہ چلا؟ بچّہ مکّہ میں پیدا ہوا ہو پتہ پوری دنیا کو چل جاتے یہ نہیں ہوسکتا؟ میرے دوستو ٹھیک ہے یہ ہو نہیں سکتا۔ لیکن وہ بچہ کوئی عام بچّہ نہیں تھا۔ میرے کملی والے آقا کے والد گرامی تھے حضرت علامہ حسین بن محمد دیار بکری علیہ الرحمتہ اپنی کتاب تاریخ الخمیس جلد ا صہ ۱۸۲۔ حضرت علامہ ابوالمحسن حسن کاکوری علیہ الرحمتہ تفریح الازکیا جلد ۲ صہ ۸ علامہ معین الدین کاشفی علیہ الرحمتہ معارج النبوّت جلد اوّل صہ ۳۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے جتنی بھی آسمانی کتابیں نازل فرمائیں، جتنے بھی صحائف نازل فرماتے۔ ہر صحیفے میں ہر آسمانی کتاب میں یہ بات موجود تھی کہ جب سردارِ مکّہ حضرت عبدالمطلب کے گھر عبداللہ نامی لڑکا پیدا ہوگا تو

نبوت بنی اسرائیل میں سے ختم ہو کر بنی اسماعیل میں آجائے گی اور ختمِ نبوت کا تاج حضرت عبداللہ کے لختِ جگر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ پہنائے گا اور حضرت عبداللہ کی ولادت کی نشانی بھی آسمانی کتابوں میں موجود تھی وہ کیا تھی۔ کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ہم عصر نبی حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام جو کہ کافروں کے ہاتھوں بے گناہ شہید ہو گئے تھے۔ اُن کا کرتہ مبارک جبّہ مبارک آپ کے غلاموں نے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ جس میں آپ کو شہید کیا گیا تھا۔ آسمانی کتابوں میں لکھا تھا جس دن حضرت یحییٰ علیہ السلام کے جبّے سے خون کے تازہ قطرے گریں سمجھ لینا کہ مکہ پاک میں نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد پیدا ہو چکے ہیں۔ اللہ اکبر۔

ادھر جناب عبداللہ پیدا ہوتے ہیں اُدھر خدا عزّ وجل کی قدرت سے ملک شام میں جہاں سیدنا یحییٰ علیہ السلام کا کُرتہ مبارک تھا، جُبّہ مبارک تھا وہ سارے کا سارا خون میں تر بتر ہو جاتا ہے اور اس کُرتے سے خون مبارک کے قطرے گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے علماء راہب سمجھ جاتے ہیں کہ مکہ شریف میں بنی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد پیدا ہو گئے ہیں۔ علماء یہودین، پادری بڑے حیران ہوئے اب کیا کیا جائے انہوں نے یہودی علماء کے تمام راہبین، تمام معززین اور تمام پڑھے لکھے یہودیوں کی میٹنگ بلائی کہ اب کیا کیا جائے۔ جب تمام یہودی،

پادری اکٹھے ہو گئے، مشورے شروع ہوتے تو بات یہاں ختم ہوتی
کہ اگر عبدالمطلب کا بیٹا زندہ رہا۔ اس کی شادی ہو گئی اور جناب
محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو گئے تو بنی اسرائیل
میں سے نبوت، ولایت، شرافت، شجاعت، سیادت، قیادت
حتیٰ کہ تمام عزت کے باب بند ہو جائیں گے۔ ہماری وہ عزت، وہ شان وشوکت
وہ دبدبہ نہیں رہے گا جو اب ہے۔ اب لوگ ہمارے ہاتھ چومتے ہیں۔ قدموں
کو بوسے دیتے ہیں کہ نبیوں کی اولاد ہیں۔ جب نبی آخرالزمان آ گئے تو پھر تمام
عزتیں تمام شانیں تو ادھر منتقل ہو جائیں گی۔ لہٰذا ایک ہی حل ہے کہ
عبدالمطلب کے بیٹے کو قتل کر دیا جائے تاکہ نہ یہ ہو گا نہ یہ شادی کرے گا نہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوں گے، نہ ہمارے پاس سے نبوت کے برکات
جائیں گے۔ چنانچہ اس کام کے لئے ملک شام کے نوّے یا ستّر یہودی جو
پورے علاقے کے نامی گرامی بہادر تھے۔ جن کو اپنی جوانی پر ناز تھا اور سخت
لڑاکے اور جنگجو تھے۔ مقرر کئے گئے کہ یہ حضرت عبداللہ کو موقعہ پا کر قتل
کر دیں۔ اَللہُ اکبر۔ ادھر یہودی جناب عبداللہ کو قتل کرنے کی کوشش میں
لگ جاتے ہیں۔ ادھر قدرت خداوندی ساری کائنات کے محبوب نبی کریم
کو بھیجنے کا پروگرام بناتی ہے۔

جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جوانی

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن کے ایام گزار کر جوانی کی
طرف بڑھنے لگے۔ جوانی ہر انسان پر آتی ہے۔ پر قربان جاؤں حضرت
عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوانی پر آپ جب چلتے ہیں تو آپ کی پُشت

انور سے نور نکل کر بادل کی طرح آپ کے سر پر سایہ کر لیتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چہرہ آسمان کی طرف کرتے ہیں تو مکہ کی زمین پر کھڑے کھڑے آسمان نظر آجاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمانوں کے دروازے کھل گئے وہ نور دروازوں میں داخل ہو گیا ہے۔ اندر جاکر پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف آجاتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن گلیوں سے گزرتے ہیں وہ گلیاں وہ بازار وہ پہاڑ وہ راستے وہ کنکر وہ جمادات نباتات میرے نبی کے والد مکرم کو کہتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَى النُّوْرِ الَّذِیْ فِیْ ظَھْرِكَ یَا عَبْدَ اللہِ۔

اے عبداللہ آپ کی پشتِ انور میں جو نور جلوہ فگن ہے ہمارا اس پر سلام ہو، اور اے جناب عبداللہ ہمارا آپ پر بھی سلام ہو۔

جن بتوں کے پاس سے گزرتے ہیں وہ آپ کو دیکھ کر چیخ کر کہتے ہیں کہ عبداللہ ہمارے قریب مت آنا۔ کیونکہ ہمیں آپ سے خوف آتا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کیوں؟ تو بت کہتے ہیں کہ آپ کی پیشانی میں نبی آخرالزمان کا نور جلوہ فگن ہے جو بتوں اور بت پرستوں کو دنیا میں آکر ختم کر دے گا۔ حضرت عبداللہ جب بھرپور جوان ہوتے ہیں تو نورِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی پیشانی میں چاند کی طرح چمکتا ہے۔ اتنے حسین ہیں۔ اتنے جمیل ہیں۔ اتنے پیارے ہیں، اتنے خوبصورت ہیں، اتنے دلپسند ہیں جو دیکھتا ہے دیکھتا ہی رہتا ہے۔ جو تکتا ہے تکتا ہی رہتا ہے۔

دیکھنے والے تکنے والے آگے بتلاتے ہیں۔ بار اللہ تعالیٰ نے جناب عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیٹے تو بڑے دیئے ہیں لیکن ایک بیٹا ایک لڑکا ایک بچہ دیکھنے کے قابل ہے دنیا دُور دُور سے آپ کے حُسن و جمال کے تذکرے سُن کر آپ کی زیارت کو آتی ہے ہر دیکھنے والا، ہر تکنے والا دیکھ کر گویا یوں کہتا ہے کہ :-

وہ جسے دید کا اِک جام پلا دیتے ہیں
فرش تا عرش سبھی پردے اٹھا دیتے ہیں
میرے محبوب کے دیوانے نیازی اکثر
نام محبوب پہ ہر چیز لٹا دیتے ہیں

جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حُسن و جمال کے چرچے ہونے لگے تو عرب کے لوگ آپ کی زیارت کرتے محوِ حیرت ہو جاتے کہ کیسا چمکتا دمکتا چہرہ ہے۔ عرب کے یہودی بھی آنے لگے۔ تورات انجیل کے عالم بھی آنے لگے۔ زبور و صحائف کے لیکچرار بھی آنے لگے۔ یہودیوں کے پادری بھی آنے لگے۔ جب پادریوں نے عالموں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کی زیارت کی تو کہنے لگے یہ نور عبداللہ کا نہیں، لوگوں نے کہا کس کا ہے۔ راہبوں نے کہا کہ یہ نور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے۔ جو پیشانی عبداللہ میں لائٹیں مار رہا ہے یہودیوں کی یہ بات سُن کر لوگوں نے کہا آپ کو کیسے پتہ چلا۔ یہودی پادریوں نے کہا ہم یہ کسی سے سُن کر نہیں کہہ رہے۔ بلکہ تمام آسمانی کتابوں میں یہ بات موجود ہے۔ اب تو پورے علاقے میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضرت عبداللہ

کے چہرے میں نبی آخرالزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور رہے ہے۔ بڑی خوش نصیب ہو گی وہ لڑکی جو کملی والے آقا کی ماں بنے گی۔ اب تو ہر قریشی کی، ہر سردار کی، ہر زمیندار کی، ہر مالدار کی یہ تمنا تھی کہ جناب عبداللہ ہمارے داماد بنیں، کوئی کہتا ہمارے داماد بنیں۔ حتیٰ کہ پورے عرب کی مختلف ریاستوں کے سلطان بادشاہ بھی حضرت عبدالمطلب کی طرف پیغام دینے لگے کہ اگر آپ اپنے بیٹے عبداللہ کے لئے ہماری بیٹی کا رشتہ طلب فرمائیں تو زہے نصیب۔ اِدھر حضرت عبداللہ کے رشتے آ رہے ہیں۔ اُدھر یہودی حضرت عبداللہ کے قتل کی تجویزیں کرنے لگے کہ کیسے نبی آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کو قتل کیا جائے۔ پورے عرب کے یہودیوں نے حضرت عبداللہ کو قتل کرنے کے کئی منصوبے بنانے شروع کر دیئے۔ ملک شام میں ایک بہت بڑا نجومی اور بہادر اس کو پتہ چلا کہ مکہ میں ایک جوان پیدا ہوا ہے۔ عبداللہ اس کی پشت سے ایک لڑکا پیدا ہو گا جو بڑا ہو کر تمام مذاہب کو ختم کر دے گا اسلام کے پرچم لہرائے گا۔ اپنی رسالت کے ڈنکے بجائے گا۔ اس کے دل میں حضرت عبداللہ کے بارے حسد پیدا ہوا کہ میں اس نوجوان کو ختم کرتا ہوں۔ تاکہ وہ بچہ پیدا ہی نہ ہو جو ہمارے مذہب کو مٹائے وہ ملک شام سے جناب عبداللہ کو قتل کرنے کے لئے مکہ شریف کی طرف روانہ ہوا۔ جب چلنے لگا تو ایک یہودی عالم نے کہا اگر تو نے عبداللہ کو قتل کر دیا تو میں تجھے دس ہزار انعام دوں گا وہ سن کر چلا۔

شام کا نجومی

چلتے چلتے مکہ شریف میں ایک مسجد ہے مسجد عمرہ اس کے قریب آ کر ٹھہرا کہ معلومات

کر کے گھات لگا کے اپنا کام کروں گا۔ اتفاق دیکھئے کہ سب سے پہلے اس کی ملاقات ہی حضرت سیدنا عبداللہ سے ہوئی۔ آپ سیر و تفریح کی غرض سے تشریف لاتے تو اس بہادر نجومی کو دیکھ کر آپ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے بڑی محبت سے، بڑے پیار سے اس سے پوچھا کہ بھائی جان آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں کیا نام ہے۔ کس سے ملنا ہے۔ اس کافر نجومی نے صرف اتنا کہا کہ میں ملک شام سے آیا ہوں اور عبداللہ بن عبدالمطلب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ برائے کرم ان کا پتہ بتا دیجئے۔ حضرت عبداللہ حیران ہو گئے یہ ہے کون مجھے تلاش کرنے والا۔ خیر آپ کے پاس ایک تھیلا تھا۔ جس میں تازہ قسم کی بہترین کھجوریں تھیں، انگور تھے، آپ نے وہ کھجوریں اور انگور نکال کر اس کے سامنے رکھے اور فرمایا بھائی آپ لمبا سفر کر کے آئے ہیں بھوک لگی ہو گی۔ عبداللہ کو بھی مل لو گے۔ پہلے یہ تناول فرمائیے۔ اس نے کہا حضور بڑی نوازش فرمایا نہیں آپ یہ کھائیں۔ میں شہر میں جا کر عبداللہ کے بارے پوچھتا ہوں۔ کہ عبداللہ ہیں کہاں اور انشاء اللہ میں تلاش کر کے ساتھ لے کے آؤں گا آپ یہ کھائیں وہ کافر نجومی کھجوریں کھانے لگا۔ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ شریف میں تشریف لائے۔ اس کے لئے بہترین قسم کے مختلف کھانے تیار کرائے اور مختلف قسم کے بازار سے پھل خریدے۔ اور تمام سامان لے کر خود ہی اٹھا کر آپ اس کافر نجومی کے پاس تشریف لائے کھانا سامنے رکھا کہا بھائی کھانا کھائیے۔ نجومی نے کہا۔ جناب میں نے عبداللہ بن عبدالمطلب کا پوچھا ہے اور آپ ہیں کہ خدمت میں

مصروف ہو گئے۔ مجھے پہلے عبداللہ کا بتلیئے ان کا پتہ چلا ہے کہ نہیں۔
نہیں تو میں کہیں اور سے پتہ کروں۔ مسکرا کر فرمایا آپ فکر نہ کریں
کھانا کھائیں۔ میں اس کا پتہ کر کے آیا ہوں کھانا کھالیں ابھی ملواتا ہوں۔ وہ نجومی
بڑا خوش ہوا کہ چلو زیادہ محنت نہیں کرنا پڑی، پتہ چل گیا ہے وہ کھانا
کھا بیٹھا۔ جب فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ بھائی جان، مجھے
یہ تو بتلیئے کہ آپ کو عبداللہ بن عبدالمطلب سے کام کیا ہے۔ وہ کافر
نجومی جو پہلے ہی آپ کے اخلاق حسنہ سے مہمان نوازی سے۔ خدمت سے بہت
ہی متاثر ہو چکا تھا۔ کہنے لگا جناب آپ سے کیا چھپانا میں شام کا رہنے
والا ہوں۔ مجھے ایک یہودی عالم نے دس ہزار روپے کے انعام کے بدلے
جناب عبداللہ کو قتل کرنے کے سلسلے میں بھیجا ہے۔ میں یہاں عبداللہ
بن عبدالمطلب کو قتل کرنے اور سر لینے آیا ہوں۔ حضرت عبداللہ
نے مسکرا کر فرمایا۔ بھائی پھر نکال لو تلوار اور اتار لو میری گردن، اس
کافر بہادر نے کہا حضور شرمندہ نہ کریں آپ تو میرے محسن ہیں فرمایا
ٹھیک ہے۔ پر عبداللہ بن عبدالمطلب میرا نام ہی ہے نکالیئے تلوار اتاریئے
میری گردن اور جا کر دس ہزار انعام حاصل کیجئے۔ اس کی آنکھوں میں
آنسو آ گئے۔ قدموں میں گر پڑا۔ رو کر کہنے لگا یا حضرت مجھے معاف فرمادیں
آپ جیسے مہمان نواز پیکر اخلاص کی غلامی باعث نجات ہے۔ میں لعنت بھیجتا
ہوں اس یہودی پر اور اس کی دولت پر پھر روتا ہوا معافی مانگنے لگا۔
فرمایا۔ بھائی جا میں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر معاف کیا۔ اللہ اکبر

(الوین مصطفیٰ صہ ۱۵۱-۱۵۰)

میرے دوستو! توجہ فرمائیں اخلاق عبداللہ کی طرف میرے پاک نبی کے والد مکرم کا حُسنِ اخلاق دیکھئے ہوتا بھی کیوں نا، والد جو میرے کملی والے کے تھے۔ جن کے بارے میرا اللہ عزوجل آپ فرماتا ہے۔

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ | اے میرے حبیب آپ بیشک بہت بڑے اخلاق کے مالک ہیں۔

ساری دنیا اخلاق لے کر آئی میرا نبی اخلاق کا تاج پہن کے آیا مجسمہ اخلاق بن کے آیا، پیکر محبت وحیا بن کے آیا۔ اسی بات کی طرف میرے اعلیحضرت کشتہ عشقِ رسالت مولانا الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ:

؎ تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا
تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا
شہا تیرے خالقِ حُسن و ادا کی قسم

محمد حفیظ جالندھری مرحُوم بھی بڑی پیاری بات فرماتے ہیں کہ:۔

؎ گالیاں دیتا تھا کوئی تو دُعا دیتے تھے
دشمن آ جائے تو کملی بھی بچھا دیتے تھے

حضرت عبداللہ سیر کر کے تشریف لا رہے ہیں۔ چہرے پر نور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکارے جو تکتا ہے، دیکھ کر کہتا ہے سُبحان اللہ کیونکہ نورِ مُصطفٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے آپ جس درخت کے پاس سے گزرتے ہیں وہ بھی جھک جاتا ہے۔ جن پتھروں کے پاس سے گزرتے

ہیں۔ وہ پتھر بھی سلام پڑھتے ہیں جانور بھی درُود پڑھ رہے ہیں، آپ آ رہے ہیں۔

قریشی عورت

ایک قریشی عورت رقیعہ یا قتیلہ بھی یہ منظر دیکھ رہی ہے۔ جب حضرت عبداللہ اس کے گھر کے پاس سے گزرنے لگے تو وہ آپ کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا بی بی کیا بات ہے میرا راستہ کیوں روکا ہے۔ اس بی بی نے کہا عبداللہ سونا مانگو، سونا دیتی ہوں۔ اونٹ مانگو تو سَو اُونٹ دیتی ہوں۔ مال مانگو تو مال دیتی ہوں۔ فرمایا کس کے بدلے۔ عرض کی میری نفسانی خواہش پوری کر دو۔ میرے دل کی حسرت مٹا دو۔ میرے دوستو یہ وُہ دور تھا جس دور میں زنا کرنا کوئی عیب نہیں تھا۔ ہر طرف جہالت ہی جہالت، گناہ ہی گناہ، اندھیرا ہی اندھیرا ایسا کام کرنا عرب کے لوگوں کا شیوہ تھا وہ خوش ہو کر ایسے کام کرتے پھر فخر کے طور پر ایک دوسرے کو بتاتے۔ لیکن قربان جاؤں میں سرکار کے والد مکرم پر آپ نے بات سن کر چہرہ انور موڑ لیا۔ ہوتا آج کل کا کوئی نجدی نبی کو اپنی مثل کہنے والا سرکار کا چھوٹا بھائی بننے والا فوراً منہ مارتا مگر وہ ابا جان تھے۔ میرے ہادی نبی کے وہ والد تھے۔ ربّ عزّوجل کے یار کے وہ باپ تھے۔ اس نبی کے جس کے بارے میرا پاک خدا عزّوجل اعلان فرماتا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ۔ | میرا پاک نبی لوگوں کو کتاب بھی سکھاتا ہے، دانائی بھی اور ان کا ظاہر باطن پاک بھی فرماتا ہے۔

پتہ چلا میرا نبی خود بھی پاک ہے اس کا جسم پاک، اس کا سونا پاک، اس کا جگانا

پاک، اس کا اٹھنا پاک، اس کا بیٹھنا پاک، اس کا چلنا پاک، اس کا چہرہ پاک، اس کا سر پاک، اس کی آنکھیں پاک، اس کے ہونٹ پاک، اس کا لعاب پاک، اس کے ہاتھ پاک، اس کا بطن پاک، اس کا پسینہ پاک، اس کے فضلات پاک، اس کے صحابہ پاک، اس کی بیویاں پاک اس کی آل پاک، اس کے قیامت تک غلام پاک، میرے نبی کے والدین پاک، تو جو پاک ہو وہ پلید کام کیسے کر سکتا ہے مائی نے کہا عبداللہ کیا بات ہے۔ منہ کیوں موڑ لیا ہے۔ مال کم ہے قیمت تھوڑی ہے تو خود ہی بتا میرے نبی کے والد مکرم جلال میں آگئے اور فرمایا کہ:

ہٹ جا دُور ہو کرتے نہیں اشراف کام ایسا
سمجھتا ہوں میں بدتر موت سے فعلِ حرام ایسا
اگر تو عقد کہتی شاید مان بھی جاتا
مطابق رسم قومی کے تجھے بیوی بنا لیتا
مگر تو نے تو بے شرمی دکھائی اور بہکایا
فریب و مکر سے مجھ کو گناہ کرنے پر اُکسایا
تیری صُورت سے ہے مجھ کو بے حد احساس نفرت کا
شریف انسان پہ لازم ہے بچانا دین عزت کا

فرمایا خبردار میرے ساتھ ایسا کلام نہ کرنا تجھے پتہ نہیں میں کون ہوں عبداللہ بیٹا عبدالمطلب کا بی بی حرام کام کرنا تو ایک طرف میں اس کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اللہ اکبر (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۲۰، معارج النبوت جلد اوّل صفحہ ۳۹، صفحہ ۴۰)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مکرم، پیکر حسن و جمال کے ساتھ

ساتھ شجاعت و بہادری کے بھی پیکر تھے اور شکار کھیلنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد معظم سردار مکہ حضرت عبدالمطلب سے عرض کی حضور اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں مکہ شریف کے جنگلات میں شکار پر نہ چلا جاؤں باپ نے بخوشی اجازت دی۔ حضرت عبداللہ اکیلے شکار کے لئے جنگل کی طرف روانہ ہوئے مکہ شریف کے ساتھ ہی ایک جنگل میں تشریف لے گئے۔

جناب عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکار

اُسی جنگل میں اتفاق سے حضرت وہب بن عبدِمناف بھی شکار کھیلنے کے لئے تشریف لے گئے ہوتے تھے حضرت وہب نے دُور سے دیکھ لیا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب بھی شکار کے لئے آئے ہیں حضرت وہب فرماتے ہیں ہم دونوں اپنے اپنے شکار کے لئے پھرنے لگے کہ اچانک میں نے کیا دیکھا کہ ستر آدمی ہاتھوں میں تلواریں لئے جناب عبداللہ کی طرف بڑھے میں نے ان کا راستہ روک کر پوچھا بھائی صاحبان آپ کون ہیں۔ اور کہاں جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ

نَقْتُلُ عَبْدَ اللّٰہ | ہم عبداللہ کو قتل کرنے جا رہے ہیں

حضرت وہب فرماتے ہیں میں بڑا حیران ہوا کہ وجہ کیا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کیا بات ہے۔ اُن کا جُرم کیا ہے، کیا قصور ہے، کیا گناہ ہے کیا خطا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ :۔

لَیْسَ لَہٗ ذَنْبٌ۔ | ان کا کوئی گناہ نہیں، کوئی جُرم نہیں

میں نے کہا پھر بھی قتل کرتے ہو، یہ تو ظلم ہے انہوں نے جواب دیا کہ عبداللہ

کا تو کوئی جرم نہیں لیکن،

وَلٰکِنْ فِیْ ظَهْرِهٖ نَبِیٌّ — عبداللہ کی پشت میں ایک نبی کا نور ہے۔

وہ نبی جب دنیا میں تشریف لائے گا تو اس کا دین تمام نبیوں کے دین کو منسوخ کر دے گا۔ حضرت وہب فرماتے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کون سا نبی ہے۔ جس کا نور جناب عبداللہ کی پیشانی میں ہے۔ انہوں نے کہا اس نبی کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت وہب فرماتے ہیں میں نے دل میں خیال کیا اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمانا چاہتا ہے تو یہ کون ہیں اس کا راستہ روکنے والے۔ کیونکہ

؎ فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے
اسے وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

اسی بات کو قلندر کھڑی شریف حضرت میاں محمد علیہ الرحمۃ اپنی زبان میں پیش فرماتے ہیں کہ

؎ تیری اوٹ پناہ دے خدایا تے کون کوئی جو سجھدا
جس دیوے نوں تو لاپے بالیں تے کد کسے تھیں بجھدا

حضرت وہب فرماتے ہیں کہ وہ ستر نوجوان تلواریں لئے ہوئے جناب عبداللہ کی طرف جا بھی رہے ہیں اور کہتے بھی جاتے ہیں کہ

فَنَحْنُ نَقْتُلُ عَبْدَ اللّٰهِ — ہم آج عبداللہ کو قتل ہی کر کے چھوڑیں گے۔

حَتّٰی لَا یَظْهَرُ مُحَمَّدٌ — تاکہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کا دنیا میں ظہور ہی نہ ہو۔ آپ دنیا
میں تشریف ہی نہ لائیں ۔

تاکہ ہمارے بزرگوں بنی اسرائیل سے نبوت کا اختتام نہ ہو حضرت وہب فرماتے ہیں کہ میں نے یقین کر لیا آج عبداللہ کا بچنا محال ہے مشکل ہے ادھر جناب وہب یہ سوچ رہے ہیں ادھر خدا عزوجل کی قدرت مسکرا رہی ہے گویا یہ فرما رہی ہے۔ وہب تو نے مارنے والوں کی قوت دیکھ لی ہے قتل کرنیوالوں کو دیکھ لیا ہے تو نے بچانے والے کی شان نہیں دیکھی تو نے خالق کائنات کی قدرت کا نظارہ نہیں کیا۔ تو نے حَیِّ قَیُّوْم کی قوت نہیں دیکھی جو صرف کُن کرتا ہے۔ جو صرف اشارہ کرتا ہے کائنات حکم کی منتظر ہو جاتی ہے یہ مارنے جا رہے ہیں اب ہمیں بچاتے بھی دیکھنا سبحان اللہ۔
میرے اعلیحضرت پیکر عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے آقا

؎ مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے سب اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

کیوں نہیں چرچا مٹے گا اس لئے کہ

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا

حضرت وہب فرماتے ہیں۔ اب میں دور کھڑا کیا دیکھ رہا ہوں کہ وہ ستر نوجوان اسلحہ سے لیس جناب عبداللہ کے پاس پہنچے اور ارد گرد گھیرا بنا کے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے، اے نوجوان تیرا ہی نام عبداللہ

ہے۔ فرمایا جی میرا ہی نام عبداللہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ مرنے کے لئے تیاری کرو۔ جناب عبداللہ کے حوصلے پر قربان میرے دوستو ہوتا آج کل کا کوئی انسان پیروں تلے زمین نکل جاتی۔ جسم کے اعضاء سُن ہو جاتے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی جسم کانپنے لگتا کون ہے وہ انسان جو موت کو دیکھ کر نہ کانپے لیکن صدقے جاؤں جناب عبداللہ کی ثابت قدمی پر آپ نے بڑے حوصلے کے ساتھ بڑے وقار کے ساتھ، بڑے سکون کے ساتھ فرمایا بھائی صاحبان قتل کرنے سے پہلے مجھے آپ یہ بتائیں کہ آپ ہیں کون ؟ آپ آئے کہاں سے ہیں ؟ میرا جرم کیا ہے انہوں نے کہا عبداللہ ہم یہودی ہیں اور ہم شام کے رہنے والے ہیں تمہارا جُرم کوئی نہیں۔ فرمایا جب جرم کوئی نہیں قصور کوئی نہیں تو قتل کیوں کرتے ہو۔ یہودیوں نے کہا کہ اے عبداللہ ہمارے بزرگوں نے تمام آسمانی کتابوں میں یہ بات پڑھی ہے کہ جب نبی آخرالزمان دنیا میں تشریف لائیں گے تو بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہو جائے گی وہ نبی تمام نبیوں کے دین منسوخ کر کے اپنی نبوّت کے ڈنکے بجائے گا۔ فرمایا پھر مجھے قتل کرنے کیوں آئے ہو۔ میں نے کوئی نبوّت کا، رسالت کا، پیغمبری کا اعلان تو نہیں کیا جاؤ اس نبی کو تلاش کرو۔ یہودی کہنے لگے۔ عبداللہ اس نبی کا نور تیری پیشانی میں جگمگا رہا ہے۔ وہ نبی تیری پشت سے تیری اولاد میں ہوگا۔ ہم تمہیں اس لئے قتل کرنے آئے ہیں کہ تو نبی آخرالزمان کا والد ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں تاکہ وہ نبی پیدا ہی نہ ہو۔ پتہ چلا یہودی بھی نورِ نبی مانتے تھے۔ ان کو بھی یقین تھا کہ آمنہ کے

لال کی حقیقت نور ہے اور اب لبادہ بشری پہن کے دنیا میں تشریف لائے گا لیکن افسوس کلمہ پڑھنے والے نبی کے نور سے بڑے گھبراتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور کہہ دیا جائے تو نجدی فتوے برسنے شروع ہو جاتے ہیں کہ یہ نور ماننے والے مشرک ہیں بدعتی ہیں، فلاں ہیں، فلاں ہیں۔ لیکن اے سُنی مسلمان یہ نجدی کچھ کہتے رہیں تو اپنا عقیدہ رکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت نور ہے اور لباس بشری ہے اور یہ دونوں باتیں قرآن سے ثابت ہیں اور ہم تو یُوں کہتے ہیں کہ:۔

پُتلے نور دے نوں خاکی توں آکھیں
تیری مُورکھا مت کیوں ماری گئی اے

ایہہ ہے نوری تے آقا اے نوریاں دا
جس جگہ آواز پکاری گئی اے

قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُورٌ ویکھیں
آیت وچہ قرآن اُتاری گئی اے

حافظ نورؔی نہ جتھے کوئی جا سکیا
ایس نوری دی اوتھے سواری گئی اے

قتل کی کوشش

خیر تو یہودیوں نے کہا کہ اے عبداللہ ہم تمہیں اس لئے قتل کرنے آئے ہیں کہ تیری پیشانی میں کملی والے کا نور ہے۔ یہودیوں کا جواب سن کر میرے آقا کے والد مسکرا پڑے۔ یہودی کہنے لگے

عبداللہ موت کو دیکھ کر بندہ روتا ہے، غم کرتا ہے، پریشان ہوتا ہے لیکن تو ہے کہ مسکرا رہا ہے۔ فرمایا میں موت کی وجہ سے نہیں مسکرا رہا بلکہ میں تو تمہاری بات سن کر مسکرا رہا ہوں کہ تم کتنے بدنصیب، کتنے بیوقوف ہو کہ انسان، انسان سے ٹکر لیتا ہے، وزیر، وزیر سے ٹکر لیتا ہے۔ بادشاہ، بادشاہ سے ٹکر لیتا ہے۔ اور تم بندے ہو کر رب سے ٹکر لے رہے ہو۔ مخلوق ہو کر خالق سے ٹکرا رہے ہو عاجز ہو کر قادر سے لڑائی کر رہے ہو۔ حادث ہو کر حیّ قیّوم سے جھگڑ رہے ہو۔ انہوں نے کہا وہ کیسے فرمایا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ میرا نبی دنیا میں آئے۔ تم چاہتے ہو نہ آئے خالق کائنات کی تجویز ہے کہ میرا یار رحمت کی چادر پہن کر آئے۔ تم چاہتے ہو، ہم نے آنے ہی نہیں دینا وہ قادر چاہتا ہے نبی آخرالزمان زمانے کو میرے پیغام پہنچائے۔ تمہارا منصوبہ ہے ہم اسے نہ آنے دیں میں ہنس اس لئے رہا ہوں۔ مسکرا اس لئے رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کیا ہے۔ تمہاری تجویز کیا ہے۔ اب دیکھتے ہیں اس کی تقدیر غالب آتی ہے یا تمہاری تجویز کام آتی ہے۔ اللہ اکبر۔ یہودیوں نے کہا کہ اے عبداللہ یہ تقریر کا وقت نہیں تیری موت کا وقت ہے، تیار ہو جا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ اگرچہ اکیلا ہوں۔ لیکن بہادر ابن بہادر ہوں۔ شجاع ابنِ شجاع ہوں سردار مکہ کا فرزند ہوں۔ ہتھیار نہیں ڈالوں گا۔ لڑ کے مروں گا۔ بہادری سے موت کو گلے لگاؤں گا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ حضرت وہب فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں نے ارادہ کیا کہ عبداللہ اکیلا ہے

وہ ستر ہیں دو رُو کچھ نہ کچھ تو مدد کروں۔ فرماتے ہیں میں نے دوڑنے
کا ارادہ کیا۔ نہ جانے کیا ہوا میرے پیر آگے اٹھتے نہیں بالکل بھاری
ہو گئے۔ میں نے ارادہ کیا یہاں سے کوئی پتھر وغیرہ پھینکوں تاکہ دشمنوں
کو پتہ چل جائے یہ اکیلے نہیں ہیں جس پتھر پر ہاتھ رکھتا ہوں وہ زمین
میں دھنس جاتا ہے۔ فرماتے ہیں میں بڑا حیران ہوا۔ پھر میں نے ارادہ کیا
چلو میں کھڑے آواز دوں۔ عبداللہ گھبراتا نہیں ہم تیری مدد کو آ
رہے ہیں۔ لیکن فرماتے ہیں۔ جب آواز دینے لگا تو ایسے لگا جیسے کسی
نے میرا گلا دبا دیا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں عاشقانِ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام
فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب عبداللہ کی جناب وہب کو مدد کرنے
پر اس لئے قادر نہ ہونے دیا تھا کہ کل وہب لوگوں کو یہ نہ کہتے پھریں
کہ عبداللہ تو قتل ہو جاتا اگر میں نہ بچاتا میری جان کو یہ دعا دیں جس نے
بروقت اس کی مدد کی۔ یہ طعنہ حضرت عبداللہ کی ذات پہ نہ آتا، براہِ راست
کملی والے کی ذات پہ آتا۔ میرا اللہ عزّ وجل یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہب
جناب عبداللہ کو احسان کر کے جتلاتا پھرے۔ ہم یار کے والد کی خود مدد
کریں گے تاکہ کائنات کو پتہ چل جائے میرا نبی کسی کا احسان لے کے
نہیں آیا۔ بلکہ پوری کائنات والوں کے لئے محسن بن کے آیا ہے۔ ادھر
لڑائی شروع، ادھر حضرت وہب عبداللہ کی زندگی سے مایوس ہو گئے
وہ اکیلے ہیں یہ ستر ہیں۔ اُدھر میرے پاک خدا عزّ وجل نے آواز دی
جبرائیل! جی، مولا کریم فرمایا، زمین پر دیکھ رہا ہے مکّہ کے جنگلات کا
منظر دیکھ رہا ہے۔ یہودی یار کے والد کو ختم کر کے نورِ نبوّت کو ختم

کرنا چاہتے ہیں۔ یا اللہ عزّوجل دیکھ رہا ہوں۔ اب تیری منشاء کیا ہے۔ تیرا ارادہ کیا ہے۔ فرمایا میں یار کے والد کو بچا کر اپنے حبیب کے نور کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں۔ عرض کی مولا کریم اب میرے لئے کیا حکم ہے۔ کیا ارشاد ہے۔ فرمایا خود بھی تلوار پکڑ لے تین فرشتوں کو اور ساتھ لے لے، جا کر میرے یار کے والد کے دشمنوں سے دست بدست لڑائی کر تاکہ پتہ چل جائے کہ ربِّ عزّوجل نے یار کے والد کو بچا کر اپنے نبی کے نور کی کیسے حفاظت فرمائی۔ سبحان اللہ۔ اِدھر یہودیوں نے تلواریں جناب عبداللہ کو قتل کرنے کے لئے اٹھائیں ادھر جناب وہب فرماتے ہیں کہ میں نے کیا دیکھا۔

وَاِذَا بِعَسْکَرٍ مِّنَ السَّمَاءِ	کہ اچانک آسمانوں سے ایک نوری لشکر اترا۔

انہوں نے آتے ہی کیا کیا۔

فَقَتَلُوا الْیَهُوْدَ۔	تمام یہودیوں کو ایک لحظہ میں قتل کر کے جہنم پہنچا دیا۔

معارج النبوّت جلد اوّل صہ ۳۵-۳۴، نزہتہ المجالس جلد دوم صہ ۱۸۹، البیان المیلاد النبوی صہ ۲۸-۲۷۔ مواعظ نعیمیہ صہ ۸۶-۳۸۵۔

میرے دوستو! خیال کرو اللہ تعالیٰ نے یار کے والد کو کیسے یہودیوں سے بچایا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ پ۱۰، سورۃ توبہ

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا	یہ کفار چاہتے کہ بجھا دیں اللہ تعالیٰ

نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۔

کے نور کو اپنی پھونکوں سے اور انکار فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مگر یہ کہ کمال تک پہنچا دے اپنے نور کو اگرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ تفسیر دُرِّ منثور جلد ۳ ص ۲۳۱ میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے مراد جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مراد ہے۔ جن کو کافر ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ پر وہ نور کیسے بجھ سکتا ہے۔ جس کی رکھوالی میرا رب کریم آپ فرماتے رہتے ہیں ناں "جس کو رَبّ رکھے اُسے کون چکھے" اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت میاں محمد علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ

س پھوکاں مار بجھایا لوڑن نے نور محمد والا
نور محمد کدی نہ بجھ سی تے وعدا حق تعالیٰ

جب تمام یہودی قتل ہو گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جو کہ انسانی لباس میں تشریف لاتے تھے۔ جناب عبداللہ کو بڑے پیار سے دلاسا دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جناب ذرا احتیاط سے نکلا کریں۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی بڑی ضرورت ہے۔ اب گھر تشریف لے جائیں۔ اور اکیلے گھر سے نہ نکلا کریں جائیے اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو حضرت وہب دور سے یہ منظر دیکھ رہے ہیں۔ جب حضرت عبداللہ کی اس طرح شان دیکھی۔ آپ کی خدائی حفاظت۔ دیکھی تو آپ گھر تشریف لائے اپنی بیوی جن کا نام بَرّا بنتِ عُزّیٰ تھا۔ اُن کو تنہائی میں بلایا اور فرمایا بَرّا

آج میں نے جو کمال عبداللہ بن عبدالمطلب کا دیکھا ہے۔ آج تک کسی میں نہیں دیکھا ایسے لگتا ہے کہ عبداللہ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی خاص مقام ہے حضرت وہب کی بیوی نے پوچھا۔ حضور آپ کو کیسے پتہ چلا تو آپ نے سارا واقعہ اپنی بیوی کو سنایا۔ حضرت بّرا بھی بڑی حیران ہوئی واقعی عبداللہ بڑی شان والا ہے۔ بڑی عظمت والا ہے۔ حضرت وہب نے فرمایا بّرا اگر تم مناسب سمجھو اگر تم اچھا سمجھو تو عبداللہ کو اپنا داماد نہ بنا لیں۔ کیونکہ ہماری بیٹی آمنہ بھی بڑی پیاری، بڑی عقلمند، بڑے سلیقے والی بہت خدمت گزار بڑی باحیا ہے۔ حضرت بّرا نے کہا میرے سرتاج میں بھی آپ کی اور آمنہ بھی آپ کی، جیسے بہتر ہو کرلیں۔ چنانچہ ادھر دونوں میاں بیوی مشورے کر رہے ہیں۔ اُدھر حضرت عبداللہ بھی گھر تشریف لے گئے۔ سارا واقعہ جناب عبدالمطلب کو سنایا۔ آپ کے والد بڑے پریشان ہو گئے۔ دل میں خیال آیا کہ اب عبداللہ کی شادی کر دی جائے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا عبداللہ عرض کی، جی حضور فرمائیے۔ فرمایا بیٹا اگر تمہاری شادی کر دی جائے تو تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں۔ حضرت عبداللہ شرم کی وجہ سے خاموش ہو کر اُٹھ کر چلے گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے سوچا اب ان کی رائے کیسے معلوم کی جائے۔ حضرت عبدالمطلب نے ایک طریقہ سوچا۔

شادی کا مشورہ

کہ حضرت عبداللہ کے دوستوں کو بلایا جائے اور اُن کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ کسی طریقے سے عبداللہ کی رائے پوچھیں کہ وہ شادی کرنا چاہتے ہیں کہ نہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے مکہ شریف کے اُن تمام نوجوانوں کو بلایا۔

جن سے جناب عبداللہ کا جی پیار تھا، آنا جانا تھا، دوستی یاری تھی۔ جب تمام نوجوان آ گئے تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا۔ بیٹا میں نے آپ لوگوں کو اس لئے زحمت دی ہے کہ آپ میرے بیٹے عبداللہ کے ہم نوالہ، ہم پیالہ ہیں، اکٹھے اٹھنا بیٹھنا ہے، پیار اور یارانہ ہے کہ تمہارے ذمہ ایک کام لگایا جائے۔ تمام نوجوانوں نے بڑے ادب سے عرض کیا۔ حضورؐ آپ ہمارے بزرگ ہیں، سردار مکہ ہیں آپ حکم فرمائیں۔ ہم آپ کے حکم پر عمل کی کوشش کریں گے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا آپ لوگ اپنے دوست سے صرف یہ پوچھ کر بتا دیں کہ وہ شادی کرنا چاہتا ہے کہ نہیں؟ اگر چاہتا ہے تو کس خاندان میں اور کس لڑکی سے، انہوں نے کہا حضورؐ ٹھیک ہے۔ آپ فکر نہ کریں ہم جلد ہی یہ بات جناب عبداللہ سے معلوم کر لیں گے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اگر تم اس مشن میں کامیاب لوٹے تو میں تمام بچوں کو اپنی طرف سے بطورِ انعام دس دس دینار دوں گا۔

تمام نوجوان اٹھے اور سیدھا جناب عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے چند باتوں کے بعد دوستوں نے پوچھا یار عبداللہ کیا آپ شادی نہیں کریں گے؟ حضرت عبداللہ مسکرا پڑے فرمایا، میری شادی تو ہو گئی ہے؟ اب دوسری شادی کیسی؟ سارے دوست حیران عبداللہ کیا کہہ رہے ہو، شادی ہو گئی ہے، نہ برات نہ شادی کے رسم و رواج نہ رشتے دار نہ ہم آئے یہ کیسے شادی ہوئی؟ کب ہوئی؟ کس طرح ہوئی؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا، بھائی میری بات پوری سنو پھر آگے کرنا۔ انہوں نے کہا سنائیے، حضرت عبداللہ نے فرمایا رات کو

میں جب سویا تو خواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے خلیل میرے دادا جناب سیدنا ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے ۔ فرمایا بیٹا عبداللہ ! میں نے عرض کی جی حضور، فرمایا بیٹا میں تمہیں مبارک دینے آیا ہوں۔ میں نے عرض کی، حضورؑ کس بات کی فرمایا، بیٹا اللہ تعالیٰ نے تیرا نکاح عرش معلی پر وہب بن عبدمناف کی بیٹی آمنہ بی بی سے کر دیا ہے۔ اب اپنے والدین کو بتا دو وہ اس بات کا اعلان وہب بن عبدمناف کے مکان پر چل کر کر دیں ! جب دوستوں نے یہ بات سنی تو بڑے خوش ہوئے ۔ جناب عبداللہ سے اٹھ کر سیدھا حضرت عبدالمطلب کے پاس آئے آکر تمام بات بتائی حضرت عبدالمطلب بہت ہی زیادہ خوش ہوتے اور خوشی میں تمام نوجوانوں کو دس۱۰ دس۱۰ سیر بہترین کھجوریں اور بیس۲۰ بیس۲۰ دینار بطور انعام عطا فرمائے یہ انعام آج سے چودہ سو سال پہلے ایک بہت بڑا انعام تھا حضرت عبدالمطلب نے تمام خاندان والوں کو بلایا۔ ان کو جناب عبداللہ کا خواب سنایا۔ اور مشورہ لیا کہ اب اس سلسلے میں کیا قدم اٹھایا جائے ۔ تمام خاندان والوں نے کہا۔ جناب ہمارا مشورہ تو یہ ہے ۔ آپ چند آدمی ساتھ لے کر وہب کے پاس چلے جائیں، رشتہ مانگ کر پتہ کر لیں ۔ ساری حقیقت کا پتہ چل جائے گا اگر خواب صحیح ہوا تو رشتہ مل جائے گا اگر نہ ہوا تو انکار ہو جائے گا اور کیا ہونا ہے ! جناب عبدالمطلب چند معززین مکہ کو ساتھ لے کر حضرت وہب کے گھر تشریف لائے دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی مَنْ دَقَّ الْبَابَ دروازہ کھٹکھٹانے والا کون ہے ۔ باہر سے آواز گئی،

اَنَا عَبْدُ الْمُطَّلِبْ میں عبدالمطلب ہوں۔ دروازہ کھُلا حضرت وہب دوڑتے ہوئے تشریف لائے فرمایا۔ مَرْحَبًا اَھْلًا سَھْلًا۔ خوش آمدید وَیلکم۔ جو بھی خوشی کے الفاظ تھے۔ حضرت وہب نے کہے تمام مہمانوں کو بٹھایا۔ اس دور کے مطابق خدمت کی پھر پیار سے پُوچھا آج کیسے کرم نوازی کی۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا وہب ہم آپ سے اپنے بیٹے کے لئے آپ کی بیٹی آمنہ کا رشتہ مانگنے کے لئے آئے ہیں۔ لیکن خیال کرنا یہ رشتہ لینے کے لئے اپنی مرضی سے نہیں آئے بلکہ کعبہ شریف کے معمار اللہ تعالیٰ کے خلیل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے حکم پر آئے ہیں، سوچ کر جواب دینا پھر سارا خواب سنایا جب خواب ختم ہوا تو حضرت وہب نے فرمایا۔ اے سردارِ مکّہ مجھے قسم ہے خدائے لَمْ یَزَلْ کی یہی بات خواب میں مجھے بھی سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام بتا گئے ہیں۔ میں تو بڑا بیتاب تھا کہ کب آپ آتے ہیں۔ اگر زمانے کے دستوروں کا پاس نہ ہوتا تو میں خود چل کر آتا بیٹی کا رشتہ طے کر جاتا۔ لیکن دستور یہ ہے کہ لڑکے والے لڑکی والوں کے گھر جاتے ہیں۔ اس لئے میں خاموش تھا۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ جو بشارت مجھے ہوئی ہے یقیناً آپ کو بھی ہوئی ہوگی۔ اَللّٰہُ اَکْبَر (ابوین مصطفیٰ صفحہ ۱۵۴۔۱۵۲)

حضرت عبدالمطلب یہ سُن کر بڑے خوش ہوئے فرمایا۔ وہب پھر دیر کس بات کی آپ تاریخ مقرر کر دیں۔ ہم بارات لے کر آجائیں گے۔ حضرت وہب نے اپنے احباب سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت عبدالمطلب کو نو ۹ ذوالحج بروز پیر کی تاریخ مقرر کر دی (معارج النبوّت

جلد اول صہ ۳۹، حضرت عبدالمطلب واپس گھر تشریف لائے تمام احباب تمام رشتے داروں کو تاریخ سے آگاہ کیا، شادی کی تیاری شروع ہو گئی پھر شادی بھی سردار مکہ کے لختِ جگر کی تمام مکے والے خوش تھے کہ حضرت عبداللہ بھی گھر والے بن جائیں گے۔ شادی کا دن آ گیا، تاریخ آ گئی تمام برادری، تمام قبیلے والے، تمام رشتے دار، تمام دوست احباب اکٹھے ہو گئے۔

شادی کا منظر

میرے دوستو ذرا سوچو کیا سماں ہو گا، کیا منظر ہو گا جب جناب عبداللہ دولہا بنے ہوں گے۔ دولہے تو آج بھی ہزاروں لاکھوں بنتے ہیں قیامت تک بنتے رہیں گے۔ مگر قربان جاؤں اس دولہا پر جس کی پیشانی میں میرے اور آپ کے نبی کا نور جگمگا رہا تھا۔ جناب عبداللہ نے غسل کیا، نئے کپڑے پہنے عرب کے رواج کے مطابق دولہا بن گئے اب بارات تیار ہے والد بھی موجود، بھائی بھی موجود، پھوپھیاں بھی موجود، ماموں بھی موجود، خالائیں بھی موجود، چاچے بھی موجود، تمام کنبے والے موجود ہیں۔ ساری کائنات اس منظر کو دیکھ رہی ہے۔ آسمان والے بھی دیکھ رہے ہیں عرش والے بھی دیکھ رہے ہیں، جنت کی حوریں بھی دیکھ رہی ہیں۔ رضوان جنت بھی دیکھ رہے ہیں کہ آج کملی والے کے ابا جان کی بارات تیار ہے میرا دل کہتا ہے، میرا عشق کہتا ہے یہ کتابی مسئلہ نہیں، پیار کا مسئلہ ہے، محبت کی بات ہے کہ جبرئیل نے بھی عرض کیا ہو گا۔ اے ربِ کریم فرمایا، کیا بات ہے روح الامین عرض کی میری ایک عرض ہے۔ میری ایک گذارش ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ جبرئیل نے عرض کی اے خالق ارض و سما، اے مالک

جنّ و بشر آج اگر اجازت دے تو میں بھی انسان کے روپ میں تیرے یار کے والد پاک کا باراتی نہ بن جاؤں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبرئیل تو ہے نوری۔ بارات ہے خاکیوں کی یہ جوڑ کیسے بنے گا۔ جبرئیل نے عرض کی مولا کریم اگر تیرے حکم سے حضرت مریم کے پاس بشر بن کر ان کے جسم میں پھونک مار سکتا ہوں تو آج بھی بشری کرتہ پہن کے، بشری لباس پہن کے تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد محترم کا براتی بن سکتا ہوں۔ میرے کریم کی قدرت مسکرا پڑی۔ فرمایا اچھا جبرئیل پھر جا پر اکیلا نہ جا فرشتوں کو بھی لے جا، میکائیل کو بھی لے جا، اسرافیل کو بھی لے جا، عزرائیل کو بھی لے جا حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی مولا کریم تیرا صد بار شکر ہے کہ تو نے یار کے والد کا باراتی بنا لیا ہے۔ لیکن مولا کریم وہاں تو بڑی دیر لگے گی۔ فرمایا پھر کیا ہوا۔ عرض کی اے موت حیات کے مالک میں نے تیرے حکم سے اتنی ماؤں کو ان کے بچوں سے جدا کرنا، اتنی عورتیں بیوہ کرنی ہیں۔ اتنے بچے یتیم کرنے ہیں، اتنے لوگوں کو رُلانا ہے، اتنے گھروں کو برباد کرنا ہے۔ اگر بارات میں چلا گیا تو یہ کام کون کرے گا۔ یہ ڈیوٹی کون ادا کرے گا؟ اللہ تعالےٰ نے فرمایا عزرائیل خبردار آج کسی ماں سے اس کا لخت جگر نہ چھیننا، آج کسی کو یتیم نہ کرنا، آج کسی کو نہ رُلانا، آج کسی کا گھر برباد نہ کرنا مولا کریم کیوں؟ فرمایا عزرائیل آج برباد کرنے والی رات نہیں، آج آباد کرنے والی رات ہے۔ آج کسی کو رُلانے والی رات نہیں بلکہ یار کے والد کی خوشیوں کی برات والی رات ہے عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی مولا کریم کیا تقدیر بدل گئی ہے؟ فرمایا ہاں آج یار کے صدقے بدل گئی ہے۔ اب میرے نبی کے پاک والد کی برات چلی سبحان اللہ ایک طرف حضرت عبداللہ کے خاندان والے باراتی ہیں۔ دوسری طرف جبرائیل

بھی براتی، میکائیل بھی براتی، اسرافیل بھی براتی، عزرائیل بھی باراتی، کئی ہزار فرشتے بھی براتی۔ اب ایسے لگ رہا تھا کہ ہر طرف نور ہی نور ہے۔ اب دیکھنے والے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو برات بھی نور، براتی بھی نور، شہر بھی نور، مقام بھی نور، دولہا بھی نور، دلہن بھی نور، اب کائنات میں آنے والا نبی بھی نور، علی نور، اور قیامت تک نبی کی ساری اولاد بھی نور، یہی بات اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلی علیہ الرحمۃ فرما گئے کہ ؎

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

برات چلتی چلتی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نانا جان حضرت وہب بن عبد مناف کے دروازے پر پہنچ گئی۔ حضرت عبدالمطلب نے ملت ابراہیم علیہ السلام کے مطابق نکاح پڑھایا۔ برات نے کھانا کھایا۔ اب میرے پاک نبی کی پیاری پیاری امی جان کی ڈولی تیار ہو گئی۔ حضرت وہب نے فرمایا عبدالمطلب تیرے بیٹے کی امانت تیار ہے۔ ڈولی میں بیٹھ چکی ہے۔ اب بھیج کہار، اب بھیج مزدور، جو ڈولی کو اٹھائیں لیکن عبدالمطلب مزدور وہ بھیجنا، کہار وہ بھیجنا جو پاک صاف ہوں۔ کیونکہ میری بیٹی بھی پاک ہے، پاکیزگی کا مجسمہ ہے۔ حضرت عبدالمطلب اب مزدور دیکھنے لگے جو گناہوں سے پاک ہو، ظاہر باطن صاف ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آواز دی، جبرائیل نے عرض کی جی مولا کریم، فرمایا میرے یار کی والدہ کی ڈولی مزدوروں

کو نہ اٹھانے دینا۔ عرض کی اے خالق کل پھر کون اٹھائے۔ فرمایا جبرائیل میکائیل اسرافیل عزرائیل کو ساتھ لے کر تم اپنے آپ کو مزدور ظاہر کر دو۔ پھر میرے یار کے والد کی امانت تم اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جاؤ تاکہ عصمتِ آمنہؓ میں کوئی فرق نہ آئے اللہ اکبر، اب چاروں مقرب فرشتے مزدور بن کر میرے نبی کی والدہ کی ڈولی اٹھا کر چلے۔ کیسا حسین منظر ہوگا، کیسا پیارا سماں ہوگا۔ والدہ میرے آقا کی اٹھانے والی نوری مخلوق اس منظر کو دیکھ کر حوریں جنت میں خوش ہوئیں۔ رضوان فردوس میں خوش ہوتے، فرشتے آسمانوں پر خوش ہوتے۔ خالقِ کائنات عرش بریں پر خوش تھا۔ جبرائیل میکائیل، اسرافیل، عزرائیل ڈولی اٹھا کے خوش تھے۔ قربان جاؤں ان راہوں پر جہاں میرے کملی والے کا خاندان آباد تھا۔ جہاں میرے نبی کے والد چلتے تھے۔ پیاری امی چلتی تھیں میرے نبی کے قدم لگتے تھے۔

؎ دیس عرب دیئے ٹھنڈیئے ولئے تے کدی شاد کریں دل میرا
لے پیغام وصل دا آویں تے ہوے غم دا دور ہنیرا
ہر دم تانگ دلاں نوں جس دی تے کدوں بس دل پاسن پھیرا
خوش وستے اوہ بستی اعظم تے جتھے میرے نبی دا ڈیرہ

جب رخصتی ہوئی تو جناب عبدالمطلب نے فرمایا کہ پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر بجانے کے لئے برات خانہ کعبہ چلے گی۔ تمام برات خانہ کعبہ پہنچی۔ حضرت عبداللہ نے اور حضرت آمنہ نے شکرانے کے طور پر کعبہ شریف کا طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیم پر دلہ، دلہن نے ۲ رکعت نماز پڑھی پھر ساری برات جناب عبدالمطلب کے گھر پہنچی۔ الوین مصطفیٰ صہ ۱۵۵

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اہلیہ جنابہ حضرت سیدہ آمنہ

کے ساتھ بڑے خوش، بڑے مسرور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا پیارا جوڑ ملایا تھا۔ شادی کے چند روز بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکار کے لئے مکہ شریف سے باہر وادی مکہ میں مکہ کے جنگلات میں تشریف لے گئے۔ راستے میں ایک بی بی جس کا نام تھا فاطمہ آپکی اس سے ملاقات ہوئی یہ بی بی ملک شام کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ بڑی حسین و جمیل اللہ تعالیٰ نے بے پناہ حسن کی دولت سے اس بی بی کو نوازا تھا اور پھر شام کی شہزادی یہ فاطمہ توریت، زبور، انجیل اور تمام آسمانی کتابوں کی عالمہ تھی، فاضلہ تھی، اس نے تمام کتابوں میں یہ بات پڑھی تھی کہ فلاں وقت سردارِ مکہ حضرت عبدالمطلب کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام ہوگا عبداللہ اس کی پیشانی میں نبی آخرالزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک ہوگا۔ اس کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ جن راہوں سے گزرے گا وہ راہیں، وہ پتھر، وہ جانور، وہ درخت بھی اس کو سلام کریں گے۔ بڑی خوش نصیب ہوگی وہ بی بی جس کا نکاح حضرت عبداللہ سے ہوگا اور وہ نبی آخرالزمان بننے کا شرف حاصل کرے گی۔ وہ فاطمہ شامیہ سوچنے لگی کیوں نہ میں اس کی قسمت آزمائی کروں۔ شاید وہ نور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دولت میرے حصے میں آجائے اللہ تعالیٰ وہ رحمت عالم میرے نصیب میں کردے وہ دولت عظمیٰ وہ نعمت عظیم میری قسمت میں میرے گھر میں آجائے وہ ملک شام سے بہت سا مال و دولت اور نوکر لے کر مکہ شریف کے ساتھ اُسی راستے میں ڈیرے لگا بیٹھی۔ جن راہوں سے مکہ شریف کے لوگ آتے جاتے تھے۔ اسی نیت سے کہ کبھی حضرت عبداللہ ان راہوں سے گزریں ملاقات ہو جائے تو

میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔ اتفاق سے حضرت عبداللہ شکار کر کے اُسی راستے سے گزرے جس راستے پر فاطمہ شامیہ نے ڈیرا ڈالا ہوا تھا۔ فاطمہ نے کیا دیکھا حضرت عبداللہ کے چہرے سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں نور کے جلوے ظاہر ہو رہے ہیں۔ ہر چیز جناب عبداللہ کو دیکھ کر سجدہ ریز ہو رہی ہے۔ ہر پتھر سے، ہر درخت سے، ہر ذرّے سے درود و سلام کی صدائیں آ رہی ہیں۔ فاطمہ شامیہ نے اس عالمہ فاضلہ نے اس راہبہ نے جب یہ حسین و جمیل منظر دیکھا سمجھ گئیں یہی وہ عظیم ہستی ہے جن کی تعریف توریت، زبور، انجیل اور تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔ یہی وہ سردارِ مکہ کا فرزندِ ارجمند ہے۔ جس نے نبی آخر الزمان کا والد بننے کا شرف حاصل کرنا ہے۔ فوراً خیمے سے باہر آئی۔ جناب عبداللہ کو بلایا۔ عرض کی حضور اگر آپ ناراض نہ ہوں تو تھوڑی دیر کے لئے میری جھونپڑی میں تشریف لا کر میری جھونپڑی کو بھی اپنے قدموں سے منوّر فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائیں حضرت عبداللہ نے اس کی دعوت قبول فرماتے ہوئے اس کے ڈیرے میں تشریف لے گئے۔ اس نے بڑے ادب کے ساتھ، احترام کے ساتھ بٹھایا بہت ہی خدمت کی حاضر ما طعام پیش کیا۔ بڑی خاطر اور تواضع کی جب خدمت سے فارغ ہوئی تو حضرت عبداللہ نے فرمایا بی بی صاحبہ آپ نے مجھے کیوں اندر بلایا کیا بات ہے؟ اس عالمہ فاطمہ نے شامیہ نے کہا حضور میں بات کرتے ہوئے شرم محسوس کر رہی ہوں۔ لیکن بات غلط بھی نہیں لہذا کہہ دیتی ہوں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا ہاں، ہاں آپ بلا جھجک کہیئے۔ حضرت عبداللہ کی بات سُن کر فاطمہ شامیہ نے کہا حضور

میں چاہتی ہوں آپ مہربانی کریں کرم کریں تو میرے ساتھ نکاح کر کے مجھے اپنی ہمیشہ خدمت کا شرف بخشیں تو زہے نصیب۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا بی بی صاحبہ مجھے آپ کے اخلاق نے آپ کی طبیعت نے آپ کی باتوں نے بڑا متاثر کیا ہے دل چاہتا ہے کہ میں ابھی آپ کی بات پر عمل کر لوں۔ لیکن چونکہ یہ ساری زندگی کا مسئلہ ہے۔ اس واسطے اس مسئلہ میں مجھے اپنے والد مکرم جناب عبدالمطلب سے مشورہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں مشورہ کر کے آپ کو اس کی اطلاع دے سکتا ہوں! اس عالمہ فاضلہ راہبہ نے کہا حضور بہت اچھا آپ مشورہ کر لیں میں آپ کا یہیں انتظار کروں گی۔ آپ اس بی بی سے اجازت لے کر گھر آئے۔ خدا عزوجل کی شان دیکھئے اسی رات نور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء حضرت عبداللہ کی پیشانی سے منتقل ہو کر حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک میں تشریف لے آیا۔ صبح کا وقت ہوا۔ حضرت عبداللہ جناب عبدالمطلب کی خدمت میں پیش ہوئے۔ فاطمہ شامیہ سے ہونے والی ساری بات والد صاحب کو سنائی۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اگر تمہارا پروگرام دوسری شادی کا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں، حضرت عبداللہ بڑے خوش ہوئے اجازت لے کر اسی راہبہ عالمہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا فاطمہ مبارک ہو میرے والد مکرم نے آپ کے ساتھ شادی کرنے کی بخوشی اجازت دے دی ہے۔ فاطمہ شامیہ بڑی خوش ہوئی لیکن جب حضرت عبداللہ کے چہرے کو دیکھا تو وہ نور کے جلوے وہ نور کی شعاعیں وہ نور کی تجلیات نظر نہ آئیں۔ وہ نور محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لشکارے نظر نہ آئے۔ اس عالمہ فاطمہ نے کہا اے عبداللہ کیا آپ کی کوئی اور پہلے بیوی ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ ہاں میری شادی چند دن پہلے آمنہ بنّت وہب کے ساتھ ہوئی ہے تو اس عالمہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ رو پڑی اور رو کر کہنے لگی۔ اے عبداللہ میں اب آپ سے شادی نہیں کرسکتی۔ آپ کو پہلی بیوی مبارک ہو حضرت عبداللہ بڑے حیران ہوتے کہ کل اتنا تقاضا اور آج بالکل انکار، کل اتنا اصرار، آج بالکل جواب فرمایا بی بی صاحبہ بات کیا ہے۔ مجھے بھی تو پتہ چلے اتنی جلدی کیوں انکار کردیا ہے۔ راتوں رات یہ انقلاب کیلئے پیدا ہوا، تو اس عالمہ نے کہا۔ اے سردارِ مکّہ کے لختِ جگر۔ میں کوئی بدکار نہیں، میں فاحشہ نہیں، بے حیاء نہیں، خراب نہیں۔ بلکہ میں نے آج تک کسی غیر مرد کے ساتھ کلام تک نہیں کیا۔ میں عالمہ ہوں، فاضلہ ہوں۔ توریت، زبور، انجیل تمام آسمانی صحائف کی حافظہ ہوں۔ ملک شام کی شہزادی ہوں۔ بادشاہِ شام کی لختِ جگر ہوں بات یہ ہے۔ اُس دن جو میں نے آپ کے ساتھ نکاح کرنے کا، شادی کرنے کا پروگرام بنایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ رَاَیْتُ نُوْرَ النُّبُوَّةِ فِیْ وَجْهِكَ اُس دن میں نے آپ کے چہرے میں نبی آخرالزمان کا نور دیکھا تھا فَاَرَدْتُ اَنْ یَّكُوْنَ ذٰلِكَ فِیَّ میں نے چاہا تھا کہ وہ نورِ محمدّ مجھ میں آجائے تاکہ میں اس نور کی امین بن جاؤں پر اللہ تعالےٰ کو یہ منظور نہیں تھا اس قادر نے اس خالق نے جہاں چاہا اپنے یار کا اپنے حبیب کا نور رکھ دیا۔ اے عبداللہ

ؔ وہ جس کے نور سے تیری چمکتی تھی یہ پیشانی
اُسی کی تھی میں طالب اور اُسی کی تھی میں دیوانی

مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری چھوٹی ہے!
سُنا ہے کہ وہ نعمت آمنہ نے تجھ سے لُوٹی ہے

یہی بات ایک پنجابی شاعر نے یوں بیان کی کہ :-

؎ آکھے یا عبداللہ تیری تے کجھ نہیں حاجت مینوں
دولت مل گئی مالک تائیں تے رلنی آہی[1] مینوں!
ویکھیا سی کل پاس تساڈے سنے جلوہ پاک نورانی
چلاگیا اج کول مائی دے تے اوہ محبوب حقانی

اے عبداللہ میں نے بڑے دھکے کھائے، بڑی مصیبت برداشت کی، بڑی صعوبتیں جھیلیں، بڑے دور دراز کا سفر کیا اس واسطے کہ وہ کملی والے کا نور میرے حصے میں آئے گا۔ مگر افسوس اس محبوب کا نور، اس نور مجسّم کی والدہ بننے کا شرف مجھے نصیب نہیں ہوا۔ اب میں روتی ہوئی دل میں حسرت لے کر مایوس ہو کر اپنے وطن جاؤں گی۔ باوجود اس کے میں اس نعمت سے محروم رہی ہوں۔ لیکن پھر بھی دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مستقبل تابناک کرے۔ آپ دونوں ہمیشہ خوش و خرم رہیں آپ کی زندگی میں کبھی کوئی دکھ نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بلا سے ہر مصیبت سے ہر حادثہ سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ آمین معارج النبوت جلد اوّل ص۴۲ ۔ ۴۰ ۔

میرے دوستو وہ فاطمہ شامیہ روتی ہوئی ملک شام کی طرف چلی گئی بلکہ آپ کتابیں پڑھ کے دیکھیں جس دن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک جناب عبداللہ سے منتقل ہو کر جنابہ آمنہ کے بطن پاک میں تشریف

لے گیا تو ۲۰۰ دوسو عورتیں رشک کی وجہ سے، حسد کی وجہ سے مر گئیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک ہمارے حصے میں کیوں نہ آیا۔ اللہ اکبر۔ معارج النبوّت جلد اوّل ص۴۳، تفریح الاذکیا جلد ۲ ص۱۰۱۔

نور کی جلوہ گری

میرے دوستو امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی سے منتقل ہو کر جب جنابہ سیّدہ طیبہ طاہرہ مقدسہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک میں آیا تو رجب شریف کا مہینہ تھا۔ رات جمعہ کی تھی قربان جاؤں اس مقدس رات پر نثار جاؤں اس شب پر، صدقے جاؤں ان ساعتوں کے جن ساعتوں میں، جس شب میں، جس رات میں میرے اور آپ کے آقا کا نور حضرت آمنہ کے بطن پاک میں تشریف لایا یہی وجہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ فقہ حنبلی کے بہت بڑے امام اور فقہ حنبلی کے بانی تشریف فرما ہیں۔ ایک آدمی نے سوال کیا حضور ایک بات تو بتائیے فرمایا کون سی؟ سوالی نے عرض کی، حضور شب قدر جو رمضان شریف میں آتی ہے وہ افضل ہے یا جمعہ کی رات افضل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک جمعہ کی رات افضل ہے۔ سوالی بڑا حیران ہوا۔ عرض کی حضورؐ وہ کیسے حالانکہ شب قدر کی شان اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ذکر کرتے ہوتے فرماتا ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔ پارہ ۳۰۔ سورہ قدر	شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔

قرآن کہتا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں کی راتوں سے بڑھ کر ہے۔
آپ کہتے ہیں شب جمعہ افضل ہے۔ ہوتا آج کل کا کوئی خشک ملاں فتویٰ
لگا دیتا حضرت امام احمد بن حنبل پر کہ دیکھو جی قرآن کیا کہتا ہے۔ لیکن امام
صاحب کیا کہتے ہیں۔ ان کی عقل کی بات مانیں یا قرآن کی بات مانیں۔ ان
کا فتویٰ تسلیم کریں یا اللہ عزّ وجل کا پاک قرآن مانیں لیکن وہ تھا امام احمد
بن حنبل کا مقلد سرکار کا شیدائی، حیرانگی ضرور ہوئی لیکن وجہ پوچھی حضور آپ
کے نزدیک جمعہ کی رات کیوں افضل؟ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ آپ کے
نزدیک شب قدر کیوں افضل ہے؟ اُس نے عرض کی حضور اس لئے کہ
شب قدر میں قرآن نازل ہوا، شب قدر میں جبرئیل زمین پہ آتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے زمین پہ آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی
ہیں۔ آپ مسکرا پڑے فرمایا۔ بھائی بیشک تیری تمام باتیں حق ہیں، سچی ہیں صحیح
ہیں اس سوالی نے عرض کی حضور اب آپ بتائیں کہ شب قدر سے شب جمعہ
جمعہ کی رات کیسے افضل ہوتی؟ امام احمد بن حنبل نے فرمایا بھائی سنو، شب قدر
کو قرآن آیا لیکن شب جمعہ کو قرآن والا آقا اپنی ماں کے بطن میں تشریف لایا۔
شب قدر کو جبرئیل آتا ہے۔ شب جمعہ کو جبرئیل کا آقا والدہ کے پاس تشریف
لایا۔ قدر کی رات فرشتے آتے ہیں، جمعہ کی رات فرشتوں کا نبی والدہ کے
بطن میں تشریف لایا۔ شب قدر کو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں سلامتیاں نازل
ہوتی ہیں۔ شب جمعہ کو رحمۃ للعالمین اپنی ماں کے پاس تشریف لاتے
بتا شب قدر افضل ہوتی یا شب جمعہ اگر یہ محبوب نہ آتا تو نہ شب قدر
آتی نہ رمضان آتا۔ اگر رمضان ملا تو سرکار کے صدقے، اگر قرآن ملا تو سرکار کے

صدقے، اگر ایمان ملا تو سرکار کے صدقے، ایمان والو اگر سچ پوچھو تو رحمان ملا تو سرکار کے صدقے، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کون شاہ عبدالحق جس کو ہر روز جاگتے ہوئے سرکار کی دہلی میں زیارت ہوتی تھی وہ اپنی کتاب اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ فارسی جلد ا صــ ۵ میں مدارج النبوت دوم مترجم صــ ۲ میں علامہ شیخ فتح اللہ بنانی علیہ الرحمتہ مولہ خیر خلق اللہ صــ ۱۵۸ میں دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے جمعہ کے فضائل و احکام صــ ۴ ۔ میں لکھتے ہیں ۔

" از امام احمد منقول است ۔ امام احمد بن حنبل سے منقول ہے ۔ کہ گفت شب جمعہ فاضل تر است ۔ از شب قدر کہ شب جمعہ شب قدر سے افضل ہے ۔ کہ در وے علوق آنحضرت در رحم آمنہ در آمدہ ۔ کیونکہ جمعہ کی رات سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نور پاک اپنی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک رحم میں تشریف لایا ۔ جو دنیا اور آخرت میں ایسی برکات و خیرات کا سبب ہے جو کسی گنتی اور شمار میں نہیں آسکتا اللہ اکبر ۔ محترم سامعین کرام جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک اپنی والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لایا تو دنیا میں بڑے بڑے عجائبات کا ظہور ہوا ۔"

عجائبات کا ظہور

حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ مدارج النبوت جلد دوم میں علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمتہ انوار محمدیہ صــ ۲۵ میں علامہ عبدالرحمٰن صفوری علیہ الرحمتہ نزہتہ المجالس جلد دوم صــ ۱۸۹

میں علامہ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمۃ النعمۃ الکبریٰ ص۲۲ میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ خصائص کبریٰ جلد اوّل ص۱۰۱ میں علامہ امام شیخ قسطلانی علیہ الرحمۃ نے مواہب لدنیہ جلد اوّل ص۱۳۴ میں علامہ امام حلبی علیہ الرحمۃ سیرت حلبیہ میں فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور اپنی والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں تشریف لایا تو

أَمَرَ رِضْوَانَ الْجَنَّةِ | اللہ تعالیٰ نے جنت کے سردار فرشتے کو فرمایا، اے رضوانِ جنت

عرض کی جی مولا کریم فرمایا آج رات تمام جنت کے دروازے کھول دو اور پوری دنیا میں جنت کی خوشبو کو چھڑک کر ساری کائنات کو خوشبو سے معطر کر دو ہر طرف خوشبو پھیلا دو تاکہ ساری دنیا میں خوشبو ہی خوشبو ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جہنم کے سردار فرشتے سے فرمایا، اے جہنم کے نگہبان عرض کی جی ربِ کائنات فرمایا جہنم کے سارے دروازے بند کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبرئیل عرض کی جی ربِ جلیل فرمایا، سدرۃ المنتہیٰ پر کھڑے ہو کر اعلان کر دو یا اللہ عزوجل کس بات کا فرمایا۔

أَلَا إِنَّ النُّوْرَ الْمَخْزُوْنَ الَّذِيْ يَكُوْنُ مِنْهُ النَّبِيُّ الْهَادِيْ يَسْتَقِرُّ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ۔ | اے زمین و آسمان کے رہنے والو سنو، آگاہ ہو جاؤ ساری کائنات کے ہادی، ساری دنیا کو سیدھی راہ دکھانے والے نبی کا نور آج رات اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لے جا چکا ہے۔

وہ نبی جب دنیا میں تشریف لائے گا تو بشیر بن کر، نذیر بن کر، سراج منیر بن کر، داعی الی اللہ بن کر آئے گا۔ وہ نبی کائنات میں سب سے بڑا امین ہوگا، دیانتدار ہوگا، ساری مخلوق سے بہتر ہوگا، رحمتہ للعالمین ہوگا۔ شافع اور مشفع ہوگا۔ طٰہٰ اور یٰسین کا سہرا سجا کے آئے گا۔ ختم نبوت کا تاج پہن کے آئے گا۔ غریبوں کا ماویٰ و ملجا ہوگا۔ آسمانوں میں احمد نام ہوگا، جنت میں قاسم ہوگا۔ زمین میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بن کے جلوہ گر ہوگا۔ سبحان اللہ۔ جامع معجزات صـ۹۸۔۲۹۷۔ کتاب الانوار صـ۳۵۔

جب جبرئیل نے یہ اعلان کیا تو جنت کے غلمان وجد میں آگئے۔ حوریں مست ہوگئیں۔ جنتی درختوں پر بہاروں پر بہاریں آگئیں۔ جنت کی نہریں خوشی میں پہلے سے زیادہ روانگی میں آگئیں۔ فرشتے حضور علیہ الصلوٰہ والسلام پر جھوم جھوم کر صلوٰۃ والسلام کی لڑیاں نچھاور کرنے لگے۔ غرضیکہ میرے آقا کے نور جب والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لائے تو ہر طرف بہاریں ہی بہاریں آگئیں۔ ہر طرف مسرت ہی مسرت چھا گئی۔ اسی بات کو ایک شاعر نے یوں بیان کیا کہ سرکار جب والدہ کے پاس تشریف لاتے تو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا۔

ـــ کھول دیو دروازے جنت تے حکم خدا فرمایا
نور نبی دا وچہ بطن مائی دے اج راتیں ہے آیا
ہر گھر چمک گیا اُس راتیں تے نور نبی دے پاروں
جگہ منور ہوگئی ساری تے برکت نبی غفاروں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبرئیل، عرض کی جی ربّ جلیل فرمایا۔ ایک لاکھ فرشتہ ساتھ لے لو اور زمین پر چلے جاؤ، پوری زمین میں، خشکی میں تری

ہیں، پہاڑوں میں، ہموار زمینوں میں سارے پھیل جاؤ اور اعلان کرتے جاؤ۔ زمین والو تمہیں مبارک ہو، تمہیں پاک کرنے والا، صاف کرنے والا، طاہر بنانیوالا، اللہ تعالیٰ کا مقدس رسول تشریف لا رہا ہے۔ جامع معجزات صد ۲۹۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور پاک کے آنے سے پہلے مکہ شریف میں ہر طرف سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے جانور تو کیا انسان بھی مر رہے تھے۔ درخت سوکھ کر کانٹا بن چکے تھے۔ لیکن قربان جاؤں جب میرے نبی پاک کا نور اپنی والدہ کے پاس تشریف لایا تو اللہ تعالیٰ نے ہر طرف رحمتوں کی بارشیں برسانا شروع کر دیں۔ زمین شاداب ہو گئی، درخت ہرے بھرے ہو گئے۔ فصلیں پیدا ہو گئیں۔ ہر طرف بہار ہی بہار آ گئی۔ مدارج النبوت انوار محمدیہ۔ مواہب لدنیہ۔

آسمانوں سے ندا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی سرکار کے چچا زاد بھائی حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جس رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک اپنی والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لایا تو اس دن ہر آسمان سے فرشتے یہ آوازیں دے رہے تھے کہ:

اَبْشِرُوْا فَقَدْ آنَ اَنْ یَّظْهَرَ اَبُوالْقَاسِمِ مَیْمُوْنًا مُّبَارَكًا

اے ساری کائنات کے بسنے والو، اب خوب خوب خوشیاں مناؤ۔ کیونکہ کائنات کا محبوب نبی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تقسیم کرنے والا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہا ہے۔ انوار محمدیہ

مواہب لدنیہ۔ گویا فرشتے ساری کائنات کو کہتے تھے کہ :۔

ے غم کے بادل چھٹ گئے ابرِ بہاراں چھا گیا
مومنو خوشیاں مناؤ کملی والا آگیا
رَبِّ سلّمو گن گناؤ کملی والا آگیا
مومنو خوشیاں مناؤ کملی والا آگیا
جشن میلادالنبی میں اُن کے ذکر پاک سے
دشمنوں پر قہر ڈھاؤ کملی والا آگیا
یا رسول اللہ کا نعرہ لگا کر دوستو
انجمن اپنی سجاؤ کملی والا آگیا

یہی بات ایک اور عاشق نے یوں بیان کی کہ :۔

عیدِ نبوی کا زمانہ آگیا
لب پہ خوشیوں کا ترانہ آگیا
نعرہ صلِّ علیٰ کی دھوم ہے
وَجد میں سارا زمانہ آگیا
پرچم دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلند
کفر کو گردن جھکانا آگیا

یہی بات کسی نے پنجابی میں بیان کی کہ :۔

خوشیاں مناؤ لوگو بھاگاں والی رات آئی
آمنہ دے پیٹ وچہ جگ دی برات آئی

دکھیاں دے دُکھ جا سن سب دی نجات آئی
خوشیاں مناؤ لوگو بھاگاں والی رات آئی

اُدھر آسمانوں سے فرشتوں نے خوشیاں کرنے کا اعلان کیا۔ اِدھر کائنات میں سرکار کی آمد پہ ہر چیز خوشی میں جھومنے لگی۔ علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جس رات سرکار اپنی والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مکہ شریف کے تمام جانور بول پڑے اور ایک دوسرے کو سرکار کی آمد پہ مبارکبادیاں پیش کرنے لگے اور کہنے لگے کہ:۔

حُمِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ وَھُوَ اِمَامُ الدُّنْیَا وَسِرَاجُ اَھْلِھَا

اے کائنات میں بسنے والے جانورو! مبارک ہو آج اُس نبی کا اس اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لا چکا ہے۔ جو رب کعبہ کی قسم پوری دنیا کا سردار ہوگا۔ کائنات والوں کے لئے چمکتا ہوا چراغ ہوگا۔

اِدھر جانور مبارکبادیاں ایک دوسرے کو دے رہے تھے۔ اُدھر مچھلیاں پانی میں خوشیاں منا رہی تھیں۔ پرندے درختوں پہ سرکار کے گیت گا رہے تھے۔ جنگلی جانور جنگلوں میں خوشیاں منا رہے تھے۔ مدارج النبوت دوم۔ انوار محمدیہ سیرت حلبیہ۔ مواہب لدنیہ۔ ابھی نبی آیا نہیں کائنات کے جانور خوش مچھلیاں

خوش مکے کے چوپائے خوش، بیل خوش، گدھے خوش، لیکن پندرھویں صدی کا مُلّاں
ناراض ہوتا چلا کہ دشمنِ نبی تو مکّے کے گدھوں سے بھی بدتر ہے کہ اس کو نبی کی آمد
پر خوشی ہوئی پر اس دو پیروں دالے گدھے کو خوشی نہ ہوئی۔ کسی نے کیا
خوب کہا کہ :-

بول اُٹھے حیوان مکّے دے تے سب نے آکھ سُنایا
پیٹ مائی دے قسم خدا دی تے اَج کملی والا آیا
اَدب نبی دا تے خوشی نبی دی تے کیتی سب حیواناں
پر افسوس شرم نہ آوے تینوں بے عقل انساناں
سب حیوان خوشی نے کر دے تے ادب نبی دے یاروں
بے اَدباں نوں سوگ پیا اَج تے سڑسن دوزخ ناروں

برکاتِ رسالت

میرے دوستو! صاحبِ اولاد حضرات جانتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی عورت کو اولاد سے نوازنا چاہتا ہے تو عورت کو پتہ چل جاتا ہے کہ میرے پیٹ میں بچہ یا بچی آچکا ہے۔ اس کی چند نشانیاں ہیں، عورت کو اُلٹیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ طبیعت خراب رہنے لگتی ہے۔ ہر وقت اُداس اُداس چہرہ رہتا ہے۔ کمزوری شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن قربان جاؤں آمدِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر سرکار کی امّی جان حضرت سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے بطن میں تشریف لائے تو مجھے عورتوں جیسی کوئی علامت نظر نہ آئی۔ مجھے محسوس ہی نہیں ہوتا تھا کہ میرے بطن میں کوئی بچی یا بچہ آچکا ہے یا نہیں۔ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی

آمد کا پتہ اپنے بطن میں دو وجہوں سے ہوا۔ دو نشانیوں سے ہوا۔ پہلی نشانی یہ تھی کہ ایک رات میں سوئی ہوئی تھی کہ خواب میں میں نے ایک حسین وجمیل فرشتے کو دیکھا۔ جس نے مجھے کہا کہ اے بی بی کیا آپ کو اس بات کا پتہ ہے کہ آپ کے بطن میں آپ کے پیٹ میں امام الانبیاء سید العالمین تمام جہانوں سے افضل ترین اس کائنات کا نبی، اس اُمت کا رسول تشریف لا چکا ہے؟ میں نے کہا نہیں تو اُس فرشتے نے کہا بی بی آپ کو مبارک، واقعی وہ عظیم ہستی آپ کے بطن میں تشریف لا چکی ہے۔ جب وہ ہستی جب وہ مقدس رسول پیدا ہوں تو اُن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھنا پھر اس نے مجھے سونے کا ایک تعویذ دیا۔ کہا یہ تعویذ اپنے چاند کے گلے میں ڈال دینا۔ وہ تعویذ میرے سرہانے رکھ کر چلا گیا۔ پھر میں نے سنا آوازیں آ رہی تھیں کہ:۔

هٰذَا وَقَدْ حَمَلَتْ اُمُّ الْحَبِيْبِ بِهٖ
وَلَيْسَ فِيْ حَمْلِهَا كَرْبٌ وَّلَا ضَرَرُ

بے شک حبیب کی والدہ اس حبیب کے ساتھ حاملہ ہو گئی۔ اور اس کے حمل میں کسی قسم کی نہ کوئی تکلیف ہے نہ نقصان۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں یہ خواب تھا، خواب کی بات تھی لیکن جب میری آنکھ کھلی تو میں نے کیا دیکھا میرے سرہانے تکیہ کے نیچے وہی سونے کا صحیفہ، سونے کا تعویذ پڑا ہے۔ میں دیکھ کر بڑی حیران ہوئی۔ میں نے اٹھایا دیکھا تو اس صحیفے پر، اس تعویذ پر یہ لکھا ہوا تھا۔

۔ اُعِيْذُهٗ بِالصَّمَدِ الْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ

میں پناہ مانگتا ہوں اُس اللہ تعالیٰ سے جو ذات صفات میں یکتا ہے اور بے نیاز ہے۔ ہر حاسد کے شر سے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حفاظت اور نگہبانی چاہتا ہوں۔ طبقات ابن سعد جلد اوّل ص۱۴۰۔ سیرت ابن ہشام جلد اوّل ص۱۰۱۔ معارج النبوت جلد اوّل ص۴۵۔ زرقانی شریف جلد اوّل ص۱۰۱۔ خصائص کبریٰ جلد اوّل ص۴۲۔ دلائل النبوۃ ص۱۲۵۔

دوسری نشانی یہ تھی کہ میں اپنے گھر سے اپنی سہیلیوں کے ساتھ زم زم شریف سے پانی بھرنے کے لئے جب جاتی تھیں تو سخت گرمیاں ہوتیں۔ پھر گھڑے ڈول رسّی ساتھ لے کر ایک میل کا فاصلہ طے کر کے بڑی مشکل سے، بڑی مشقّت سے پانی بھر کے لاتی لیکن جب حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میرے بطن میں تشریف لائے تو عجیب تبدیلیاں آگئیں، عجیب باتیں دیکھیں وہ کون سی تبدیلیاں فرماتی ہیں۔ جب میں گھڑے اٹھا کر رسّی ڈول لے کر پانی بھرنے کے لئے چلتی تو سخت گرمیوں میں میرے سر پہ بادل سایہ کر لیتے ساری میری سہیلیاں دھوپ میں چلتی میں بادلوں کے سائے میں، پہلے پتھروں سے پیر زخمی ہو جاتے لیکن جب سرکار میرے بطن میں تشریف لائے تو جس پتھر پر قدم رکھتی موم کی طرح میرے قدموں میں نرم ہو جاتا۔ جب میں کنوئیں پر پہنچتی تو میری ساری سہیلیاں رسی ڈول کے ذریعے پانی کھینچ کر نکالتی، گھڑے بھرتی، اپنے برتن بھرتی۔ لیکن جب میرا نمبر آتا میں ارادہ کرتی کہ میں بھی ڈول سے رسی باندھ کر کنوئیں میں لٹکا کر پانی نکالوں لیکن میں کیا دیکھتی پانی نیچے سے خود بخود اوپر کناروں تک آجاتا۔ آواز آتی اے مقدّس بی بی تو زحمت نہ کر، تو تکلیف نہ کر، تو پریشان نہ ہو پانی خود بخود تیرے قدموں میں ہی آجاتا ہے

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک دن میں بڑی حیران ہوئی۔ یہ بادل میرے سر پہ سایہ کرتا ہے۔ پتھر موم کی طرح نرم ہو کر قدم چومتا ہے۔ پانی خود بخود اوپر آجاتا ہے۔ یہ ماجرا کیا ہے۔ یہ معاملہ کیا ہے۔ یہ قصّہ کیا ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ پانی سے پتھروں سے بادلوں سے آواز آئی۔ اے آمنہ آپ کو پتہ نہیں آپ کے بطن پاک میں آنے والا مقدّس نبی، پیارا رسول، عظمت والا پیغمبر صرف انسانوں کا ہی نبی نہیں رسول نہیں بلکہ پتھروں کا بھی وہ رسول ہے۔ بادلوں کا بھی وہ نبی ہے۔ پانیوں کا بھی وہ پیغمبر ہے۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی فرماتے ہیں۔

اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً۔

میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں مشکوٰۃ شریف

قربان جاؤں سیدہ آمنہ کے مقدّر پہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک شاعر کہتا ہے کہ:-

پانی خاطر جہاں اوہ کھوہ تے خود تشریف لے آوے
پانی نکل کے کھوہ بھتیں فوراً تے قدماں دے وچ آوے

سیرت حلبیہ نزہتہ المجالس دوم ص۱۹۰۔ زرقانی شریف۔

ذکرِ الٰہی عزّوجلّ

حضرت سیّدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ جب رات کا وقت ہوتا۔ میں اپنے کمرے میں اپنے بستر پہ آرام کرنے کے لئے لیٹتی رات سونے کے لئے چارپائی پہ سوتی تو میرے کمرے سے اللہ اللہ عزّوجلّ اللہ ہو اللہ ہو عزّوجلّ کی آوازیں آتیں۔ میں اُٹھ کے چارپائی پہ بیٹھ جاتی۔ دائیں طرف دیکھتی بائیں طرف دیکھتی آگے پیچھے دیکھتی آوازیں آرہی ہیں لیکن آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آرہا۔ میں حیران ہو جاتی یہ آوازیں کہاں سے آرہی ہیں۔ تو غیب سے آواز آتی اے آمنہ گھبرا نہیں، پریشان نہ ہو یہ ذکرِ الٰہی کی صدائیں تیرے بطن سے اللہ تعالیٰ کا حبیب لگا رہا ہے تو سوتی ہوتی ہے۔ سارا جگ سویا ہوا ہے، ساری دنیا سوتی ہے۔ مگر عرب کا ماہی، سدرہ کا راہی خالقِ کائنات کا یار اپنے پالنے والے کی اپنے خالق کی اپنے بھیجنے والے معبود کی حمد و ثنا کر رہا ہے۔ اپنے رب العالمین کا ذکر کر رہا ہے۔ مولد العروس صہ۔ سبحان اللہ قربان جاؤں خالقِ کائنات کے یار پہ ابھی پیدا نہیں ہوا ذکرِ الٰہی کی ضربیں لگ رہی ہیں۔ جب پیدا ہوا ہوگا تو ذکرِ الٰہی کی کیا بات ہوگی۔

میرے دوستو خیال کرو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ابھی اپنی امّی جان کے بطنِ پاک میں ہیں۔ ابھی پیدا نہیں ہوتے ابھی دنیا میں تشریف نہیں لاتے۔ لیکن پھر بھی ذکرِ الٰہی سے غافل نہیں لیکن وہ لوگ کتنے بدنصیب ہیں۔ کتنے محروم ہیں جو پیدا ہونے کے بعد، جوان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی نعمتیں کھانے کے بعد بھی ذکرِ الٰہی عزّوجلّ سے غافل ہیں یاد رکھو

ہمارے گھروں میں آج بے سکونی ہے۔ ہمارے دل بے قرار ہیں۔ ہماری محفلیں بے رونق ہیں۔ کیوں اس لئے کہ ہمارے گھر، ہمارے دل، ہماری محفلیں ذکر الہٰی سے خالی ہیں۔

محترم سامعین! اگر سکون گھر چاہیئے۔ سکون محفل چاہیئے۔ سکون دل چاہیئے تو دنیا سے نہیں، کھیل تماشوں سے نہیں، سونے چاندی میں نہیں، مربعے اور کوٹھیوں میں نہیں، بنگلے اور کاروں میں نہیں بلکہ ذکرِ الہٰی میں ہے اللہ تعالیٰ یہی بات فرماتا ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

اے سکون تلاش کرنے والے، اے اطمینانِ قلب ڈھونڈنے والے خیال کرو اگر تمہیں سکونِ قلب چاہیئے، سکونِ دل چاہیئے تو ذکرِ الہٰی کر تمہیں دنیا اور آخرت کا سکون مل جائے گا کیونکہ:۔

؎ نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

اسی بات کی طرف عارفوں کے بادشاہ، سلطان العارفین نے انسان کو متوجہ کرتے ہوئے اشارہ فرمایا کہ:۔

؎ جو دم غافل سو دم کافر سانوں مُرشد ایہہ پڑھایا ہُو
سُنیا سُخن گئیاں کُھل اکھاں اساں چت مولا ول لایا ہُو
کیتی جان حوالے رَبّ دے اساں ایسا عشق کمایا ہُو
مَرن توں اگے مر گئے باہو تاں مطلب نوں پایا ہُو

حضرت عبداللہ کی وفات

میرے دوستو جب امام الانبیاء حبیب کبریا مالک ارض وسما

اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے چھٹا مہینہ سرکار کی آمد کو ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا جان حضرت عبدالمطلب کو بھی پتہ چل گیا۔ اب سرکار کی ولادت کا وقت قریب آرہا ہے تو جناب عبدالمطلب نے اپنے بیٹے جناب عبداللہ کو فرمایا بیٹا تمہارے بچے اور ہمارے پوتے کی ولادت کا وقت قریب آگیا ہے۔ اُس ولادت پہ ہم نے پورے مکّہ کی دعوت کرنی ہے خوب جشن منانا ہے، بیٹے کی ولادت پر پُرتکلّف کھانا دینا ہے لہٰذا تم ملک شام کی طرف جاؤ بہترین قسم کے پھل اور کھجوریں لے کر آؤ۔ تاکہ پہلے سے اس کا انتظام کیا جائے۔ حضرت عبداللہ نے عرض کی ٹھیک ہے بابا جان آپ ایک قافلے کے ساتھ ملک شام کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پاک پر جشن میلاد کا سامان لینے کے لئے گئے۔ ملک شام میں تجارت کی بہترین قسم کے پھل کھجوریں خریدیں۔ واپس مکّہ شریف کی طرف چل پڑے جب مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو آپ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ آپ بیمار ہو گئے اور بڑے سخت بیمار ہوئے۔ اپنے قافلے والوں سے فرمایا کہ آپ لوگ مکّہ شریف جائیں میرے والد مکرّم کو بتا دینا یہ سامان بھی لیتے جاؤ اگر میں ٹھیک ہو گیا تو انشاءاللہ مکّہ پہنچ جاؤں گا نہیں جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا وہی ہو گا۔ تمام قافلے والے مکّہ شریف واپس پہنچ گئے۔ حضرت عبداللہ مدینہ شریف اپنے والد ماجد کے ننھیال میں تشریف لے گئے کیونکہ آپ کی دادی امّی جان حضرت سلمیٰ کا میکہ مدینہ شریف میں تھا۔ آپ وہاں ٹھہر گئے۔ ایک مہینہ

تک بیمار رہے۔ بڑا علاج کیا، دوائیاں کیں لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ایک مہینہ بیمار رہنے کے بعد آپ کا وصال ہو گیا آپ فوت ہو گئے۔ آپ کو دفن کر دیا گیا۔ اِدھر وہ قافلہ پہنچا جناب عبدالمطلب کو پتہ چلا کہ ملک شام سے قافلہ آگیا آپ قافلے سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ کیا دیکھا سارے مکّہ کے تاجر موجود ہیں۔ لیکن جناب عبداللہ موجود نہیں۔ آپ نے قافلے والوں سے پُوچھا۔ انہوں نے ساری بیماری کا واقعہ سنایا۔ حضرت عبدالمطلب بیقرار ہو گئے۔ آپ نے اپنے بیٹے حارث کو فرمایا کہ جاؤ جا کر بھائی کا پتہ کرو۔ اور اس کو ساتھ لے کر آؤ۔ جب حارث مدینہ شریف پہنچے بھائی کی وفات کی خبر سُنی تو روتے ہوئے واپس مکہ میں تشریف لاتے۔ ابا جان کو بتایا بھا. آمنہ کو بتایا میرے دوستو سوچو اس عورت کو کتنا صدمہ ہوتا ہے جس کا سہاگ پہلے بچّے کی ولادت سے پہلے ہی اُجڑ جاتے مٹی میں چلا جائے آغوش قبر ہو جائے یہ وہ عورت جانتی ہے یہ وہ بی بی جانتی ہے جس کے ساتھ یہ واقعہ گزرے جس کا ہنستا بستا گھر اُجڑ جاتے اللہ اکبر۔

جب حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبداللہ کی وفات کی خبر سُنی تو آنکھوں تلے اندھیرا آگیا۔ ہوش اُڑ گئے پھر اب ہو بھی کیا سکتا تھا اب سیّدہ آمنہ آنسو بہانے کے علاوہ کر ہی کیا سکتی تھی وہ خالق مالک جو ہوا وہ اپنی مرضی کا مالک ہے جو چاہے کرے اُسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں حیّ قیّوم جو ہوا، بادشاہ جو ہوا، حضرت آمنہ نے حضرت عبداللہ کی وفات پر چند اشعار فرمائے۔ جس میں سے ایک شعر حاضرِ خدمت ہے۔

؎ عَفَا جَانِبُ الْبَطْحَاءِ مِنِ ابْنِ هَاشِمٍ
وَجَاوَرَ لَحْدًا خَارِجًا فِي الْغَمَاغِمِ

بطحا کی زمین مکہ کی زمین آلِ ہاشم (حضرت عبداللہ) سے خالی ہو گئی اور وہ کفن میں لپٹے ہوئے اپنے گھر والوں سے بہت دُور قبر میں چلے گئے۔ جامع معجزات صـ۹۹-۲۹۸۔ المولود العروس صـ۱۲۔ طبقاتِ ابن سعد جلد اوّل صـ۱۰۰۔

کائنات رو پڑی

علامہ ابن جوزی محدّث کبیر علیہ الرحمتہ اپنی کتاب مولد العروس صـ۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اِدھر سیّدہ آمنہ روتیں اُدھر جنگلوں میں جانور رو پڑے، پہاڑوں میں جنّات رو پڑے۔ مچھلیاں دریا میں رو پڑیں، فرشتے آسمانوں میں رو پڑے، کائنات کا ذرّہ ذرّہ رو پڑا۔ خالقِ کائنات نے فرمایا، اے جنّات، اے حیوانات، اے میرے ملائکہ کیا بات ہے تم روتے کیوں ہو؟ تمام کائنات بولی، اللہ تعالےٰ کے معصوم فرشتے بولے، اے ربِّ کائنات، اے بے پرواہ مالک ابھی تیرا محبوب دنیا میں آیا نہیں، ابھی والدہ کے بطن پاک میں ہے کہ والد پچیس ۲۵ برس کے ہو کے فوت ہو گئے۔ سرکار کی والدہ کی عمر بمشکل سولہ ۱۶ برس ہے۔ تیرا حبیب، تیرا یار، تیرا محبوب، تیرا ماہی، تیرا پیارا پیدا ہونے سے پہلے ہی یتیم ہو گیا ہے۔ اب تیرے ماہی کا کیا بنے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب خاموش ہو جاؤ یہ سب میری مرضی سے ہوا ہے۔ یہی میری تقدیر تھی۔ اگر والد فوت ہو گیا ہے تو کیا ہوا میں محبوب کا خالق جو ہمیشہ سے زندہ ہوں۔ ہمیشہ زندہ رہوں گا۔ اے میرے فرشتو جتنا مجھے اپنے

یار سے پیار ہے، اتنا پیار اس کی ماں آمنہ، باپ عبداللہ کو بھی نہیں ہو گا کوئی بات نہیں پریشان نہ ہو۔

أَنَا وَلِيُّهُ أَنَا حَافِظُهُ
أَنَا نَاصِرُهُ

میں خود اس کا مولا ہوں اس کی حفاظت کرنے والا ہوں، میں خود اس کا مددگار ہوں، جس کا میں مولا بن جاؤں حافظ و ناصر بن جاؤں، اس کو کوئی پرواہ ہے، کوئی ڈر ہے، کوئی خطرہ ہے۔

عرض کی مولا کریم نہیں، فرمایا تم اس پریشانی کو چھوڑ دو اس غم کو چھوڑ دو اگر کچھ لینا چاہتے ہو، برکت حاصل کرنا چاہتے ہو تو میرے یار پر، میرے حبیب پر درود پڑھو، سلام پڑھو، سبحان اللہ۔ مدارج النبوت۔ انوار محمدیہ، سیرت حلبیہ۔ میرے دوستو گویا سرکار ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ ماں کے بطن شریف میں ہی یتیم ہو گئے۔ یتیم اس بچے کو کہتے ہیں جو بچپن ہی میں اپنے والد کے پیار سے، شفقت سے محروم ہو جائے ہمارے معاشرے میں اس بچہ کا کوئی مقام نہیں ہوتا۔ کوئی عزت نہیں ہوتی جس کا والد نہ ہو، جو یتیم ہو جو باپ کی محبت سے محروم ہو پھر وہ۔ بچہ والد کے سہارے کے بغیر کسی وقت بھی اصل راستے سے بھٹک سکتا ہے۔ کیونکہ والدین ہی بچے کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لئے والد کا سہارا بچپن میں بہت اہم ہے پھر کیا وجہ ہے؟ کیا حکمت ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا سے محبوب ترین نبی کو، ساری کائنات سے محبوب رسول کو ساری مخلوق سے

زیادہ عزیز پیغمبر کو پیدا ہونے سے پہلے ہی یتیم کر دیا۔ والد کا سایہ اٹھا لیا؟

شانِ یتیمی کی حکمت

تو آیئے اس کی حکمت میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یار کو ماں کے بطن میں یتیم کیوں کیا۔ اس کی پہلی حکمت یہ تھی، پہلی وجہ یہ تھی کہ یار کو اپنے محبوب کو دوسروں کے احسانات سے بچانے کے لئے یتیم کیا۔ اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا تھا یہ میرا نبی، یہ میرا رسول اپنے رَبّ کا احسان مند ہے اور کسی کا نہیں، اپنے خالق کا محتاج ہے اور کسی کا نہیں، اپنے مالک کا تربیّت یافتہ ہے کسی اور کا نہیں۔ اگر ماں باپ دادا میرے آقا کی پرورش کرتے، سرکار کو پڑھاتے، سرکار کے ناز نخرے اٹھاتے تو قیامت کے دن ماں کہہ سکتی تھی باپ دعویٰ کر سکتا تھا، دادا اعلان کر سکتا تھا اے مالک الملک، اے خالقِ کُل ہم نے تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی پرورش کر کے پڑھا کے اس کے ناز نخرے اٹھا کے، پال کے، جوان کر کے تیرے محبوب پہ احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیدا ہونے سے پہلے محبوب کے والد کا سایہ اٹھا لیا۔ چھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ کی وفات ہو گئی۔ آٹھ برس کے ہوئے تو دادا بھی فوت ہو گئے۔ تاکہ نہ یہ رشتے رہیں گے نہ قیامت کو احسان جتلائیں گے۔ میرا محبوب کسی کا احسان لینے کے لئے نہیں جا رہا بلکہ ساری نسلِ انسانی کی طرف محسن بن کے تشریف لے جا رہا ہے۔ یہی بات کسی نے سیّدنا و مولانا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھی کہ حضور یہ کیا بات ہے سرکار پیدا نہیں ہوتے والد فوت ہو گئے۔ چھ سال کے ہوئے والدہ چلی گئی۔ آٹھ برس کے ہوتے دادا بھی جدائی دے گیا۔ میرے امام

مسکرا پڑے فرمایا بات یہ تھی کہ :۔

اِنَّمَا یُتِّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِئَلَّا یَکُوْنَ عَلَیْہِ حَقٌّ لِمَخْلُوْقٍ ۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے یتیم فرمایا تاکہ آپ پر کسی مخلوق کا (حتیٰ کہ والدین دادا کا بھی) آپ پر احسان نہ رہے
مواہب لدنیہ خصائص کبریٰ جلد ا ص ۲۷
سبل الہدیٰ جلد اوّل ص ۳۹۹

اِسی بات کو کسی شاعر نے اپنے الفاظ میں یوں پیش کیا کہ :۔

پیدا ہوتے تو باپ کا سایہ اٹھا لیا
بڑھنے لگے تو مادر و غم ہو گئے جدا
چلنے لگے تو دادا عدم کو روانہ ہوا
ایک ایک سایہ یونہی اٹھتا چلا گیا
سائے پسند نہ آتے پروردگار کو
بے سایہ کر دیا اس سایۂ دار کو !

دُوسری حکمت یہ تھی اپنے محبوب کو یتیم پیدا کرنے کی ۔ اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور ہے وہ جانتا تھا میں نے قیامت تک لاکھوں کروڑوں بچوں کو یتیم بنانا ہے ۔ اپنے محبوب کو یتیم بنایا تاکہ یار کے صدقے قیامت تک آنے والے یتیموں کی شان بلند ہو جائے ، عظمت بلند ہو جائے ۔ لوگ یتیموں سے پیار کریں ، رحم کریں ، یتیموں کو جب اپنی یتیمی پر رونا آنے لگے تو میرے محبوب کی یتیمی کو یاد کر کے صبر کر جائیں کہ جب خالقِ کائنات

نے اپنے محبوب کو یتیم پیدا کیا تھا۔ تو ہم کون ہیں ہماری حیثیت کیا ہے۔
تیسری حکمت یہ تھی اگر سرکار کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ زندہ رہتے ان کی وفات نہ ہوتی تو آپ کے بھائی بہنیں اور بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہوتے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی کر کے بلاتے۔ وہ سرکار کی برابری کا دعویٰ کرتے کہتے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس باپ کے تم بیٹے ہو اسی کے ہم ہیں۔ جس ماں کے تم لخت جگر ہو اس کے ہم بھی لہٰذا ہم تم برابر پھر سرکار کی وُہ شان وہ بے مثل حیثیت برقرار نہ رہتی۔ جس حیثیت پر اللہ تعالیٰ نے یار کو پیدا کیا تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے محبوب کو یتیم کر دیا۔ نہ ماں باپ ہوں گے نہ کوئی برابری کرنیوالا ہم مثل بننے والا پیدا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو برداشت نہ کیا کہ محبوب کی برابری کرنیوالا کوئی پیدا ہو۔ لیکن بدقسمتی سے کلمہ پڑھنے والا نبی کی ہم مثل بنا پھرتا ہے۔ نبی کا چھوٹا بھائی بنا پھرتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کلمہ پڑھنے والا نبی کی مثل کیسے بن سکتا ہے۔ تو سنیئے مولوی اسماعیل وہابی دیوبندی اپنی رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان صفحہ ۵۶ پر یہ عبارت لکھتے ہیں یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اُس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے۔ بندگی اس کو چاہیئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء امام اور امام زادے پیر اور شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو اُن کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ لو سُن لو مولوی صاحب نبی کے چھوٹے بھائی بننے کا اعلان کر رہے ہیں۔ میرے دوستو!

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے جو آدمی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا بڑا بھائی کہتا ہے وہ بہت بڑا گستاخ ہے۔ یہ سرکار کی بارگاہ میں بے ادبی ہے۔ سرکار ہمارے بڑے بھائی نہیں بلکہ ہمارے آقا ہیں، ہمارے مولا ہیں، ہمارے مالک ہیں، ہمارے حاکم سردار ہیں۔ یہی بات عاشقوں کے امام نے فرمائی کہ

؎ سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے آقا کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

یہی بات ایک عنبور رسُنّی نے یُوں کہی کہ:۔

؎ اپنے جیہا نہ اُوسنوں آکھ مُلّاں جی دی مثل کوئی نیئں مثال کوئی نیئں
اوہنوں حد بشریت وِچ قید کرنا جیہدے نور دا حد حساب کوئی نیئں
لگا رہویں تنقیص حضور اندر تیرے جیہا خانہ خراب کوئی نئیں
سڑدے رہناں حافظ نار حسد اندر ایہدے جیہا بی سخت عذاب کوئی نیئں

ہاں تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سرکار جب اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے تو کرم ہی کرم ہو گیا۔ میرے آقا اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں نو۹ ماہ تک قیام پذیر رہے۔ ہر مہینے جب بھی چاند چڑھتا تو اللہ تعالیٰ مخصوص فرشتوں کو فرماتا، اے میرے ملائکہ فرشتے عرض کرتے جی رَبِّ جلیل اللہ تعالیٰ فرماتا آسمانوں پر کھڑے ہو کر اعلان کر دو، صدا لگا دو کہ اے آسمانوں اور زمینوں

میں رہنے والی مخلوق تم سب کو خوشخبری ہو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ابوالقاسم سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دنیا میں تشریف لانے والے ہیں۔ جن کے دم سے، جن کے صدقے سے، ساری کائنات میں بہار آئے گی ہر طرف ہر سُو رحمت ہی رحمت ہو گی، برکت ہی برکت ہو گی، کرم ہی کرم ہو گا۔ النعمۃ الکبریٰ ص۲۴۔ یہی بات ایک عاشق نے یُوں کہی :۔

ملائک آمنہ خاتون کو مژدہ سناتے ہیں
ابوالقاسم محمّد مصطفٰے تشریف لاتے ہیں
حبیب اللہ کی اُمُّ القریٰ میں آمد آمد ہے
شواہد قدرت حق کے خلائق کو دکھاتے ہیں
اگر کعبہ کی دیواریں کریں سجدہ عجب کیا ہے
کہ مصداق دعائے حضرت ابراہیم آتے ہیں
فرشتے منتظر تھے آمنہ خاتون کے گھر میں
کہ اَب حضرت جمالِ حق نُما اپنا دکھاتے ہیں
حرم سے تابہ مُلک شام روشن ہے زمیں یکسر
کہ دارالملک جن کا شام ہے وہ شاہ آتے ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضرت آمنہ کے بطن میں تشریف لائے تو سیّدہ آمنہ کو ہر مہینے اللہ تعالیٰ کے مقدّس نبیوں نے بشارتیں اور مبارکبادیاں دیں۔

انبیاء علیہم السلام کی بشارتیں :۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی والدہ ماجدہ سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ۔
رجب شریف کا مہینہ تھا جب نور محمدی علیہ التحیۃ والثناء میرے بطن میں
تشریف لاتے جب مہینہ ختم ہوا رات کو میں اپنے بستر پہ لیٹی آنکھ لگ
گئی عالم خواب میں میں نے کیا دیکھا ۔

رَأَيْتُ رَجُلاً طَوِيلاً	ایک مرد جس کا قد لمبا تھا ۔

چہرے سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں ۔ جسم سے بڑی پیاری خوشبو آرہی تھی
اس کے انوار سے پورے میرے گھر کو منوّر کر دیا تھا ۔ میرے پاس آیا اور آکر
کہنے لگا ۔

فَقَالَ اَلْبُشْرىٰ	اے آمنہ مبارک ہو خوشخبری ہو

میں نے کہا سرکار کس بات کی؟ انہوں نے کہا تجھے پتہ نہیں ۔

فَقَدْ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ	بے شک تو تمام رسولوں کے سردار سے حاملہ ہو چکی ہے ۔

تمام رسولوں کا سردار تیرے بطن میں تشریف لا چکا ہے ۔ پھر اس بزرگ
نے فرمایا ۔

مَرْحَبًا ثُمَّ مَرْحَبًا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ	خوش رہو خوش آمدید، صد بار خوش آمدید اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں بڑی حیران ہوئی ۔ مجھے پتہ نہیں میرے
پیٹ میں کیا بچی ہے یا بچہ یہ کون ہے ۔ جو میرے بطن سے دیکھ کر لڑکے
کی خوشخبریاں سنا رہا ہے ۔ حضرت آمنہ نے پوچھا ۔

مَنْ اَنْتَ ۔	حضورؐ آپ کون ہیں ۔

کیا نام ہے ۔ آپ نے کیسے پہچان لیا ۔ میرے بطن میں لڑکا ہے یا لڑکی' اس بزرگ نے جواب دیا بیٹی تو نے مجھے نہیں پہچانا میں کون ہوں ؟ عرض کیا نہیں، فرمایا ۔

قَالَ اَنَا آدَمُ اَبُوالْبَشَرُ	میں آدم ہوں تمام نسلِ انسانی کا باپ ۔

سُبحان اللہ ! اس بات کو ایک شاعر نے یُوں پیش کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے گویا یوں فرمایا کہ :۔

اوہ فرزند دِتا رَبّ تینوں تے جو سردار رسُولاں
شاہی تاج مبارک جس نوں نے وچہ نبیاں مقبولاں
نام حبیب محمد سوہنا تے روشن وچہ ہیں سرائیں
راج سلامت جس دا کلمہ تے روز قیامت تائیں

اسی بات کو دائم اقبال صاحب نے یُوں پیش کیا کہ :۔

اللہ دے خاص محبوب دیاں تے دُھماں دُھمیاں زمین آسمان اُتے
اولیاء صدقے، انبیاء صدقے لال آمنہ دے عالی شان اُتے !
جسم خاک افلاک نفیس پار جا کے تے سیراں کیتیاں عرش یزداں اُتے
صَلُّوْ عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْ تَسْلِیْمًا دائم سادا ایمان قرآن اُتے

میرے دوستو ! یہاں غور فرمائیں ایک باریک نکتہ عرض کرتا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اپنے بطن میں اور حضرت آدم علیہ السلام اس وقت تھے اپنے مزار میں کئی ہزار سال پہلے آپ کا وصال ہوا ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت

دیکھیے آدم علیہ السلام اپنے مزار شریف سے نکل کر سیدہ آمنہ کے پاس تشریف لاتے ہیں اور سرکار کی آمد کی خوشخبری سناتے ہیں۔ حالانکہ قرآن یہ کہتا ہے۔

مَا تَدْرِیْ ۔	کوئی نہیں جانتا ۔
مَا فِی الْاَرْحَامِ ۔	ماں کے بطن میں کیا ہے ۔

لڑکی ہے یا لڑکا، نر ہے یا مادہ، بچی ہے یا بچہ، لیکن اللہ تعالیٰ کا نبی فرماتا ہے۔ آمنہ مبارک ہو تیرے بطن میں، تیرے پیٹ میں لڑکا ہے، بچہ ہے، بیٹا ہے اور بیٹا بھی کوئی معمولی نہیں، کوئی عام نہیں بلکہ تمام نبیوں کا سردار ہے پتہ چلا یہ کہ ماں کے بطن میں کیا ہے، لڑکا یا لڑکی، یہ قانون تیرے میرے لئے ہے یہ بات عوام کے لئے ہے۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول ہوتے ہیں نبی ہوتے ہیں، وَلی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے کوئی چیز چھپاتا نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں کی آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جن آنکھوں کو خود میرا رب کریم اپنی آنکھ فرماتا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے۔ میرے پاک پیغمبر نے فرمایا جو بندہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہو جاتا ہے۔ محبوب ہو جاتا ہے پیارا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ اس کے کان خدا کے کان ہوتے ہیں۔ اس کی آنکھیں خدا کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ وہ مقدس بندہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا مظہر بن جاتا ہے۔ سبحان اللہ! میرے دوستو، ذرا سوچو جب آدم علیہ السلام کی نگاہ پاک کا یہ کمال ہے کہ وہ ماں کے بطن میں سے دیکھ رہے تھے کہ یہ لڑکا ہے اور لڑکا بھی وہ جو سب سے بلند شان والا ہے۔ ایمانداری سے بتانا جب نگاہ آدم علیہ السلام کا یہ کمال ہے تو نگاہِ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کیا کمال ہوگا۔ کیا وہ ماں کے بطن سے نہیں دیکھ

سکتے تھے کہ ماں کے بطن میں لڑکا ہے یا لڑکی دیکھ لیتے تھے۔ ضرور دیکھ لیتے تھے صرف ایک حدیث پاک سنیئے اور ایمان تازہ کیجئے۔ امام المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کون سیوطی جن کے بارے دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی ملفوظات یومیہ جلد ۷ ص ۱۲۲ میں لکھتے ہیں کہ بعض اہل اللہ ایسے بھی گزرے ہیں جن کو ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشاہدہ (زیارت) رہتا تھا۔ سیوطی علیہ الرحمتہ جب کوئی حدیث سنتے تو فوراً فرماتے یہ حدیث ہے اور یہ حدیث نہیں۔ کسی نے پوچھا آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے۔ فرمایا میں حدیث سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر نظر کرتا ہوں۔ اگر بشاشت (خوش۔ مہکتا ہوا) پاتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے اگر منقبض (چہرے پر خوشی کا نہ ہونا) دیکھتا ہوں تو سمجھ جاتا ہوں کہ یہ حدیث نہیں ہے۔ پتہ چلا علامہ سیوطی نے ہر حدیث تحقیق کر کے لکھی وہ اپنی معرکۃ الآرا کتاب تاریخ الخلفاء ص ۹۷ میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن اپنی چچی اُمِ فضل حضرت عباس کی بیوی سے ملے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اُمِ فضل سے فرمایا۔

اِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ۔	اے چچی تیرے پیٹ میں ایک لڑکا ہے۔

جب یہ بچہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لے آنا عرض کی آقا ٹھیک ہے۔ حضرت اُمِ فضل نے کوئی اعتراض نہیں کیا آقا یہ غیب کی خبر ہے۔ ماں کے بطن میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ اللہ عزوجل ہی جانے آپ کو کیا پتہ۔ نا نا۔ بلکہ عرض کی ٹھیک ہے۔ حضرت اُمِ فضل فرماتی ہے مجھے یقین ہو گیا پیدا لڑکا ہی ہو گا۔

کیونکہ یہ میرے نبی کی زبان سے نکل چکا ہے اور جو بات میرے پیغمبر کے منہ سے نکلے وہ کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی کیونکہ میرا نبی اپنی مرضی سے نہیں بولتا۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے بولتا ہے۔

وہ نبی کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔	مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔

پ ۲۷

یہی بات کسی نے یوں بیان کی کہ:۔

؎ تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہو کے رہی

چند دنوں کے بعد حضرت اُمِّ فضل کے ہاں ایک چاند سا لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت اُمِّ فضل فرماتی ہیں۔ میں وہ لڑکا لے کر سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بچے کے دائیں کان میں اذان بائیں کان میں اقامت کہی اور اپنا لعابِ پاک اس بچے کے منہ میں ڈالا۔ فرمایا یہ بچی، عرض کی جی آقا۔ فرمایا میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے۔ عرض کی بہت اچھا، فرمایا اب اس خلفاء کے باپ کو لے جاؤ۔ حضرت اُمِّ فضل فرماتی ہیں میں بڑی حیران ہوئی۔ یہ سرکار نے کیا فرمایا۔ میں نے تحقیق نہیں کی، واپس گھر آئی۔ حضرت عباس کو بتایا کہ سرکار نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے اور فرمایا ہے یہ خلفاء کا باپ ہے لے جاؤ۔ حضرت عباس یہ بات سن کر سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ عرض کی آقا آپ نے میرے بیٹے کو خلفاء کا باپ کیوں فرمایا ہے۔ ابھی جوان نہیں ہوا، شادی نہیں کی، اولاد نہیں یہ

خلفاء کا باپ کیسے بن گیا۔ میرے آقا مسکرا پڑے مسکرا کر فرمایا۔ چچا جو میں کہہ رہا ہوں۔ بالکل سچ ہے۔ عرض کی آقا میں جھوٹ تو نہیں کہتا پر اس کی تشریح فرما دیجئے۔ میرے نبی نے فرمایا چچا تو اس کا بچپن دیکھ رہا ہے۔ پر میں اس کی نسل دیکھ رہا ہوں۔ چچا اس کی نسل میں بڑے بڑے خلیفے پیدا ہوں گے جو زمین پر سلطنت کریں گے۔ چچا اس کی اولاد میں سفاح ہوگا۔ اس کی نسل میں سے امام مہدی ہوگا۔ اسی کی اولاد میں سے وہ آدمی بھی ہوگا جو قیامت کے قریب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔ اللہ اکبر۔ قربان جاؤں نگاہِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر میاں یہ تو دنیا ہے۔ جس کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ دنیا قلیل ہے یہ تو کچھ بھی نہیں جن نگاہوں سے خود خدا نہیں چھپا۔ جن نگاہوں سے خالق نہیں چھپا ان نگاہوں سے مخلوق کیسے چھپ سکتی ہے۔ ان نگاہوں سے یہ زمین و آسمان کیسے چھپ سکتے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ:۔

سارے غیب اوہ جانے سوہنا تے اوہنوں دو عالم دیاں خبراں
ساڈے دل دیاں تفسیراں دیاں اوہدی نظر چہ زیراں زبراں
اوہ ہے شاناں والا سوہنا کی خبر ہووے بے خبراں
خبر ہووے گی فیر نیازی جدوں جاون گے وچ قبراں

تو عرض یہ کر رہا تھا جب پہلا مہینہ تھا نورِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو والدہ کے بطن پاک میں تو سیدنا آدم علیہ السلام نے آکر مبارک دی اور چلے گئے۔ جب دوسرا مہینہ آیا تو اسی طرح کا ایک مقدس انسان حضرت آمنہ کے پاس تشریف لائے اور آتے ہی کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

رَسُوْلَ اللّٰہ ۔ اے اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول آپ پر میرا سلام ہو
پھر اس آنے والے نے فرمایا، اے آمنہ آپ کو اوّلین اور آخرین کے سردار
کی آمد پر مبارک ہو، آپ کے بطن میں تمام کائنات کا سردار تشریف لا چکا
ہے ۔ آپ صاحبِ تاویل اور صاحبِ حدیث کی والدہ ماجدہ بننے والی ہیں
حضرت آمنہ فرماتی ہیں :۔

فَقُلْتُ لَہٗ مَنْ اَنْتَ ۔ | میں نے اُس مقدس ہستی سے سوال کیا ۔ آپ کون ہیں ۔ تو اس نے

آگے سے جواب دیا ۔

قَالَ شِیْثُ عَلَیْہِ السَّلَامُ | کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں میرا نام شیث علیہ السلام ہے ۔

اسی بات کو ایک شاعر نے یوں الفاظ میں بیان کیا کہ آپ نے فرمایا ۔

؎ اوّل آخر سب نبیاں دا تے ہے سردار توں جایا
ایسا رتبہ کسے نہ عورت تے رَبّ اپنے توں پایا

حضرت سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں جب تیسرا مہینہ آیا تو ایک اور
مقدس ہستی میرے پاس تشریف لائی ۔ انہوں نے بھی مجھے مبارک دی
اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ ۔ اے اللہ عزّ و جل کے نبی
آپ پر سلام ہو ۔ میں نے پوچھا حضور آپ کون ہیں ۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ
کا نبی ہوں ۔ میرا نام اُدریس علیہ السلام ہے ۔ میں تمہیں تمام نبیوں کے رئیس
تمام نبیوں کے امیر کی بشارت دینے آیا ہوں ۔ پھر چوتھا مہینہ آیا تو ایک عظیم
ہستی میرے پاس تشریف لائی آ کر یوں فرمایا ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اے اللہ عزّوجل کے حبیب آپ پر سلام ہو۔ پھر فرمایا۔ اے آمنہ آپ کو فاتح اور ناصر نبی کی آمد پہ مبارک ہو میں نے پُوچھا حضُور آپ کون ہیں۔ آپ کا نام کیا ہے۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں میرا نام نوح علیہ السّلام ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ پھر پانچواں مہینہ آیا تو ایک مقدّس انسان میرے پاس تشریف لاتے اور میرے پاس کھڑے ہو کر فرمایا۔ اَلسّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَفْوَۃَ اللّٰہِ۔ اے اللہ تعالیٰ کے دوست آپ پر سلام ہو، پھر فرمایا اے آمنہ آپ کو مبارک آپ اس مقدّس رسول کی ماں بننے والی ہیں جو محبوب خدا ہے، امام الانبیاء ہے اور شفاعت کبریٰ کا حقدار ہے۔ میں نے پوچھا حضور آپ کون ہیں۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں میرا نام ہُود علیہ السّلام ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ پھر چھٹا مہینہ آگیا تو پھر کسی نے خواب میں آکر میرے پاس کھڑے ہو کر یُوں کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَۃَ اللّٰہِ، اے رحمت خداوندی آپ پر میرا سلام ہو پھر اس بزرگ نے فرمایا، آمنہ تمہیں مُبارک ہو تو عزّت والے نبی کی ماں بننے والی ہے۔ میں نے پُوچھا حضُور آپ کون ہیں فرمایا اللہ کا نبی ہوں میرا نام ابراہیم علیہ السّلام ہے۔ اللہ اکبر۔ حضرت سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب ساتواں مہینہ آیا تو ایک مقدّس بزرگ میرے پاس تشریف لاتے اور آتے ہی فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنِ افْتَادَہُ اللّٰہِ۔ اے اللہ تعالیٰ کے چُنے ہوئے محبوب آپ پر سلام ہو، پھر اس بزرگ نے فرمایا، اے آمنہ آپ کو مُبارک ہو آپ بُردبار تحمّل مزاج اور حُسن وجمال کے شہنشاہ کی والدہ بننے والی

ہیں حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے پوچھا سرکار آپ کون ہیں۔ مجھے مبارکبادیاں پیش کرنے والے فرمایا۔ اَنَا اِسْمَاعِیْلُ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں میرا نام اسماعیل علیہ السلام ہے۔ حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ پھر آٹھواں مہینہ چڑا تو خواب میں مجھے ایک نورانی بزرگ کی زیارت ہوئی۔ اس نے میرے پاس آکر سب سے پہلے یوں فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ اے ساری مخلوق سے بہتر آپ پر میرا سلام ہو۔ پھر اس بزرگ نے فرمایا اے آمنہ آپ کو مبارک، حضرت آمنہ نے فرمایا کس بات کی آنے والے بزرگ نے فرمایا کہ آپ صاحب قرآن کی ماں بننے والی ہیں۔ حضرت آمنہ نے پوچھا حضور آپ کون ہیں مجھے مبارک دینے والے، فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ میرا نام موسیٰ علیہ السلام ہے۔ سبحان اللہ قربان جاؤں آمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ابھی دنیا میں جلوہ گر نہیں ہوتے۔ دنیا میں قدم انور نہیں رکھا۔ جلیل القدر نبی پہلے ہی سیدہ آمنہ کو مبارکبادیاں پیش فرما رہے ہیں۔ سلام اس مقدس مطہر منور ماں کے جن کو عظمتوں والے، عزتوں والے نبی بشارتیں دیتے رہے، مبارکبادیاں دیتے رہے، نثار جاؤں اس اپنے جانی نبی، محبوب نبی پر مقدس رسول پر جس پر اللہ تعالیٰ کے چُنے ہوتے پیغمبر سلام بھیجتے رہے۔ دائم صاحب اسی طرف اشارہ کرتے ہوتے یوں بولے کہ:۔

حق برحق رسول عربی جن تارے سلامیاں دین آتے
عیسیٰ موسیٰ سلیمان یعقوب یوسف داؤد واری سلامیاں دین آتے
احمد روح تخلیق تصدیق کر کے یار پیارے سلامیاں دین آتے
عرشی فرشی درود سلام پڑھدے دائم فرشتے سلامیاں دین آتے

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب نواں مہینہ طلوع ہوا تو عالم خواب میں ایک اور بزرگ تشریف لاتے اور آتے ہی یوں کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ رُسُلِ اللّٰہِ۔ اے سلسلہ نبوت کو ختم کرنیوالے، اے خاتم المرسلین آپ پر سلام ہو، پھر اس بزرگ نے فرمایا، اے آمنہ تمہیں مبارک ہو تیری گودی میں خاتم النبیین رسول تشریف لانے والے ہیں۔ جس کی برکت سے تیری تمام تکالیف، تمام مصیبتیں، تمام پریشانیاں، سارے دکھ درد دُور ہو جائیں گے۔

ے ہوسی اُس تے ختم نبوت تے پاک قرآن سناوے
اِس توں پچھے دنیا اندر تے کوئی ہور نبی نہ آوے
جس دا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربی تے روشن دوہیں جہانیں
آگیا فضلوں شکم تیرے وچہ تے سوہنا بچن نورانی

مولد العروس ص۴۵، نزہتہ المجالس جلد ۲ ص۱۹۰، جامع معجزات ص۲۹۹۔۳۰۲ النعمتہ الکبری ص۴۷۔۴۴۔ غرضیکہ یکم رجب شریف سے لے کر ربیع الاول شریف تک ہر مہینے میں حضرت آمنہ کو کسی نہ کسی مقدس نبی کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا۔

حضرت سیدہ آمنہ کا مقام

حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں سرکار میرے بطن میں تشریف فرما ہیں۔ آٹھواں مہینہ ہے۔ شام کے وقت میں گھر سے نکلی، چلتی چلتی میں حرم پاک میں آئی اور آکر کعبہ کا طواف کرنا شروع کر دیا۔ جب میں طواف کعبہ سے

فارغ ہوئی تو میں نے کیا دیکھا۔ کعبہ نے میرا طواف کرنا شروع کر دیا ہے۔ میں بڑی حیران ہوئی۔ میں نے کعبہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے کعبہ کیا بات ہے، ساری دنیا تیرا طواف کرے، ساری مخلوق تیرے چکر لگائے، ساری نسلِ انسانیت تیرے پھیرے لگاتے تو میرا طواف کر رہا ہے۔ میرے پھیرے لگا رہا ہے۔ کعبہ سے آواز آئی بی بی! بےشک ساری دنیا کا کعبہ میں ہوں۔ نبیوں کا کعبہ میں ہوں۔ سارے نبیوں کے صحابہ کا کعبہ میں ہوں۔ ولیوں کا کعبہ میں ہوں۔ غوثوں قطبوں کا کعبہ میں ہوں۔ ابدالوں کا اوتاروں کا کعبہ میں ہوں۔ مومنوں کا کعبہ میں ہوں۔ پر میرا کعبہ وہ بچہ ہے جو تیرے بطن پاک میں جلوہ فرما ہے سبحان اللہ! عظمت نبی پہ قربان شان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نثار جن کے صدقے سے جن کی برکت سے کعبہ بھی سیدہ آمنہ کے پھیرے لگا رہا ہے۔ چکر کاٹ رہا ہے۔ طواف کر رہا ہے، ہو سکتا ہے کوئی عقل پرست کوئی معترض اعتراض کرے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پتھر بے جان، دیواریں بے جان، کیسے چلیں، کیسے حضرت آمنہ کا چکر کاٹا کیسے پھیرے لگاتے۔ میرے دوستو بےشک پتھر بے جان، دیواریں بے جان پر وہ رب عزوجل جو پتھروں سے محبوب کے کلمے پڑھوا سکتا ہے۔ کنکریوں سے شہادت دلوا سکتا ہے۔ درختوں سے یار کی رسالت کی گواہیاں دلوا سکتا ہے۔ وہ خالق وہ مالک وہ قادر کعبہ شریف کی بے جان دیواروں سے بے جان پتھروں سے محبوب کی ماں کے ارد گرد پھیرے بھی دلوا سکتا ہے۔ پر یہ بات وہ مانے جو محبت والا ہو عشق والا ہو، آنکھ والا ہو،

کیونکہ،

؎ آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
اے دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی والدہ ماجدہ کا تو بڑا مقام ہے۔ بڑی شان ہے ہوئی جو ربّ عزّوجل کے یار کی ماں آیئے ہم سرکار کے غلاموں کی شان کا ایک واقعہ سناتے ہیں۔ سنو گے ایمان تازہ ہو جائے گا۔ امام الاولیاء حضرت سیدنا ابراہیم ابن ادھم بلخی علیہ الرحمتہ بہت بڑے بادشاہ تھے۔ علاقہ بلخ کی سلطنت آپ کے پاس تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ آپ بلخ کی بادشاہی چھوڑ کر ولایت کی سلطنت میں آجائیں آپ نے سلطنت چھوڑ دی بادشاہت کو اللہ تعالیٰ کی محبّت پر قربان کر دیا۔ پھر جنگلوں میں غاروں میں کئی سال تک اللہ تعالیٰ کی ریاضت عبادت میں لگے رہے۔ امام سفیان ثوری کے مرید بن گئے۔ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمتہ جیسے زمانے کے امام آپ کو سیّدنا اے ہمارے سردار کر کے بلاتے تھے۔ آپ ایک غار میں نو۹ سال تک عبادت کرتے رہے۔ نو۹ سال کے بعد خیال آیا اب مکہ شریف جا کر خانہ کعبہ شریف کی زیارت کرنی چاہیئے۔ چل پڑے کیسے چلے۔ میرے دوستو! میں اور آپ حج پر جائیں تو بحری جہاز، ہوائی جہاز، موٹروں، کاروں، بسوں کے ذریعے جائیں۔ لیکن حضرت ابراہیم کے چلنے پر قربان، آپ جب چلے تو ہر قدم پر دو رکعت نفل پڑھ کر چلے۔ صرف ایک بار نہیں بلکہ بلخ سے لے کر کعبہ شریف تک جتنے قدم رکھے اتنے ہی نفل پڑھے، سوچیئے کتنے نفل پڑھے ہوں گے۔ لاکھوں کروڑوں اربوں چودہ سال کے بعد آپ مکہ شریف پہنچے۔ لیکن جب آپ حرم پاک میں پہنچے

مسجد حرام میں پہنچے تو کیا دیکھا وہاں کعبہ شریف ہے ہی نہیں، خانہ کعبہ غائب ہے۔

میرے دوستو! یہاں یہ سوال پیدا ہوگا۔ جب کعبہ نہیں تھا تو لوگ طواف کس کا کر رہے تھے۔ یاد رکھو! یہ چیزیں مجھے اور آپ کو نظر نہیں آتی۔ اللہ پاک نے جس کو یہ منظر دکھانا ہو اُسی کو دکھاتا ہے۔ حضرت ابراہیم بڑے حیران ہوتے کہ کعبہ کہاں ہے۔ پھر سر آسمان کی طرف کیا رو کر کہا اے ربِّ لم یزل، اے بے نیاز تیرا کعبہ نظر نہیں آرہا کدھر ہے۔ ہاتف غیبی سے آواز آئی۔ اے ابراہیم تھوڑی دیر صبر کرو ابھی کعبہ اپنی جگہ پہ آجاتا ہے عرض کی مولا کریم پردہ گیا کہاں ہے۔ آواز آئی ابراہیم کعبہ ہماری ایک بوڑھی ضعیفہ بندی کی زیارت کرنے گیا ہے۔ حضرت ابراہیم یہ سُن کر اور حیران ہو گئے مولا کریم پردہ کون ہے، ضعیفہ وہ کون ہے، بوڑھی وہ کون ہے تیری بندی جس کی زیارت کے لئے تیرے کعبہ کو بھی چل کر جانا پڑا۔ فرمایا دیکھنا ہے تو تم بھی جاؤ دیکھو وہ کون ہے۔ حضرت ابراہیم دوڑے جنگل میں پہنچے تو کیا دیکھا حضرت رابعہ بصری علیہ الرحمۃ جنگل میں بیٹھی ہیں اور کعبہ ان کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے۔ رابعہ بصری کا طواف کر رہا ہے۔ حضرت ابراہیم جلال میں آگئے فرمایا رابعہ، فرمایا ابراہیم کیا بات ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا تم نے یہ کیا تماشہ بنا رکھا ہے۔ تم نے یہ کیا ہنگامہ بنا رکھا ہے۔ تم نے یہ کیا شور مچا رکھا ہے۔ سارے لوگ حرم میں اس کے منتظر ہیں اور تم یہاں کعبہ سے طواف کرا رہی ہو حضرت رابعہ بصری بھی جلال میں آگئیں۔ فرمایا شور میں نے نہیں مچایا۔ شور تو تم نے مچا دیا ہے لوگ کہہ رہے ہیں دیکھو ابراہیم ہر قدم پر دو نفل پڑھتا ہوا،

چودہ سال میں کعبہ کے پاس پہنچا ہے۔ ابراہیم دیکھو تو تم چودہ برس میں آتے ہو لیکن پھر بھی کعبہ کی زیارت سے محروم رہے ہے۔ لیکن ہم تک پہنچے نہیں لیکن دیکھ لو کعبہ خود چل کر ہمارے پھیرے لگا رہا ہے۔ حضرت ابراہیم کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ فرمایا رابعہ اس کی کیا وجہ ہے میں کعبہ دیکھ نہیں سکا۔ لیکن تیرا کعبہ طواف کر رہا ہے۔ فرمایا تیری میری نیت میں فرق ہے۔ تو جب چلا تھا تو تیرا ارادہ تھا میں کعبہ دیکھوں گا تو کعبہ دیکھ لو۔ لیکن جب میں بصرے سے چلی تھی یہ ارادہ لے کے چلی تھی مولا کریم ساری دنیا کعبہ دیکھنے آ رہی ہے۔ میں نے کعبہ نہیں دیکھنا بلکہ میں نے کعبہ کے خالق کو، کعبہ کے مالک کو دیکھنا ہے۔ یا اللہ عزوجل میں نے تیری دید کرنی ہے۔ سبحان اللہ۔ انیس الارواح صـ۳۴-۳۳۔ مصنف خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ۔ اسرار الاولیاء صـ۱۷۳-۱۷۲ ملفوظات خواجہ شیخ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ۔

ایک دن خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ اجمیر شریف ہندوستان میں اپنے مریدوں کے پاس تشریف فرما ہیں۔ سلسلہ کلام ہو رہا ہے۔ سارے مریدین زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں۔ دورانِ گفتگو خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مدت ہو گئی ہے میں خانہ کعبہ کا طواف کرتا تھا۔ لیکن اب حالت یہ ہے کہ کعبہ میرے گرد طواف کرتا ہے۔ دلیل العارفین صـ۱۹۰۔ مصنف خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ ہو سکتا ہے کوئی خواجہ کا منکر اس بات کا انکار کر دے ہم نہیں مانتے جی ہمیں کوئی معتبر کتاب کا حوالہ دو تو سنیئے علامہ شامی علیہ الرحمۃ درمختار جلد اوّل صـ۲۶۳۔ میں فرماتے ہیں۔ یہ علامہ شامی کون ہے جس

کو تمام سُنّی حنفی دیوبندی ملنتے ہیں۔ اسی کتاب سے فتوے دیتے ہیں علامہ
شامی فرماتے ہیں کسی نے مفتی جن و انس حضرت علامہ امام نسفی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے پوچھا کہ حضور کیا کعبہ اولیاء اللہ کی زیارت کے لئے اپنا مقام چھوڑ
کر جا سکتا ہے۔ کیا یہ کہنا شرعاً جائز ہے امام نسفی نے فرمایا۔

خَرْقُ الْعَادَةِ عَلٰی سَبِیْلِ الْکَرَامَةِ لِاَھْلِ الْوِلَایَةِ جَائِزٌ عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّةِ۔	خرقِ عادت یعنی کرامت کے طور پر اولیاء اللہ کے لئے یہ بات اہلسنّت کے نزدیک جائز ہے۔

آگے فرماتے ہیں اگر کعبہ ولی اللہ کی زیارت کے لئے چلا جائے تو کوئی
بات نہیں۔ فضا اور سمت تو اپنی جگہ موجود ہے کعبہ نام ہے فضا کا اور سمت
سجدہ کعبہ کو نہیں بلکہ خالق کائنات کو کیا جاتا ہے۔ درمختار جلد ۲ صہ ۲۹
جلد ۲ صہ ۸۶۷۔

میرے دوستو! پتہ چلا کعبہ شریف نے رابعہ بصری کے طواف کئے
چکر کاٹے پھیرے لگائے، سوچو غور کرو ایمان کی نگاہ سے توجہ کرو اگر
رابعہ بصری کے کعبہ پھیرے لگا سکتا ہے، طواف کر سکتا ہے تو کیا امام الانبیاء
محبوب کبریا سدرہ کے راہی، اللہ عزّوجل کے ماہی کی ماں کا طواف نہیں
کر سکتا۔ اللہ اکبر حضرت سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب میں کعبہ شریف کا
طواف کرکے گھر کی طرف چلی تو جو جانور مجھے دیکھتا مجھے مبارکبادیاں، جو
پتھر دیکھتا خوشخبریاں دیتا۔

ربیع الاوّل کی بارہ راتیں

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب ربیع الاوّل شریف کا چاند طلوع ہوا پہلی شب تھی۔ میرے لختِ جگر کی ولادت کا وقت نزدیک آرہا تھا۔ یکم ربیع الاوّل کی شب میں نے بڑی خوشی اور عجیب کیف وسرور کے ساتھ گزاری۔ حالانکہ صاحبِ اولاد جانتے ہیں۔ جوں جوں بچے کی ولادت کا وقت قریب آتا ہے عورت شدت درد سے بے چین ہو جاتی ہے۔ بعض کمزور عورتیں بیہوش تک ہو جاتی ہیں۔ اور ایسی حالت میں ہر عورت بڑی بیتابی سے کہتی ہے یا اللہ عزّوجل جلدی مجھے اس تکلیف سے اس پریشانی سے نجات عطا فرما لیکن قربان جاؤں آمدِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جوں جوں ولادت کے دن نزدیک آرہے ہیں۔ اپنی امی جان کو تکلیف نہیں دے رہے۔ بلکہ خالقِ کائنات کی عطا سے خوشیاں ہی خوشیاں، راحت ہی راحت عطا فرما رہے ہیں۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں جب ربیع الاوّل شریف کی دوسری رات آئی میں سوئی مجھے پوری رات آسمانوں کے فرشتے مبارکبادیاں دیتے رہے اور میرے دل کے ٹکڑے کی آمد کی بشارتیں دیتے رہے دن گزر گیا تیسری شب آئی میں اپنے بستر پر سوئی آنکھیں بند ہو گئیں لیکن دل کی آنکھیں کھل گئیں۔ عالم خواب میں خود خالقِ کائنات خود مالک زمین و آسمان نے مجھے فرمایا اے آمنہ آپ کو مبارک ہو۔ آپ کے بطن میں میرا وہ محبوب، میرا وہ حبیب، میرا وہ پیارا رسول تشریف لا چکا ہے جو کما حقہٗ جو پورے طریقے سے ہماری

نعمتوں، ہمارے احسانات کا، ہماری عطاؤں کا، مہربانیوں کا شکر ادا کرے گا۔
سبحان اللہ۔

میرے دوستو! آپ قرآن پڑھیں، احادیث مبارکہ دیکھیں، سیرت کی کتابیں کھولیں۔ کہیں یہ بات موجود نہیں کہ کوئی انسان، کوئی فرشتہ، کوئی فرد اللہ تعالیٰ کے احسانات کا کماحقہٗ دنیا میں شکر ادا کر سکتا ہو۔ لیکن واہ رے کملی والیا تیری عظمت کو سلام تو وہ اللہ تعالیٰ کا پیارا نبی ہے جو خالق کائنات کی عطاؤں کا شکر ادا کر کے دنیا سے گیا۔ اسی واسطے تو جناب مقصود صاحب نے یہ بات کہی کہ۔

ساریاں حمداں سب ثناواں نے میرے سوہنے رب جلی نوں
صبح سویرے کھڑناں دسیا تے جس نے کلی کلی نوں
جے توں راہ اللہ دا لبھناں تے مل پو پاک نبی نوں
چھڈ مقصود ناں دیوے کدھرے تے یار دی پاک گلی نوں

حضرت آمنہ فرماتی ہیں رات ختم ہو گئی دن چڑھ آیا، پھر شام ہوئی رات آئی میں حسبِ معمول بستر پہ لیٹی لیکن خدا گواہ ہے میں مکے میں لیٹی لیٹی ساری رات آسمان کے فرشتوں کی تسبیح سنتی رہی کہ فرشتے کیسے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر رہے ہیں۔

میرے دوستو! کہاں مکہ کہاں آسمانوں کی بلندیاں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری امی جان کی سماعت کا یہ عالم ہے تو حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سماعت کا کیا عالم ہوگا۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امی جان اللہ تعالیٰ کی عطا سے مکہ شریف میں لیٹے لیٹے آسمانوں سے فرشتوں

کی تسبیح کی آواز سن سکتی ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کا محبوب اللہ تعالیٰ کی عطا سے مدینہ پاک میں جلوہ فرما کر پوری اُمّت کی آوازیں نہیں سُن سکتے۔ اہلسنت وجماعت کا ایمان ہے سن سکتے ہیں۔ ایک حدیث پاک سنیئے انشاء اللہ ایمان والوں کا ایمان تازہ ہو جائے گا۔ جن کے سینوں میں ایمان ہے ہی نہیں ان کا میں ذمہ دار نہیں۔ حضور اکرم نور مجسّم سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پیارے چچا سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سرکار کے صحابی بنے کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کر لیا تو اسلام قبول کرنے کے بعد ایک دن حضرت عباس سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے کوئی بات نہیں کی۔ کوئی مسئلہ نہیں پُوچھا بس چہرہ والضحیٰ وجہ اللہ کے نوری مکھڑے کی زیارت کرتے رہے سرکار نے جب اپنے چچا جان کو اس طرح بغور دیکھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو میرے نبی نے فرمایا۔

یَا عَمُّ هَلْ لَكَ حَاجَةٌ	اے چچا جان کیا بات ہے آج اس طرح کیوں غور سے دیکھ رہے ہو۔

کوئی بات ہے تو پوچھو، حضرت عباس نے عرض کی آقا اگرچہ میں نے کلمہ آپ کا اب پڑھا ہے۔ لیکن میں آپ کی ذات سے، آپ کی شخصیت سے اس وقت سے متاثر ہوں۔ جب آپ کی عمر شریف صرف چالیس دن کی تھی۔ فرمایا وہ کیسے عرض کی حضور ایک رات چاند پورے جوبن پر تھا میں کسی کام کے لئے آپ کے گھر حاضر ہوا کیا دیکھا کہ آپ چاند سے باتیں کر رہے ہیں اور وہ آپ سے کر رہا ہے۔ لیکن میں آپ دونوں کی بولی، آپ دونوں کی گفتگو نہیں سمجھ سکا۔ آپ کیا فرما رہے ہے اور وہ آپ کو کیا جواب دے رہا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مسکرا پڑے۔ فرمایا چچا جان چلو اس وقت نہیں سمجھے تھے تو اب میں آپ کو سمجھائے دیتا ہوں۔ عرض کی ضرور، فرمایا چچا جان اس رات میری والدہ ماجدہ تھکی ہوئی تھی۔ مجھے انہوں نے پنگھوڑے میں ایک کپڑے سے باندھ دیا تھا تاکہ میں نیچے زمین پر نہ گر پڑوں وہ سو گئیں۔ میرے جسم کو تھکاوٹ کی وجہ سے تکلیف ہوئی میرا ارادہ بنا کہ میں رو پڑوں۔ اللہ تعالیٰ نے چاند سے فرمایا، اے چاند عرض کی جی رب جلیل فرمایا خیال کر میرے یار کو باتوں میں لگا لے اسے رونے نہ دینا اگر یہ رو پڑا اس کے آنسوؤں کے معصوم قطرے زمین پر گر پڑے تو قیامت تک زمین سے کوئی سبزہ پیدا نہیں ہوگا۔ اس وجہ سے چاند مجھے بہلا رہا تھا کہہ رہا تھا سرکار رونا نہیں۔ وہ مجھے دلاسے دے رہا تھا میں نے رونے کا ارادہ ترک کر دیا چاند سے باتیں کرنے لگا۔ حضرت عباس نے جب سرکار کی بات سنی تو زبان سے پکار اٹھے اللہ اکبر۔ حضرت عباس فرماتے ہیں، میں نے سرکار سے عرض کی حضور آگے میں نے ایک اور منظر بھی دیکھا فرمایا کون سا کہا آقا جدھر جدھر آپ کی انگلی جاتی ہے۔ چاند بھی ادھر ادھر مڑتا جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلی علیہ الرحمہ اسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

؎ چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

اعلیحضرت اسی بات کو مزید کھول کے بیان کرتے ہیں کہ سرکار چاند سے کیوں کھیلتے تھے۔ فرماتے ہیں۔

سے کھیلتے تھے چاند سے ۔ بچپن میں آقا اِس لئے
یہ سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور تھا

ہم ہیں مٹی کے ہمارے کھلونے بھی مٹی کے، سٹیل کے، لوہے کے، لیکن میرے آقا تھے نور کے پیکر، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یار کا کھلونا بھی نور کا بنایا حضرت عباس یہ بات کر کے جواب سُن کے گھر کی طرف جانے لگے تو میرے پاک نبی نے فرمایا، چچا عرض کی جی حضور فرمایا یہ تو بعد کی باتیں ہیں ۔ میں تمہیں اس سے بھی پہلے کی باتیں نہ بتاؤں ۔ عرض کی حضور ضرور بتایئے ۔ فرمایا یہ باتیں اس وقت کی ہیں جب میں پیدا نہیں ہوا تھا اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے بطن پاک میں تھا ۔ سرکار نے فرمایا ۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ	مجھے قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ۔
لَقَدْ کُنْتُ اَسْمَعُ صَرِیْرَ الْقَلَمِ عَلَی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ	میں ماں کے بطن میں رہتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے قلم قدرت کی آواز سُنتا تھا ۔ جب وہ لوح محفوظ پر چلتی تھی ۔

جب چاند اور فرشتے عرش اعظم کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تو میں ان کی تسبیح کی آواز ماں کے پیٹ میں سنتا تھا سبحان اللہ ۔ خصائص کبری اوّل ص۴۷ نزہتہ المجالس دوم ماثبت بالسنہ ص۸۸ ۔ تفسیر مظہری پ۱۸ ص۳۴۲ ۔ مجموعۃ الفتاوی جلد دوم مواہب لدنیہ اوّل ص۱۶۴ ۔ شواہد النبوۃ ص۶۸ ۔ معارج النبوت دوم ص۱۲۳-۱۲۲ ۔

میرے دوستو ! ذرا انصاف سے، ذرا ایمان سے، بتانا وہ نبی جو ولادت سے پہلے عرش عظیم سے قلم کے چلنے کی آواز، چاند کے سجدے کی آواز، فرشتوں کی تسبیح کی آواز سن لیتا تھا کیا وہ نبی ولادت کے بعد آج روضہ انور میں زندہ سلامت ہمارے درود و سلام کی آوازیں نہیں سُن سکتا، ضرور سنتا ہے، سُنتا رہے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں دور سے آواز سننا یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ نبیوں ولیوں کا نہیں، جو ایسا عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے۔

میرے دوستو ! ان نادانوں سے، ان توحید کے ٹھیکیداروں سے پوچھو سوال کرو کہ اللہ تعالیٰ دور ہے یا نزدیک اگر کہے دُور ہے تو کافر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بارے فرماتا ہے۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد (قرآن)	میں خدا عزّوجل ہر بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب۔

کہیں فرمایا میں پکارنے والے کی پکار سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ جب وہ ہمارے اتنے قریب ہے تو پھر دور سے سننا اس کا کمال تو نہ ہوا۔ کیونکہ جب وہ دور ہے نہیں نبی ولی ہم سے دور ہیں وہ ہماری آوازیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے سُنیں تو پھر کمال ہے۔ نبیوں ولیوں کا یہ کمال حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا ہی کمال ہے کہ اس نے اپنے محبوبوں کو یہ قوتیں، یہ طاقتیں عطا فرماتی ہیں تو بات کہاں سے نکلی تھی۔ سرکار کی والدہ فرماتی جب ربیع الاوّل کی چوتھی رات آئی تو میں نے آسمان کے ملائکہ کی تسبیح سُنی چاند طلوع ہوا، رات ختم ہو گئی صبح کا سویرا ہوا۔ پھر ربیع الاوّل شریف کی پانچویں شب آ گئی۔ حضرت آمنہ

فرماتی ہیں رات کو سوئی مجھے اللہ تعالےٰ کے جلیل القدر نبی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دیدار ہوا۔ آپ نے فرمایا بی بی آمنہ تمہیں بشارت ہو تمہیں مبارک ہو تیری گودی میں عنقریب اللہ تعالیٰ کا پیارا حبیب تشریف لانے والا ہے۔ ربیع الاول کی چھٹی رات کو میں ساری رات نور کی برسات دیکھتی رہی ساتویں رات میرے سکون اور اطمینان میں مزید اضافہ ہوا میں اپنے کو بڑی ہلکی پھلکی محسوس کرنے لگی، ربیع الاوّل شریف کی آٹھویں شب میں سوئی تو عالم خواب میں میں نے کیا دیکھا بہت سارے نوری چہرے والے، پیارے پیارے مکھڑے والے لوگ میرے ارد گرد طواف کر رہے ہیں۔ میرے چکر کاٹ رہے ہیں میں بڑی حیران ہوئی یہ کون لوگ ہیں جو میرا طواف کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے مقدس جماعت آپ کون ہیں اور میرا طواف کیوں کر رہے ہیں۔ اُن مقدس ہستیوں نے جواب دیا۔ اے بی بی ہم اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے ہیں۔ ہم تیرا طواف اس لئے کر رہے ہیں کہ امام الانبیاء، حبیبِ کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آگیا ہے۔ جناب الحاج عبدالستار نیازی فرماتے ہیں کہ ؎

رات ولادت دی جد آئی تے ہوئے جگ توں دُور ہنیرے
رقص کریندی پھردی رحمت تے سائیں عبداللہ دے ڈیرے
آمنہ دے گھر وِچ تے مُڑ مُڑ تے حُوراں مارن پھیرے
لے شاناں والفجر نیازی چن چڑھیا صُبح سویرے

جب ربیع الاوّل کی نویں شب آئی تو حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں پوری رات خوشیوں کے لمحات دیکھتی رہی۔ جب دسویں شب آئی۔

تو فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دینی شروع کر دی کہ مبارک ہو رحمۃ للعالمین کی ولادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ گیارہویں رات آئی تو میری ساری تکلیفیں دور ہو گئیں۔ جب بارہویں شب آئی تو دعائے خلیل بشارت عیسٰی علیہ السلام دنیا میں تشریف لے آئے۔ مولد العروس صـ۲۴-۲۵۔ نعمت کبریٰ صـ۸۔ جامع معجزات صـ۳۰۲۔

موسم بہاراں

جب حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دنیا سے آسمانوں کی طرف گئے ہوئے چھ سو سال گزر چکے تھے۔ حضرت ذوالقرنین کو وفات پاتے ہوئے آٹھ سو بیاسی سال ہو چکے تھے۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کو دنیا سے پردہ فرماتے ہوئے ایک ہزار آٹھ سو سال ہو چکے تھے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو وفات پائے ہوئے دو ہزار تین سو سال ہو چکے تھے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دنیا سے پردہ فرمائے ہوئے تین ہزار ستر سال ہو چکے تھے۔ سیدنا نوح علیہ السلام کو دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے چار ہزار چار سو ننانوے برس ہو چکے تھے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کو دنیا سے پردہ کئے ہوئے چھ ہزار سات سو پچاس سال بیت چکے تھے جب میرے اور آپ کے آقا نے دنیا میں قدم رکھا۔ معارج النبوت جلد ۲ صـ۸۴۔

جس رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوتی اس رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا جناب حضرت

عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ شریف کی زیارت کے لئے طواف
کعبہ کے لئے حرم پاک چلے گئے ادھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی والدہ ماجد بالکل گھر میں اکیلی کیونکہ ساس بھی وفات پا چکی تھی۔
خاوند کا سایہ بھی اٹھ چکا تھا، سسر کعبہ شریف کی زیارت کے لئے جا
چکا تھا سارے دیور اپنے اپنے گھروں میں بچوں کے ساتھ موجود تھے۔ اچانک
دردِ ولادت شروع ہوتے سیّدہ آمنہ نے ایک اپنے رشتہ دار خاتون
کو مکّہ شریف کی دائیوں کی طرف بھیجا کہ جو دائی مل جاتے بلا لاؤ آدھی رات
کا وقت وہ بی بی جس دائی کے پاس گئی اس دائی نے آنے سے انکار کر دیا۔
کیونکہ یتیم ہے پیدا ہونے والا کیا ملے گا۔ یتیم کے گھر سے کوئی دائی بلانے
پر بھی نہ آئی۔ حضرت سیّدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھوں
میں آنسو جاری ہو گئے۔ ادھر حضرت آمنہ روئیں ادھر فرشتوں کے
سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں سر جھکا کر
عرض کی مولا کریم فرمایا کیا بات ہے۔ جبرئیل نے عرض کی تیرے یار کی
ولادت کا وقت قریب ہے۔ حضرت آمنہ اکیلی ہے تنہا ہیں کوئی دائی
بلانے پر بھی نہیں آئی خالق کائنات نے فرمایا جبرئیل مکّے کی دائیاں کیوں
آتیں ہم نے انہیں خود یار کے پاس آنے ہی نہیں دیا، یا اللہ عزّ و جل کیوں؟
فرمایا مائیاں ہیں ناپاک یار میرا ہے پاک، میں پاک یار کے لئے دائیاں
بھی پاک بھیجوں گا۔ پھر خالقِ کائنات نے فرمایا۔ جبرئیل عرض کی، جی
ربِّ جلیل فرمایا جلدی کر یار کی خدمت کے لئے چار دائیوں کا انتظام کر،
چار دائیوں کا بندوبست کر عرض کی مولا کریم وہ دائیاں کس قبیلے سے ہوں

کس خاندان سے ہوں۔ کس شہر سے تعلق رکھتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ دائیاں وہ عورتیں منتخب کرنی ہیں جو آج تک کسی انسان کی دائیاں نہ بنی ہوں۔ ان کے ہاتھ بھی پاک ہوں آنکھیں بھی پاک ہوں، جسم بھی پاک ہو، کپڑے بھی پاک ہوں، دل بھی پاک ہو، عقیدہ بھی پاک ہو کیونکہ یار کا میلاد ہے ہی پاک لوگوں کے لئے کسی پلید کے لئے نہیں۔ عرض کی مولا کریم فہرست تو عطا فرما نام تو بتا بلا میں لاتا ہوں۔ فرمایا جاؤ حوّا کو حاجرہ کو، مریم کو، آسیہ کو بلاؤ یا اللہ عزّوجل یہ حوّا، یہ حاجرہ، یہ مریم تو نبیوں کی مائیں ہیں۔ فرمایا کیا ہوا آنے والا بھی امام الانبیاء ہے۔ علیہم السلام۔ اے خالق کائنات یہ آسیہ کو کیوں بلا رہا ہے۔ فرمایا ہم نے آسیہ سے وعدہ کیا تھا تو میرے کلیم کو پال، ہم تمہیں اپنے حبیب کی دائی بننے کا شرف عطا فرمائیں گے۔ حضرت جبرئیل نے عرض کی۔ مولا کریم یہ تمام بیبیاں تو فوت ہو چکی ہیں۔ اپنی اپنی قبروں میں آرام فرما ہیں۔ کیا میں قبروں پر جاؤں، پھر کیسے لاؤں؟ فرمایا گھبرا نہیں میں مسئلہ بتانا چاہتا ہوں۔ محبوبوں کی، ولیوں کی قبروں پر جانا بدعت نہیں جبرائیل کی سنت ہے۔ جبرائیل تو آواز مارتے جانا میں ان کو جگاتا جاؤں گا۔ تاکہ پتہ چل جائے اللہ تعالیٰ کے پیارے بعد وفات کے بھی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں حیات ہیں۔ سنتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جہاں چاہیں آجا سکتے ہیں۔ اسی واسطے تو محمد اعظم چشتی مرحوم فرما گئے کہ:۔

؎ اَج وی زندہ عاشق رب دے تے ذرا ویکھ نظر اُٹھا کے
قبراں اندر شاہی کردے آ ویکھ کدی اَزما کے!

سب کجھ سُن دے تے سب کجھ ویہندے سب کجھ دین مُکا کے
اعظم رب نال واصل کردے اے اکھ نال اکھ ملا کے

میاں یہ تو اللہ تعالیٰ کے مقدس نبیوں کی مقدس ازواج ہیں۔ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر ولی اپنی اپنی قبر میں زندہ حیات ہے کچھ دوست نہیں مانتے، چلو جی ہماری نہیں مانتے نہ مانو کم از کم اپنے بزرگوں کی تو مان جاؤ۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبند کے حکیم الامت ہیں۔ اُن کے بارے دیوبندیوں کے حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اپنی کتاب عالم برزخ میں ص۲۵ پر لکھتے ہیں حضرت تھانوی صاحب وفات سے دو سال قبل دانت درست کرانے کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ واپسی سے ایک دن قبل لاہور کے قبرستانوں کی زیارت کے لئے بھی نکلے ایصالِ ثواب کیا۔ حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر پہنچ کر دیر تک مراقب رہے۔ وصل بلگرامی صاحب بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے ہی یہ واقعہ تھانہ بھون میں بیان فرمایا تھا کہ جب حضرت صاحب داتا گنج بخش کے مزار سے لوٹے تو فرمایا یہ صاحب مزار کوئی بہت بڑے شخص معلوم ہوتے ہیں میں نے ہزارہا ملائکہ کو ان کے سامنے صف بستہ دیکھا ہے یہ بھی فرمایا کہ میں جب سلاطین (بادشاہوں) کے مزاروں پر پہنچا تو انہیں مساکین کی صورت میں دیکھا۔ جیسے کوئی پُرسانِ حال نہ ہو اور مساکین کو سلاطین کی صورت میں پایا۔ پتہ چلا کہ علی ہجویری داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ اپنے مزار میں زندہ ہیں اور ہزاروں فرشتے آپ کی خدمت میں غلاموں کی

طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہیں۔ اگر داتا صاحب مُردہ ہوتے تو کبھی بھی فرشتے ان کی خدمت میں کھڑے نہ ہوتے ہو سکتا ہے کوئی چالاک یہ کہہ دے کہ یہاں کہاں لکھا ہے کہ داتا صاحب اپنی قبر میں زندہ ہیں تو آیئے ہم اس بات کو تھانوی صاحب کی کتاب امداد المشتاق ص۱۱۳ سے واضح دکھا کر اپنی بات کی طرف واپس جاتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کہتے ہیں۔ ایک دن ہمارے مُرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ علیہ الرحمتہ نے اپنے پیر کی بات سناتے ہوئے ہمیں فرمایا کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا فقیر مرتا نہیں، صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے (منتقل ہونا ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ بدل لینا) فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہو گا جو ظاہری میں میری ذات سے ہوتا تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں نے حضرت کی قبر سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالتِ حیات میں اٹھاتا تھا۔

میرے دوستو! پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام ولی اپنی اپنی قبروں میں حیات ہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ نے قانون پورا کرنے کے لئے انہیں موت عطا فرما کر زمین کی اُوپر والی سطح سے اٹھا کر زمین کی نیچی سطح میں بھیج دیا صرف جگہ ہی بدلی ہے، مکان بدلا ہے، زندگی وہی برقرار ہے جب سارے ولی زندہ ہیں تو نبیوں کی حیات کی کیا بات ہے۔ پھر امام الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثنا کی حیات کا کیا عالم ہو گا کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اُمتی ہو کے بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات

کے قائل نہیں ہم تو کہتے ہیں کہ:۔

؎ مر گئے جنہاں دے او ہو ای کہن مر گئے
ساڈا ہے ہر اک تاجدار زندہ
ساڈا نبی زندہ ساڈے ولی زندہ
ہر مزار زندہ ہر دربار زندہ!

میاں صاحب کھڑی شریف والے ایسے ہی لوگوں کو مخاطب کر کے فرما گئے کہ:۔

؎ جنہاں دلاں دے ٹٹ گئے پُرزے تے ٹٹ گئیاں سب تاراں
اندر عشق نبی دا نا ہیں تے رل گئے سنگ مرداراں!

ہاں تو عرض یہ کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ حوّا، حاجرہ، مریم آسیہ ان تمام بیبیوں کو ہماری بارگاہ میں حاضر کرو۔ چاروں بیبیاں حاضر ہو گئیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ حوّا جی رَبِّ جلیل حاجرہ جی مولا کریم مریم جی رَبِّ جلیل آسیہ جی رَبِّ جلیل فرمایا تم چاروں بیبیاں اپنے ساتھ جنت کی حوریں بھی لے لو اور فرشتوں کی ایک ایک جماعت بھی لے لو سیدھا مکہ میں میرے یار کی والدہ آمنہ کے گھر چلے جاؤ۔ جب میرے محبوب کی اُمّی پُوچھے تم کون ہو، کہنا ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیاں بن کے آئیاں ہیں۔ حضرت حوّا نے عرض کی مولا کریم ہم تو دائیاں بن کے تیرے محبوب کی جائیں گی۔ پر یہ حوریں، یہ فرشتے کیوں بھیج رہا ہے۔ فرمایا تم دائیاں بننا جنت کی حوریں میرے محبوب کے قصیدے پڑھیں گی۔ فرشتے یار کی آمد پہ یار کی ولادت کی خوشی میں جلوس نکال کر خوشی کا اظہار کریں گے تاکہ پتہ

چل جائے یار کی خوشی منانا بدعت نہیں نوریوں کی سُنت ہے۔ ادھر خالق کا حکم سن کر چاروں بیبیاں جنتیں حوریں اور فرشتوں کی جماعتیں لے کر چلیں اُدھر حضرت آمنہ اپنی تنہائی پر رونے لگیں۔ جب حضرت آمنہ کی بند آنکھ، آنسوؤں والی آنکھ کھلی تو کیا دیکھا۔ حضرت آمنہ کا سارا صحن سارا گھر عورتوں سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت آمنہ حیران ہوگئیں یا اللہ عزّ وجلّ یہ عورتیں یہ حسین وجمیل بیبیاں میرے گھر کہاں سے آگئیں۔ دروازہ بند ہے کنڈی لگی ہوئی ہے۔ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی کہ ایک بی بی نے حضرت آمنہ کے قدموں کو بوسہ دیا۔ ایک بی بی نے ہاتھ چُومے۔ ایک نے ماتھے کو بوسہ دیا۔ ایک نے سر کو چُوما۔ حضرت آمنہ نے فرمایا اے بیبیوں تم کون ہو؟ بڑی پیاری ہو، تمہارے ماتھے میں نور ہے، تمہارے لبوں میں نور ہے، تمہارے چہرے پہ نور ہے۔ ان چاروں بیبیوں نے پُوچھا کہ آپ یہ کیوں پُوچھ رہی ہیں۔ حضرت آمنہ نے فرمایا۔ تم مجھے مکے کی نہیں لگتی۔ مدینہ کی نہیں لگتی۔ عرب کی نہیں لگتی۔ عجم کی نہیں لگتی۔ ان بیبیوں نے پوچھا آپ کو کیسے پتہ چل گیا۔ حضرت آمنہ نے فرمایا ہر سال یہاں مکہ پاک میں پوری نسلِ انسانی کے لوگ آتے ہیں، میں دیکھتی ہوں تم جیسا آج تک کوئی حسین وجمیل مجھے کوئی انسان نظر نہیں آیا۔ پیروں والی بی بی بولی کہ آمنہ میرا نام آسیہ ہے۔ ہاتھ چومنے والی بی بی بولی میرا نام مریم ہے ماتھا چومنے والی بولی، میرا نام ہاجرہ ہے۔ سر چومنے والی بولی میرا نام حوّا ہے۔ حضرت آمنہ نے فرمایا اے مقدس بیبیوں تم تو میری مائیں ہو، مقدس انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس مائیں ہو۔ میرے لئے قابلِ تعظیم ہو چاروں

بیبیاں بولیں ٹھیک ہے مائیں ہم ہیں پر مرتبہ تیرا زیادہ ہے۔ ہم تو عام نبیوں کی مائیں بنیں تو نبیوں کے سردار کی ماں بننے والی ہے۔ آمنہ آج ہم تیرے پاس مائیاں بن کے نہیں آئیں بلکہ محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائیاں بن کے آئیں ہیں۔ کیونکہ

بیشک اس وچہ شک نئیں کوئی تے اسیں ہاں نبیاں دیاں مائیاں
پر آمنہ تینوں مبارک ہووے تیرے لال دیاں اسیں دائیاں

حضرت آمنہ فرماتی ہیں ان چاروں بیبیوں کے قد لمبے لمبے تھے سفید رنگ کے لباس میں وہ ملبوس تھیں۔ رَائِحَۃُ الْمِسْکِ ان چاروں بیبیوں کے جسم میں کستوری اور مشک کی خوشبوئیں آرہی تھیں۔ حضرت حوّا نے فرمایا آمنہ عورتیں تو دنیا میں بڑی آئیں اور قیامت تک آتی رہیں گی۔ پر تیرے جیسی عورت دنیا میں کوئی نہیں آئے گی۔ کیونکہ سیّد البشر تمام انسانوں کے سردار کی ماں بننے والی ہیں۔ حضرت ہاجرہ نے فرمایا' اے آمنہ تیری شان جیسی کوئی شان والی بی بی دنیا میں نہیں آئے گی۔ کیونکہ تو نورِ مجسّم والیِ کائنات کی والدہ بننے والی ہے حضرت مریم بن عمران نے فرمایا اے آمنہ تیرے جیسے کوئی خوش نصیب عورت دنیا میں نہیں آسکتی کیونکہ تو زمین و آسمان ساری کائنات کے محبوب کی ماں بننے والی ہے حضرت آسیہ نے کہا اے آمنہ تیرے مقدر پہ قربان تو کتنی خوش بخت ہے کہ کہ اللہ تعالیٰ کے حبیبِ اعظم کی والدہ بننے والی ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میں اُن پاک بیبیوں کی باتیں سن کر اتنی مانوس ہوئی۔ اتنی خوش ہوئی کہ میں تمام پچھلی باتیں بھول گئی۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میں نے اُن

چاروں بیبیوں کو کہا کہ آپ کا تو پتہ چل گیا۔ آپ کون ہیں کہاں سے آئی ہیں۔ لیکن یہ دوسری عورتیں کون ہیں۔ یہ حسین و جمیل بیبیاں کہاں سے آئی ہیں حضرت حوّا نے فرمایا۔ آمنہ یہ دنیا کی عورتیں نہیں، یہ جنّت کی حوریں ہیں۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ پھر میں نے کیا دیکھا دس حوروں نے میرے گھر میں نور کی صراحیوں سے نور کے پانی کا چھڑکاؤ کرنا شروع کر دیا جس سے میرا سارا گھر نور سے معطّر ہو گیا۔ ہر طرف نور ہی نور، ہر طرف خوشبو ہی خوشبو، بہاریں ہی بہاریں۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں پھر میں نے کیا دیکھا، چھوٹے چھوٹے پرندے سبز چونچوں والے، سنہری پروں والے میرے گھر آ گئے۔ انہوں نے میرے گھر پر موتیوں کی، ہیروں کی بارش برسانا شروع کر دی۔ میں نے ان پرندوں کو مخاطب کر کے کہا، او پرندو یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ موتی یہ ہیرے کیوں لٹا رہے ہو۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں وہ پرندے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بولنے لگے۔ میرے ساتھ کلام کرنے لگے کہنے لگے اے پاک بی بی آپ کے گھر میں ایک بڑا قیمتی لاثانی حبیب آنے والا ہے آج تیرے گھر میں اللہ تعالیٰ کے یار کی آمد ہے۔ ہم سرکار کی آمد کی خوشی میں ہم کملی والے کی ولادت کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے موتی برسا رہے ہیں۔ ہیروں کی بارش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے یار کی ولادت پر کیا تقسیم کیا؟ ہیرے موتی آج ہم بارہ ربیع الاوّل کو زردے اور پلاؤ کی دیگیں تقسیم کریں تو کچھ لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل دے، محبّت رسول دے۔ المولد العروس صہ ۲۸، ۲۹۔ النعمۃ الکبریٰ صہ ۷۹، ۸۱ معارج النبوّت دوم صہ ۹۳۔ ۹۲۔ انوارِ محمدیہ، زرقانی شریف۔

حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ پھر میں نے کیا دیکھا۔

وَ یَدْ خُلُ الْمَلٰئِکَۃَ اَفْوَاجًا	فرشتے فوجوں کی فوجیں میرے گھر کے ارد گرد گھیرا ڈالے کھڑے ہیں

ان کے ہاتھوں میں سونے اور چاندی کے برتن ہیں جو کستوری مشک اور عنبر کے بھرے ہوئے ہیں وہ خوشبوئیں پورے مکہ میں بکھیر رہے ہیں اور بلند آواز سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام کی لڑیاں نچھاور کر رہے ہیں۔ النعمۃ الکبریٰ ص۱۸۔

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب سرکار کی ولادت کا وقت قریب آیا تو میں نے کیا دیکھا۔

رَاَیْتُ الْجَمَاعَۃَ	ایک بہت بڑی فرشتوں کی جماعت ہے۔
قَدْ نَزَلُوْا مِنَ السَّمَاءِ	جو آسمانوں سے اتری آسمانوں سے نازل ہوئی حالت کیا تھی۔
وَمَعَھُمْ ثَلٰاثَۃُ اَعْلَامٍ	ان فرشتوں کے پاس تین جھنڈے تھے۔ ان کا رنگ سفید تھا۔ ان جھنڈوں کا فرشتوں نے کیا کیا۔

فرماتی ہیں۔

وَعَلَمًا عَلٰی سَطْحِ دَارِیْ	ایک جھنڈا انہوں نے میرے مکان کی چھت پہ گاڑ دیا۔

وَعَلَمًا عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ	ایک جھنڈا فرشتوں نے کعبہ کی چھت پر گاڑ دیا۔
وَعَلَمًا عَلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ	تیسرا جھنڈا فرشتوں نے بیت المقدس کی چھت پر گاڑ دیا۔

زرقانی شریف ۔ مواہب لدنیہ ۔ خصائص کبریٰ ۔ مدارج النبوت ۔ نزہتہ المجالس النعمتہ الکبریٰ صہ ۱۸ ۔ مولد العروس صہ ۱۷ ۔

میرے دوستو! ہم بارہ ربیع الاوّل کے موقع پر سرکار کی ولادت کی خوشی میں چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں لگائیں تو شرک اور بدعت کے فتووں کی زد میں آجاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جھنڈیاں نہیں لگوائیں جھنڈے لگوائے گویا اللہ تعالیٰ نے اشارہ کر دیا میرے محبوب کے غلاموں ان بدنصیب کے فتووں کو نہ دیکھنا۔ ان کے فتووں سے نہ ڈرنا۔ ان کے شرک اور بدعت کے طعنوں سے نہ ڈرنا تمہیں بدعتی کہنے والے تمہیں مشرک کہنے والے خود مشرک ہیں۔ خود بدعتی ہیں تم یار کی آمد پر محبوب کی ولادت پر جھنڈے لگاتے جاؤ، خوشیاں مناتے جاؤ یہ شرک نہیں بلکہ تمہارے خالق کی تمہارے مالک کی تمہارے پالنے والے کی، تمہارے معبود کی سنت ہے۔ اسی لئے ہم ہر سنی کو کہتے کہ :-

؎ محفل نوں ہور سجا چھوڑو گھر گھر تے جھنڈیاں لا چھوڑو
کئی جھنڈیاں لان توں پہلے سوہنے پر جبرئیل نے جھنڈے لائے نے

شاعر اسلام جناب محمد مقصود مدنی صاحب نے یہی بات یوں کہی کہ :-

ہ پاک نبی جد آیا تے سوہنے رب نے جہان سجایا
آ جبریل نے کعبے اُتے تے پرچم ہتھیں لایا
سب دیاں آساں پوریاں ہویاں تے سب نے مقصد پایا
اَج مقصود خدا دا بن کے تے جگ دا مقصد آیا

میرے دوستو! ویسے خیال تو کرو۔ جب اللہ تعالیٰ جھنڈے دے کر فرشتوں کے لشکر روانہ کر کے جب یار کے آستانے، یار کے دروازے، یار کے دربار پر بھیجنے لگا ہوگا۔ تو جبریل نے ضرور پوچھا ہوگا ضرور سوال کیا ہوگا۔ یا اللہ عزّوجل یہ جلوس کیوں نکلوا رہا ہے۔ حوریں کیوں بھیج رہا ہے۔ جھنڈے کیوں لگوا رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ہوگا جبریل میں بھی چاہتا ہوں اپنے محبوب کی ولادت میں شریک ہو جاؤں۔

یہی وجہ ہے کہ:۔

حکم ہویا اَج جھنڈے لاؤ تے محبوب میرے نے آونا
محبوباں دی آمد اُتے اَج اساں وی جشن مناونا
ہویاں خوشیاں عرشاں فرشاں تے رب چوداں طبق سجائے نے
محبوب دی سوہنی آمد تے رب کعبے تے جھنڈے لائے نے
ہمارے نبی کی محفل سجی ہوتی ہے ہر دم سجی رہے گی
ہمارے سینے سے سنہری جالی لگی ہوتی ہے لگی رہے گی

میرے دوستو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خوشی ہر صاحبِ ایمان دل و جان سے کرتا ہے اور انشاء اللہ قیامت

تک کرتا رہے گا۔ ہر بندہ ہر انسان سرکار کی آمد پر خوشی اپنی استطاعت کے مطابق کرتا ہے۔ کوئی صرف جھنڈیاں لگا کر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ کوئی لائٹیں لگا کر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ کوئی اشتہار چھپوا کر خوشی مناتا ہے کوئی شامیانے لگا کر خوشی کرتا ہے۔ کوئی جلسے کرا کر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ کوئی صرف نعرے لگا کر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یار کا میلاد منایا، خالقِ کائنات نے بھی یار کی آمد پر جشن منایا، کیسے منایا؟ تو یوں سمجھیے کہ خالقِ کائنات نے فرمایا میرے محبوب کے غلاموں تم محفلِ میلاد مناؤ گے کپڑے کی دریاں بچھا کے، میں محفلِ میلاد مناتا ہوں زمین کی دری بچھا کے۔ تم شامیانے لگاؤ گے کپڑوں کے، میں شامیانے لگاؤں گا آسمانوں کے۔ تم خوشی کرو گے لائٹیں لگا کے، میں نے خوشی منائی تارے لگا کے۔ تم خوشیاں مناؤ گے ٹیوبیں اور بلب لگا کے، میں نے خوشیاں منائیں سورج اور چاند سجا کے۔ تم جھنڈے لگاؤ گے جھنڈیاں لگاؤ گے کاغذ کے، میں جھنڈیاں لگا رہا ہوں گلاب کی، موتیے کی۔ تم اشتہار چھپاؤ گے پریسوں سے، میں یار کے اشتہار بھیجوں گا صحیفوں کی شکل میں، کتابوں کی شکل میں۔ اے میری مخلوق تمہاری خوشیاں عارضی ہوں گی، میری خوشیاں باقی ہوں گی۔ تم کئی سال یار کا ذکر کرو گے۔ میں ہمیشہ سے ہمیشہ تک یار کا ذکر کرتا رہوں گا۔

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ابھی میرے بیٹے کی ولادت نہیں ہوئی میرا سارا گھر جنتی حوروں سے، فرشتوں سے بھر گیا۔ میں نے جس طرف نگاہ اٹھائی نور ہی نور ۔ ہوتا بھی کیوں

نہ آنے والا جو نور علیٰ نور تھا۔

ایک عاشق کہتا ہے کہ:۔

؎ رَبّ رونقاں نے لایاں اَج آمنہ دے ویہڑے
جنّت وچوں حوُراں آیاں گاون نبی دے سہرے
اُجڑے وَساون آیا روندے ہسان آیا!
چنگیاں تے ماڑیاں نوں گل نال لان آیا
بن حامی بیکساں دا پلٹے نے سوہنے پھیرے
رب رونقاں نے لایاں اَج آمنہ دے ویہڑے

ایک طرف سرکار کا گھر اور ایک طرف نوریوں کی بارات قربان جاؤں اس گھر کے صدقے جاؤں۔ اس مقدّس آستانے کے جنہیں اس وقت وہاں کی حاضری نصیب ہوئی۔ سرکار کی ولادت سے چند گھڑیاں پہلے سرکار کی امّی جان کو مبارکبادیاں ملنی شروع ہوگئیں کیسے کہ

؎ آئی ندا کہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جاگے تیرے نصیب
آئیں گے تیری گود میں اب اللہ کے حبیب
گودی میں تو کھلائے گی اُس اپنے لعل کو
اللہ نے کیا مہہ کامل ہلال کو!

اِدھر سے حوُریں بولیں کہ:۔

؎ کہا حوُروں نے یہ محبوب رب العالمین ہونگے
فرشتوں نے کہا سرکار ختم المرسلین ہوں گے
زمین بولی کہ یہ اسرارِ قدرت کے اَمین ہوں گے
فلک بولا ان کے بعد پیغمبر نہیں ہوں گے

جبریئل یوں کہنے لگا کہ :-

؎ مبارک ہو کہ وہ شاہ پردے سے باہر آنے والا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پر جانے والا ہے

پُرنور ساعتیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب پیدا ہوئے تو اپریل کی بائیس ۲۲ تاریخ تھی جلیٹھ کی پہلی تاریخ تھی۔ ربیع الاوّل شریف کا مہینہ تھا۔ پیر کا دن تھا۔ صبح صادق کا وقت تھا۔ جب سرکار رحمت کی نوری چادر پہن کے دنیا میں تشریف لائے۔

میرے دوستو! خیال کرو میرے اور آپ کے نبی ربیع الاوّل شریف میں آئے رمضان میں نہیں آئے۔ ذوالحجہ میں نہیں آئے۔ شعبان میں نہیں آئے۔ شب برات میں نہیں آئے۔ شب قدر میں نہیں آتے۔ آئے تو ربیع الاوّل میں آئے کیوں؟ اس کی وجہ کیا تھی۔ اس کی حکمت کیا تھی مفسرین فرماتے ہیں۔ محدثین فرماتے ہیں۔ سرکار کے غلام فرماتے ہیں کہ اس میں دو حکمتیں تھیں۔ دو وجوہات تھیں۔ دو اشارے تھے۔ پہلی حکمت یہ تھی کہ ربیع الاوّل کا معنی ہیں بہار۔ سرکار کا ربیع الاوّل میں تشریف لانا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ انسانیت کے جس گلشن میں صدیوں سے خزاں تھا۔ مایوسی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد سے اس گلشن میں اس باغ میں بہار آگئی رونقیں لگ گئیں شادابی آگئی۔ مسکراہٹ بکھر گئی۔ دوسری حکمت یہ تھی۔ اگر سرکار رمضان میں آتے شعبان میں آتے۔ ذوالحجہ میں آتے۔ شب برات میں آتے۔ شب قدر میں آتے تو کوئی منکر، کوئی گستاخ

کوئی عقل پرست، کوئی دنیا دار، کوئی بے بصیرت کہہ سکتا تھا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو مقام ملا ہے، جو عزت ملی ہے۔ جو مرتبہ اور شان عطا ہوئی ہے ان مہینوں کے صدقے سے، اِن راتوں کے طفیل۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یار کو رمضان میں نہیں، شعبان میں نہیں۔ شب برات میں نہیں، شب قدر میں نہیں ربیع الاوّل میں بھیجا۔ تاکہ پتہ چل جائے، میرے یار کو، میرے حبیب کو، میرے محبوب کو میرے رسول کو، میرے نبی کو، میرے پیغمبر کو شعبان رمضان کے صدقے مقام نہیں ملا۔ بلکہ پوری کائنات کو اگر عظمت ملی تو میرے یار کے صدقے میرے محبوب کے طفیل۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر کو پیدا ہوئے، ربیع الاوّل شریف کے مہینے میں کس تاریخ کو پیدا ہوئے۔ ۲ کو ۸ کو، ۱۰ کو، یا ۱۲ کو اس مہینے میں اختلاف ہے۔ کسی نے ۲ ربیع الاوّل کہا، کسی نے ۸ کہا، کسی نے ۱۰ کہا، لیکن مشہور روایت یہ ہے کہ سرکار ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو ہی پیدا ہوئے۔ اسی پہ تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بارہ ربیع الاوّل کو ہی پوری دنیا کے مسلمان اپنے پیارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم میلاد مناتے ہیں۔ جشنِ آمدِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دن مناتے ہیں۔ شارح بخاری حضرت علامہ امام احمد بن محمد قسطلانی شافعی مصری علیہ الرحمۃ اسی بات کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ	اور مشہور یہی ہے کہ نبی کریم

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وُلِدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ ثَانِیَ عَشَرَ رَبِیْعُ الْاَوَّلِ۔

علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر کے دن بارہ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

یہی بات محمد بن اسحٰق اور دیگر علماء نے فرمائی۔

وَعَلَیْہِ عَمَلُ اَھْلِ مَکَّۃَ قَدِیْمًا وَحَدِیْثًا وَفِیْ زِیَارَتِھِمْ مَوْضِعَ مَوْلِدِہٖ فِیْ ھٰذَا الْوَقْتِ

اور اسی بات پر تمام مکہ والوں کا قدیماً حدیثاً عمل ہے۔
اور مکہ والے آج تک بارہ ۱۲ ربیع الاول کو آپ کے پیدا ہونے کی جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔ زرقانی شریف جلد اول ص۱۳۲۔ مدارج النبوت۔

مکہ شریف والوں کا ہر سال بارہ ۱۲ ربیع الاول کو سرکار کی جائے ولادت پر حاضر ہونا وہاں جاکر زیارت کرنا اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ حضور انور نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول کو ہی پیدا ہوئے علامہ ابن الیشر نے تاریخ ابن الیشر جلد ۱ ص۲۰۵۔ علامہ محمد ابن اسحاق نے تاریخ ابن ہشام اول ص۱۶۷۔ علامہ طبری نے تاریخ طبری جلد ۳ ص ۳۲۹۔ علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ نے شواہد النبوۃ ص ۲۲ پر بھی یہی بات لکھی کہ سرکار بارہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو پیدا ہوئے۔ جب سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ رحمت عالم نور مجسم سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آیا تو پوری دنیا میں محفلِ میلاد سج گئی عرش پر بھی محفلِ میلاد ہو رہی تھی۔ فرش پر بھی، جنت کے باغات میں بھی فرشتوں

کی محفلوں میں بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبرئیل عرض کی جی ، رب جلیل نے فرمایا۔ یار کی آمد کا وقت ہونے والا ہے۔ لہٰذا آسمانوں کے دروازے کھول دو، جنت کے گیٹ بھی ہر طرف نور ہی نور کی برسات کر دو۔ پوری دنیا میں خوشیوں کے شادیانے بجا دو تاکہ ساری کائنات کو پتہ چل جاتے۔ وہ آ رہا ہے۔ جس کے صدقے یہ ساری بزمِ کائنات سجائی گئی ہے۔ اب زمین کو بھی پتہ چل گیا سرکار آ رہے ہیں۔ آسمانوں کو بھی زمین نے گڑگڑا کر بڑی عاجزی کے ساتھ انکساری کے ساتھ بارگاہِ لم یزل میں دُعا کی اپیل دائر کی کہ اے خالقِ کائنات ، اے مالک الملک فرمایا کیا ہے۔ عرض کی مولا کریم یہ بڑے بڑے پہاڑ میرے سینے پر ہیں۔ ہل میرے سینے پہ چلتے ہیں ظلم میرے سینے پہ ہوتے ہیں۔ قتل و غارت میرے اوپر ہوتے ہیں۔ کفر و شرک میرے اوپر ہوتے ہیں، شراب مجھ پر پی جاتی ہے۔ زنا مجھ پہ ہوتا ہے۔ ہر طرح کے گناہ مجھ پہ ہوتے ہیں یا اللہ عزوجل مجھ پر بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ میرا کلیجہ مصیبت سے لبریز ہو چکا ہے۔ میرے حصے میں زحمت ہی زحمت ہے اب مہربانی فرما رحمت والا محبوب میرے اوپر بھیج دے تاکہ میرا سینہ ٹھنڈا ہو جاتے۔ آسمان بولا اے رب کریم میں پاک ہوں ، کرسی پاک ہے ، لوح پاک ہے ، جنت پاک ہے ، عرش پاک ہے ، یہ سارے پاک میرے پاس ہیں تیرا یار بھی پاک ہے۔ اس پاک نبی کو اس پاک حبیب کو میرے اوپر بھیج اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبرئیل جی رب جلیل فرمایا یہ کیا کہتے ہیں۔ جبرئیل نے عرض کی مولا کریم آسمان کہتا ہے۔ تیرا یار میرے پاس آتے ، زمین کہتی ہے میرے پاس آتے۔ فرمایا جبرئیل تیرا کیا خیال ہے۔ عرض کی مولا کریم

دونوں تیرے حبیب کے طالب ہیں۔ دونوں تیرے یار کے سوالی ہیں۔ اب تو ہی حاکم ہے، قادر ہے فیصلہ فرما۔ ویسے میں تو اتنا جانتا ہوں جس نے تیرے محبوب کی خیرات مانگی تو نے اُسے کبھی خالی نہیں موڑا۔ یا اللہ عزّوجل اب کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبرئیل زمین کو بھی مبارک دے دے آسمان بھی مبارک دے دے، یا اللہ عزوجل محبوب تو دنیا میں آ رہا ہے، فرمایا نہیں محبوب تو ایک ہے۔ پھر ہو گا کیا، پھر کرے گا کیا۔ فرمایا زمین کو کہہ دے میلاد تجھ پہ ہو گا۔ آسمانوں کو کہہ دے معراج تجھ پہ ہو گا۔ زمین کو خوشخبری سنا دے محفلِ میلاد تجھ پہ ہو گی۔ آسمان کو کہہ محفل معراج تجھ پہ ہو گی۔ زمین کو کہہ دے جشنِ میلاد تیرے سینے پہ آسمان کو کہہ دے جشن معراج تیرے سینے پہ خالقِ کائنات کا فیصلہ سُن کر آسمان بھی خوش ہو گیا۔ زمین بھی مسکرا پڑی۔ اِدھر رات بولی یا اللہ عزّوجل یار کو میرے دامن میں بھیج کیونکہ میں کالی ہوں۔ دن کہنے لگا۔ مولا کریم اپنا یار میری روشنی میں بھیج کیونکہ میں بھی تیرے یار کا غلام ہوں۔ اللہ پاک نے فرمایا جبرئیل یہ کیا کہتے ہیں۔ عرض کی مولا کریم یہ بھی وہی بات کہہ رہے ہیں۔ جو زمین آسمان کہہ رہے تھے فرمایا ان دونوں کو بھی مبارک دے دو یا اللہ عزّوجل ان کو کیسے راضی کرے گا فرمایا جبرئیل میں قادر ہوں میں دونوں کو خوش کر دوں گا، عرض کی کیسے فرمایا جبرئیل رات جا رہی ہو گی۔ دن آ رہا ہو گا۔ میرا محبوب دنیا میں ظاہر ہو گا قربان جاؤں۔ سرکار کی آمد پہ نثار جاؤں محبوب کی عظمت پر محمد مقصود صاحب نے کتنی پیاری بات فرمائی کہ:۔

؎ نور ظہور نبی دا ہویا سنے رب نے کرم کمایا
چمکیا نور نبی دا ایسا تے گھر گھر چانن لایا

؎ اپنے سوہنے یار دا رَبّ نے تے آپ ہے جشن منایا
اَج مقصود میرے سب مل گئے تے عربی ڈھولا آیا

حضرت علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی محدّث علیہ الرحمتہ البیان المیلاد النبوی ص۳۴ میں فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ طیبہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ جب میرے فرزند ارجمند کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو مجھے پیاس محسوس ہوئی۔ اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السّلام میرے پاس ایک شربت کا پیالہ لے کر آئے جس کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میرے ہاتھ میں دے کر بڑی محبّت سے مجھے کہا کہ اِشْرِبِیْ اے بی بی یہ شربت نوش فرمالو۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ فَشَرِبْتُ میں نے اس پیالہ سے شربت پیا حضرت جبرئیل نے کہا بی بی جی اور پیئو میں نے اور پیا۔ پھر اس نے کہا اور پیئو میں نے پھر پیا حتیٰ کہ میں سیراب ہو گئی کوئی گنجائش نہ رہی۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے اس قدر شربت پیا لیکن اس شربت میں کمی نہیں ہوئی کمی آتی بھی کیسے وہ کوئی دنیا کا شربت تھوڑا تھا جو کم ہو جاتا ختم ہو جاتا۔ میرے اللہ عزّوجل نے آپ جنت سے یار کی والدہ کے لئے بھیجا تھا۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں جب میں نے شربت پی لیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السّلام میرے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور یوں کہنا شروع کر دیا کہ:-

اِظْهَرْ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ | اے سارے رسولوں کے سردار

اِظْهَرْ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔

اب دنیا میں تشریف لے آیئے اے ختمِ نبوّت کے سلطان اب دنیا میں ظاہر ہو جایئے۔

اِظْهَرْ یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ
اِظْهَرْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

اے ساری کائنات کی رحمت اب دنیا میں آجایئے۔ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اب دنیا میں جلوہ گر ہو جایئے۔

گویا جبرئیل کہہ رہا تھا۔

ے آجا ہن سردار رسولاں تے جبرئیل پیا الاوے
آجا ہن نبیاں دے خاتم تے بول آواز سناوے
آجا ہن رحمت عالم تے یا رسول سنائے
کرن زیارت عرشاں تائیں ملک نورانی آتے

لیکن ابھی سرکار نے اپنے نورانی قدم دنیا میں نہیں رکھے۔
جبرئیل پھر ہاتھ باندھ کر پکار پڑا کہ۔

اِظْهَرْ یَا نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ
اِظْهَرْ یَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ۔

اے اللہ تعالیٰ کے نور سے بننے والے اب آجایئے۔ اللہ تعالیٰ کی برکت سے اے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دنیا میں تشریف لے آیئے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے بِسْمِ اللّٰه کہہ کے سرکار

کو آواز ماری۔

پھر کیا ہوا حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ مجھے آثارِ ولادت شروع ہو گئے۔ اِدھر جبرئیل آوازیں مار رہا ہے۔ اُدھر رات ختم ہو رہی ہے۔ صبح صادق کا وقت ہو گیا۔ پاکستانی ٹائم کے مطابق بارہ ربیع الاوّل بائیس اپریل کو صبح چار بج کر بیس منٹ کا ٹائم تھا۔ فَوَلَدَتْ مُحَمَّداً حضرت آمنہ فرماتی ہیں محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے رات جا رہی تھی دن آ رہا تھا، ظلمت جا رہی تھی، نور آ رہا تھا، اندھیرا جا رہا تھا، سویرا آ رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے کتنا حسین پیدا فرمایا۔ میرے آقا کتنے خوبصورت ہوں گے۔ کتنی پیاری صورت ہو گی میرے محبوب کی ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یار کو جب بنایا تو یار کی مرضی سے بنایا جیسے جیسے میرے آقا کہتے گئے تخالقِ کائنات بناتا گیا۔ ہمارا یہ عقیدہ بناوٹی نہیں گھڑا ہوا نہیں مصنوعی نہیں بلکہ ہم نے یہ عقیدہ صحابیِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے لیا ہے۔ میرے پاک نبی تشریف فرما ہیں۔ صحابہ بھی ارد گرد موجود ہیں کسی بے ایمان نے کسی گستاخ نے، کسی بے ادب نے، میرے نبی کی شان میں اعتراض کیا حضرت حسان تڑپ گئے۔ عرض کی آقا فرمایا حسان کیا بات ہے، عرض کی اگر اجازت دو تو چند اشعار نعت شریف کے آپ کی خدمت میں پیش کروں تاکہ دشمنانِ نبی کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی کتنی شان ہے فرمایا حسان اگر نعت پڑھنی ہے تو ذرا ٹھہرو میں تمہارے لئے منبر بچھاؤں آقا اس کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا اس پر

کھڑے ہو کر تم میری نعت شریف پڑھنا تاکہ پتہ چل جائے نعت خوانوں کی میرے گیت گانے والوں کی، میرے ترانے پڑھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنا، ان کی خدمت کرنا۔ ان کے لئے منبر و محراب بچھانا یہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ اُم المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ حضرت حسان کے لئے مسجد میں منبر رکھتے تھے۔ کرسی بچھاتے مسند بچھاتے کیوں؟

تاکہ،

فَإِنَّمَا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اس سیج پر اس مسند پر، اس منبر پہ کھڑے ہو کر حضرت حسان اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کریں اپنے نبی کے گیت گائیں۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصیدے پڑھیں۔ جب حضرت حسان نعت پڑھتے تو صدارت نبی پاک خود کرتے اور صحابہ کرام سامعین بن کر سنتے سبحان اللہ کتنی پیاری وہ محفلِ نعت ہوتی ہوگی۔ جس کی صدارت خود والئ دوجہاں فرما رہے ہوتے ہوں گے۔ جب حضرت حسان نعت شریف پڑھ لیتے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو کر حضرت حسان کو دعاؤں سے اور انعامات سے نوازتے پھر صحابہ سے فرماتے میرے صحابہ آواز آتی، جی آقا فرمایا جانتا جانتے ہو جب

تک میرا حسّان میری نعت پڑھتا رہا ہے اس پر کتنا کرم ہوتا رہا ہے ؟ آواز آئی آقا ہمیں کیا پتہ آپ خود ہی اس کی تفصیل بیان فرما دیں۔ میرے پاک نبی فرماتے جب تک میرا حسّان میری شان کے قصیدے ترلنے گاتا رہا ہے دشمنوں کو میرے ذکر سے جلاتا رہا ہے۔ زمین پر میری نعت پڑھتا رہا ہے۔ تو اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اللہ تعالیٰ جبرئیل کے وسیلے سے جبرئیل کے واسطے سے حسّان کی مدد کرتا رہا ہے بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف سبحان اللہ یعنی مدد تو اللہ تعالیٰ کرتا رہا ہے لیکن کرتا جبرئیل کے وسیلے سے۔ اگر اللہ تعالیٰ حضرت حسان کی مدد جبرئیل کے وسیلے سے کر سکتا ہے۔ تو ہم غلامانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی مدد اپنے یار کے وسیلے سے نہیں کر سکتا ؟ کر سکتا ہے کوئی مدد مانگ کر تو دیکھے تو خیر حضرت حسان نے عرض کی آقا میں چاہتا ہوں آپ کی تعریف کروں نعت شریف پڑھوں تو نعت پڑھیں مسند بچھواتا ہوں۔ منبر بچھ گیا۔ سج سج گئی۔ کرسی لگ گئی۔ میرے نبی کی صدارت حضرت سیدنا عمر حضرت سیدنا عثمان حضرت سیّدنا مولا علی حضرت سیدنا بلال حضرت سیدنا جابر حضرت سیّدنا حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور دیگر صحابہ کبار محفل نعت میں موجود ہیں حضرت حسان نے نعت پڑھی اور کمال کر دیا۔ آقا کے سامنے آقا کے رُو برو کہا کہ وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری آنکھوں نے آج تک تجھ سے زیادہ کوئی حسین و جمیل دیکھا ہی نہیں آگے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ حسّان کہہ سکتا ہے

تیری آنکھ نے نہ دیکھا یہ تیری آنکھوں کا قصور ہے کوئی نبی سے بڑھ کر اس دنیا میں حسین موجود ہو اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وَاَکْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ۔ آقا میں نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ تجھ سے بڑھ کر آج تک کسی ماں نے ایسا حسین و جمیل جنا ہی نہیں۔ اللہ اکبر آج کل کا گستاخ نجدی مُلاں کیا کہتا ہے نبی ہماری مثل ہے پر صحابی کہتا ہے آقا تیرے جیسا کوئی نہیں ان کو شانِ نبوت کی کیا خبر اگر شانِ نبوت پوچھنی ہے تو کسی عاشق سے پوچھو قلندر گولڑہ نے جب جاگتے ہوئے سرکار کی زیارت کی تو کسی نے پوچھا سرکار نبی پاک کی زیارت کی ہے۔ فرمایا ضرور کی ہے سرکار نبی پاک کی صورت پاک کیسی تھی ہوتا آج کل کا کوئی گستاخ کہتا مجھے دیکھ لو پر وہ سید ابن سید تھا۔ ولی ابنِ ولی تھا۔ سچا عاشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا۔ فرمایا بس اور کیا بتاؤں اتنا سمجھ لو کہ:۔

مکھ چند بدر لاثانی اے
متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں!

حضور اور بھی بتاتے فرمایا اس کی شان کیا بتاؤں۔ اس کی حقیقت کیا بتاؤں، جس کی شان، جس کی حقیقت صدیق اکبر نہیں سمجھ سکے۔ پھر سرکار کیا کریں فرمایا

کوئی مثل نہ ڈھولن دی!
چپ کر مہر علی ایتھے جاہ نئیں بولن دی

یہی بات شاعر اہلسنت محمد صائم چشتی نے بیان فرمائی کہ:۔

مدنی میرا سب توں سوہنا تے زلفاں چھلے ای چھلے
سارے لوکی رب نوں بھالے رب اس نوں تھبڑے کھلے
شاناں اس دیاں سب توں اُچیاں تے بتے بتے ملے
صائم سوہنے ہور وی ہوسن پر میرے مدنی نوں تھلے ای تھلے
یار میرے دی سوہنے نشانی تے یار میرا لاثانی
سورج توں ودھ گورا مکھڑا تے چن توں ودھ پیشانی
سب قرآن اسے دی صورت تے اوہ مورت قرآنی
بھر تے ہے جیسے ہیںپے نوری صائم نے اوہدے ڈر دی کرن گدائی

حضرت حسان نے عرض کی آقا آپ سب سے زیادہ حسین و جمیل ہیں اس لئے کہ خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ آپ جب پیدا کیے گئے تو ہر عیب، ہر داغ ہر غلطی سے پاک پیدا کئے گئے وجہ کیا تھی کہ:۔ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ گویا آپ جیسے چاہتے گئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ویسے ہی پیدا کیا۔ محبوب ساری کائنات، ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے پیدا فرمایا۔ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ۔ اللہ تعالیٰ آپ فرماتا ہے۔ وہی رب ہے جس نے تمہاری ماؤں کے بطن میں تمہاری صورتیں بنائیں، جیسے وہ چاہتا رہا محبوب ساری اس نے اپنی مرضی سے بنائی آدم کو بنایا تو اپنی مرضی سے نوح کو بنایا تو اپنی مرضی سے، ابراہیم کو بنایا تو اپنی مرضی سے، یوسف کو بنایا تو اپنی مرضی سے، موسیٰ کو بنایا تو اپنی مرضی سے، عیسیٰ کو بنایا تو اپنی مرضی سے

دلیوں غوثوں قطبوں کو بنایا تو اپنی مرضی سے جس کو جس طرح چاہا بنا گیا۔ کسی کو گورا کسی کو کالا، کسی کو بینا کسی کو نابینا۔ کسی کو دو آنکھ والا کسی کو ایک آنکھ والا۔ کسی کو صحیح آنکھوں والا، کسی کو بھینگی آنکھ والا۔ لیکن محبوب جب تیری باری آئی تو بتا تا گیا وہ بنا تا گیا۔ یہ گھری لولاک کی پہنائی، زلفاں واللیل کی سجائیں، یہ پیچ جسم کے بنائے۔ پیشانی والفجر کی بنائی۔ ابرو قوسین کے بنائے سرمہ زاغ کا پہنایا۔ لب یوحیٰ کے بنائے۔ سینہ الم نشرح کا بنایا۔ کملی مزمل کی پہنائی میں یوں نہ کہوں اللہ تعالیٰ کے بنانے پر قربان تیرے آنے پر قربان بھی تو سنی کہتے ہیں

دونوں عالم کے حاجت روا آگیا
ساری دنیا کا مشکل کشا آ گیا
گود میں تیری نورِ خدا آگیا
آمنہ تیری قسمت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی لگے کھل اٹھی ہر کلی!
رشکِ جنت بنی آمنہ کی گلی!
گود میں آمنہ کے جو ظاہر ہوئی
اس رسالت کی دولت پہ لاکھوں سلام

جب دنیا میں سرکار تشریف لائے تو ادھر اللہ تعالیٰ نے بھی آواز دی۔ وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ مجھے قسم ہے اس فجر کی جس فجر میں میرا پیارا آیا۔ اللہ تعالیٰ نے صرف فجر نہیں فرمایا بلکہ فرمایا وَالْفَجْرِ الف لام لگا کر فرمایا۔ مجھے ہر فجر کی قسم نہیں بلکہ اس فجر کی قسم جس فجر میں

میرا محبوب دنیا میں تشریف لایا ادھر سرکار آئے ظلمت ختم ہو گئی نور ہی نور ہو گیا۔ کیونکہ

؎ چراغ طور جلاؤ بڑا اندھیرا ہے
نقاب رخ سے اٹھاؤ بڑا اندھیرا ہے

قربان جاؤں سرکار کی آمد پر نثار جاؤں حضرت آمنہ کے مقدر پر کیونکہ

کیڈیاں اچیاں بختاں والے جیدھا دلبر گھر آجاوے
واہ مقدر اس دھرتی دے تے جتھے قدم چا یار ٹکاوے

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رخ پاک جبریل نے دیکھا تو کیا کہا علامہ ابن جوزی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ پر درود و سلام ہو۔

پتہ چلا یہ درود پڑھنا بریلویوں کی ایجاد نہیں یہ وہ درود ہے جو ولادت کی رات حضرت جبریل بھی پڑھ رہا تھا۔ حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ میرے جسم سے کوئی خون نہیں نکلا بلکہ جب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو خرج منی نور میرے بطن سے نور نکلا۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں، میں نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا تو وہ سراپا نور تھا سر سے لے کر پاؤں تک حسن و جمال کا ہالہ آنکھیں بھی حسین ماتھا بھی حسین، چہرہ بھی حسین، ہاتھ بھی حسین، پیر بھی،

حسین ایسا حسین انسانیت میں نے آج تک کوئی بچہ دیکھا ہی نہیں ایسا جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

؎ اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھائی صورت پہ لاکھوں سلام

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو ساری کائنات میں شور مچ گیا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ خوشی سے جھومنے لگا۔ حوریں بولیں کملی والا آگیا۔ رضوان بولے والضحیٰ کے چہرے والا آگیا۔ فرش بولا میرے سینے کو آباد کرنے والا آگیا۔ مخلوق بولی ہمیں خالق سے ملانے والا آگیا۔ تو دخالق کل بولا میری امت کو رو رو کر بخشوانے والا آگیا۔ قصور کا بُلھا بولا

؎ عرش کرسی نے بانگاں ملیاں تے مکے پے گیا شور
بلھے شاہ اساں مرناں ناہیں تے مر جاسی کوئی ہور

ادھر ٹھنڈی ٹھنڈی بادِ صبا چلی اور ادھر

؎ ناگہاں ساکن ہواؤں میں روانی آگئی!
چمن کے پتے پتے پر جوانی آگئی!
رحمت حق کو بخشنے کا اک بہانہ مل گیا
حضرت آمنہ کو کُنتُ کنزاً کا خزانہ مل گیا
حضرت حسنین کو بے مثل نانا مل گیا
ہم گناہ گاروں کو بخشش کا بہانہ مل گیا

عرش سے آواز آتی رہی کہ:

؎ نورِ ازلی چمکیا غائب اندھیرا ہو گیا
کملی والا آ گیا تھاں تھاں سویرا ہو گیا

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو عرش نے کہا میرا نبی آگیا۔ کرسی نے کہا میرا نبی آگیا۔ قلم نے کہا میرا نبی آگیا۔ بہشت نے کہا میرا نبی آگیا۔ اسرافیل نے کہا میرا نبی آگیا۔ جبرائیل نے کہا میرا نبی آگیا خالق کائنات نے مسکرا کر فرمایا میرا نبی آگیا۔ تذکرۃ الواعظین صد ۲۳۱۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے حبیب ساری کائنات تیری تو میرا، میرے نبی نے عرض کی اے رب کائنات ساری دنیا اپنے پاس رکھ لے۔ مجھے صرف اُمت کی بخشش کا پروانہ عطا کر دے۔ سبحان اللہ۔

؎ میں زلف والیل توں صدقے ہاں طٰہٰ دا تاج سُہا آیا
نوری کملی پاک مزمل دی مَازَاغ دا سُرمہ پا آیا!
یٰسین دا سہرا سجدا اے سائیں بشری ویس وٹا آیا
ممتا ذکریم دا کرم ہویا سوہنا بھار اُمت دا چا آیا

مجسمہ طہارت

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ دنیا میں بڑے بڑے بچے پیدا ہوئے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ لیکن محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا انداز نرالا تھا وہ کیسے فرماتی ہیں۔ وَضَعتُہٗ مَطھُوراً جب پیدا ہوئے تو بالکل پاک صاف مَدھُونًا جسم پاک پر تیل لگا ہوا مُطَیّبًا معطر اور خوشبودار مَکحُولاً آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا۔ مَسرُوراً ہنستا مسکراتا چہرہ مَختُونًا ختنہ کیا ہوا۔ مولد العروس صـ ۱۲

الوفا۔ خصائص کبریٰ اول صفحہ ۱۳۶۔ شفا شریف اوّل صفحہ ۱۲۸۔ شواہد النبوۃ۔
قربان جاؤں ہے کوئی دنیا میں ایسا شان والا بچہ جو اس طریقے سے، اس
شان سے پیدا ہوا ہو۔ لوگ کہتے ہیں ہم نبی کی مثل ہیں۔ ان مثل بننے والے
بدنصیبوں سے پوچھو، کیا تم اور تمہاری اولاد اس شان اس عزت کے
ساتھ دنیا میں آئی ہے۔ جیسے میرے آقا جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام دنیا میں تشریف لاتے تھے۔ مولوی پیدا ہو روتا ہوا۔ مالدار
پیدا ہو روتا ہوا۔ سلطان پیدا ہو روتا ہوا۔ عوام پیدا ہو روتی ہوئی۔ خالق
کائنات کا یار پیدا ہوا مسکراتا ہوا، ہنستا ہوا، ساری دنیا کے انسان جب
پیدا ہوتے ہیں تو نکلتی ہے خون کی دھار میرے نبی پیدا ہوئے تو نکلی نور
کی چمکار مولوی غلام رسول صاحب بھی یہی بات اپنی زبان میں کہہ گئے۔

اکھاں وچہ قدرتی سُرمے دی دھاری
دلاں نوں قتل کردی جیویں کٹاری
زلیخاں اس نوں جے ویکھ لیندی
نہ پچھے یوسف مصری دے پیندی

وہ نبی ہے کون کہاں کا رہنے والا ہے۔ کس شان کا مالک ہے۔

مدینہ طیبہ دے وچہ رہن والا
خدا دے عرش تے جا کے بہن والا
قدیمی شہنشاہ عالی گھرانہ
حسین و حسن دا غمخوار نانا!

سرکار پیدا ہوتے تو مسکراتے آتے اعلیحضرت اسی بات کی طرف

اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔

؎ جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑے
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام!

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں جب محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو وَ اَعْلَنَتِ الْمَلٰئِکَۃُ سِرًّا وَّ جَهْرًا فرشتوں نے آہستہ اور بلند آواز سے اعلان کرنا شروع کر دیا کس بات کا کہ جَاءَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ۔ اے لوگو، اے کائنات میں بسنے والی اللہ تعالیٰ کی مخلوق مبارک ہو محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لا چکے ہیں۔ مولد العروس صفحہ ۲۹ فرشتے ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دے رہے تھے۔ خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ حضرت آمنہ سُن کر مسکرا رہی تھی۔

؎ بصد انداز یکتائی بغایت شانِ زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی!
فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی
جنابِ آمنہ سُنتی تھی تو یہ آواز آتی تھی
سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سُبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

یہی بات کسی نے پنجابی میں یوں بیان کی کہ۔

؎ تارے گئے اُڈیکدے پوہ پھٹی چڑیاں بولیاں دُرِّ یتیم آیا
کعبہ جھکیا ٹھکیا بُت ڈِگّے کہتے وچہ جہاں نبی کریم آیا

حضور اکرم نورِ مجسّم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیاری پھوپھی جنابہ سیّدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لاتے تو ولادت کے وقت میں بھی وہی موجود تھی۔ میں نے کئی بچوں کی ولادت دیکھی۔ کئی بچوں کا پیدا ہونا دیکھا لیکن امام الانبیاء علیہم السّلام کی ولادت پر قربان میں نے چھ کمالات چھ عجیب چیزیں دیکھیں۔ صحابہ نے پوچھا۔ مکہ کی عورتوں نے پوچھا سوال کرنے والوں نے سوال کیا بی بی وہ چھ کون سے کمالات تھے۔ چھ کون سی متعجب چیزیں تھیں۔ فرمایا جب سرکار دنیا میں تشریف لائے تو میں نے سب سے پہلے دیکھا

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے سارا گھر منوّر ہو گیا۔ روشن ہو گیا۔ سارا گھر جگمگا اٹھا۔

۲۔ دوسری بات میں نے یہ دیکھی جب سرکار پیدا ہوتے تو آپ نے آتے ہی سجدہ کیا۔

میرے دوستو! غور کرو سرکار کی پھوپھی جان کیا فرما رہی ہیں۔ حضور نے سجدہ کیا کیوں کیا؟ کس لئے کیا؟ اس لئے کیا بتانا تھا کہ میرے امتیوں میں تم جیسا نہیں تم پیدا ہو۔ تمہیں ہوش نہیں ہوتی۔ اپنی خبر نہیں ہوتی۔ لیکن دیکھو میں وہ ہوں جو پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی پہچان رکھتا ہوں۔ اس کی معرفت رکھتا ہوں، پھر خیال کرو سجدہ کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جسم بھی پاک ہو، جگہ بھی پاک ہو، لباس بھی پاک ہو، سرکار نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کر کے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ میں بھی پاک ہوں میری جلتے ولادت بھی پاک ہے۔ میری والدہ بھی پاک

ہے۔ کائنات کا ہر بچہ پیدا ہوتے وقت خود بھی ناپاک ہوتا ہے۔ جاتے ولادت بھی ناپاک کر دیتا ہے۔ والدہ کو بھی ناپاک کر دیتا ہے لیکن قربان جاؤں ولادتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ آمدِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب میرے اور آپ کے رسول آئے نبی آئے محبوب آئے خود ہی پاک ہو کر نہیں آئے۔ بلکہ میرے نبی کے آنے سے میرے نبی کی برکت سے ساری زمین پاک ہوگئی۔ ساری زمین سجدہ گاہ بن گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ مجھ سے پہلے ساری زمین ناپاک تھی لیکن جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا بخاری شریف ابو داؤد شریف جلد اوّل ص۲۲۳۔ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین میرے لئے پاک کر دی سجدہ گاہ بنا دی ہے۔ پتہ چلا جہاں حضرت آدم کے قدم لگے وہ عرفات پاک ہوا جہاں حضرت ابراہیم کے قدم لگے وہ مقام ابراہیم پاک ہوا جہاں حضرت ہاجرہ کے قدم لگے۔ وہ صفا مروہ پاک ہوگئیں۔ جہاں حضرت اسماعیل کے قدم لگے وہ زمزم کا کنواں پاک ہوا جب میرے نبی کے قدم لگے ساری کائنات پاک ہوگئی۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر سجدے میں رکھا تو سجدے میں سر رکھ کر کیا پڑھا۔

میرے دوستو! میں سجدہ کروں آپ سجدہ کریں دنیا کا کوئی مسلمان سجدہ کرے وہ کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پاک ہے میرا پالنے والا جو سب سے بلند و بالا ہے۔ لیکن میرے نبی نے سجدہ میں کیا کہا۔ یَا رَبِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ۔ اے میرے پالنے والے۔

اے خالقِ کائنات فرمایا کیا بات ہے میرے حبیب عرض کی مجھے میری اُمت بخش دے۔ میری اُمت کی خطاؤں کو معاف کر دے۔ سرور القلوب ص۱۲ نصرت الواعظین ص۱۵۵ معارج النبوت۔

سبحان اللہ! قربان جاؤں اپنے نبی کی شفقت پر، اپنے نبی کی یادگیری پر جس نے ولادت کے وقت بھی ہمیں نہیں بھلایا جس نے جوانی میں ہمیں نہیں بھلایا جس نے معراج کی شب ہمیں نہیں بھلایا جس نے وفات کے وقت بھی ہمیں نہیں بھلایا۔ جو قبر میں ہمیں نہیں بھولا جو حشر میں ہمیں نہیں بھولے گا۔ کتنے بدنصیب ہیں وہ اُمتی کتنے بدبخت ہیں وہ کلمہ پڑھنے والے کتنے بیوفا ہیں وہ مسلمان جو زندگی میں جو اپنی حیات میں نبی کو بھول جاتے کچھ تو ایسے بھی بدنصیب ہیں جو نبی کے ذکر سے گھبراتے ہیں۔ نبی کے نام سے پریشان ہوتے ہیں۔ جشن ولادت سے ڈرے ہوتے ہیں نبی کے جلوس سے پریشان ہیں لیکن جو باوفا اُمتی ہیں جو غلام کلمہ گو ہیں وہ تو یوں کہتے ہیں کہ:-

؎ جن کے لب پہ رہا اُمتی اُمتی یاد اُن کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں اُمتی تم کہو یا نبی میں حاضر ہوں تیری چاکری کیلئے

اعلیٰحضرت یوں عقیدت کے گجرے پیش کرتے ہیں کہ:-

؎ پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگاری اُمت پہ لاکھوں سلام!

کسی نے یوں کہا کہ:-

؎ ولادت ہوندیاں سوہنے نے سر سجدے وچہ رکھیا
گناہ گاراں نوں بخشن آیا خطاواں مُسکرا پتیاں

محمد اعظم چشتی یوں بولے کہ:۔

؎ لے کے پہلو میں غمِ اُمتِ نادار آئے
اُمتی اُمتی کہتے ہوئے سرکار آئے
سُن کے سرکار مدینہ کی ولادت کی خبر
ہر گناہ گار پکارا میرے غم خوار آئے
فرش والوں کے مقدر کا ستارہ چمکا
شور اُٹھا کہ غریبوں کے مددگار آئے
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
وہ مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

کوئی یوں کہنے لگا کہ:۔

؎ آیا رب دا حبیب لے پیارا عرب دا ستارہ تے دکھاں دیاں ماریاں دسی گل بن گئی
دگے نکے وچہ رحمت دا دھارا تے جھنڈا اُنتیں کنارہ تے پیاسیاں وچاریاں دی گل بن گئی
سوہنا دنیا اُتے جدوں آیا پہلوں سجدے وچہ سر نوں جھکایا
پھر نبی مصطفیٰ ہنجو اکھیوں بہا لب نکے جتے ہلا !
کیتا اُمت دے درداں دا چارا مکا دکھ سارا
تے عاصیاں نکاریاں دی گل بن گئی !

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدے میں سر رکھ کر عرض کی اے مالک، اے رازق، اے معبود میری اُمت مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا سبحان ہم نے تیری اُمت تجھے بخش دی۔ خالقِ کائنات نے پھر فرشتوں کو آواز ماری۔ اے میرے فرشتو! عرض کی

جی رَبِّ کریم فرمایا۔

اُشْہِدُ یَامَلَائِکَتِیْ — تم سارے گواہ ہو جاؤ

فرشتوں نے کہا مولا کس بات پر فرمایا، اس پر کہ،

اَنَّ حَبِیْبِیْ لَایَنْسٰی اُمَّتَہٗ عِنْدَ الْوِلَادَۃِ فَکَیْفَ یَنْسَاھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ — جب میرا حبیب ولادت کے وقت اپنی اُمّت کو نہیں بھولا۔ تو قیامت کے دن کیسے اُمّت کو بھلا سکتا ہے۔

اللہ اکبر، میرے دوستو! بعض نجدی وہابی دیوبندی کہتے ہیں، لو دیکھو جی سُنّیوں نے عوام کو خوش کرنے کے لئے کیسے کیسے واقعات گھڑے ہوتے ہیں۔ یہ سب موضوع ہیں۔ من گھڑت ہیں کیوں؟ کہ دیکھو ناں جی نبی بھی انسان تھے اور انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اس کو تو پتہ نہیں ہوتا بڑا ہو کر بولتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اُمّت کی بخشش کی دعا مانگی۔

محترم سامعین کرام پتہ ہے یہ سوال گستاخانِ نبی کو کیوں سُوجھے؟ اس لئے کہ انہوں نے نبیوں کو اپنی طرح محض بندہ سمجھ رکھا ہے۔ جس طرح ہم ہیں۔ اسی طرح نبی بھی تھے۔ یہی بدنصیبی ہے، یہی بدبختی ہے، یہی سے شیطان بندے کو گمراہ کرتا ہے۔ میرے دوستو یاد رکھو نبی اور اُمّتی میں بڑا فرق ہے کہاں اُمّتی کہاں نبی، قرآن پاک کا پارہ ۱۶ کا مطالعہ کر کے دیکھو سورہ مریم پڑھو اللہ تعالیٰ نے جب اپنی قدرتِ کاملہ کا دنیا کو نظارہ کرانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرائیل سے فرمایا۔ جبرائیل جی رَبِّ جلیل فرمایا

میرا پروگرام ہے کہ میں ایک نبی پیدا کروں اور وہ ہو بھی بغیر باپ کے تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے میں خالق قادر بغیر والد کے بغیر باپ کے بھی لڑکا عطا کر سکتا ہوں اور لڑکا بھی نبی۔ عرض کی، یا اللہ عزوجل میرے لئے کیا حکم ہے فرمایا تو جا بیت المقدس میں ہماری ایک بندی مریم رہتی ہے۔ اس کے گریبان میں پھونک مار آ۔ یا اللہ عزوجل وہ کیوں فرمایا میں بتانا چاہتا ہوں۔ میں پھونکوں سے بھی بیٹے دے سکتا ہوں۔ حضرت جبرائیل گئے حضرت مریم کے گریبان میں پھونک مارا اور فرمایا مریم یہ پھونک معمولی نہ سمجھنا اس پھونک کی برکت سے اللہ تعالیٰ تجھے بغیر شادی کے ایک بڑا پیارا لڑکا عطا فرمائے گا اور وہ ہوگا وہ نبی گھبرانا نہیں، جب بیٹا پیدا ہو تو بیت المقدس سے باہر جنگل میں چلی جانا اللہ تعالیٰ کا حکم تھا دن پورے ہو گئے۔ حضرت مریم بیت المقدس سے دور جنگل میں ایک مقام بیت لحم میں چلی گئیں۔ وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت مریم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ خالق کائنات نے فرمایا مریم بیٹا دیکھ کتنا پیارا ہے، روتی کیوں ہے۔ مسکرا کر عرض کی، اے خالق کائنات بیٹا تو بڑا پیارا ہے۔ بڑا حسین و جمیل چاند کو شرمانے والا ہے حسن و جمال کا پیکر ہے۔ پر رو اس لئے رہی ہوں میری شادی نہیں ہوئی۔ میری ڈولی نہیں اٹھی۔ میرا نکاح نہیں ہوا۔ میری بارات نہیں آئی۔ بچہ ہو گیا لوگ دیکھیں گے، طعنے دیں گے ڈر رہی ہوں کیا کروں گی۔ کیا جواب دوں گی۔ خالق کائنات نے فرمایا۔ گھبرا نہیں مولا کریم کیوں فرمایا جب تو بیٹے کو لے کر اپنے گھر جائے اپنے ڈیرے پر پہنچے کوئی بندہ کوئی انسان

کوئی بشر تجھ سے سوال کرے تو تم نہیں بولنا یا اللہ عزّوجل جب قوم بلاتے گی بولنا تو پڑے گا۔ فرمایا تو نہ بولنا بلکہ اشارے سے ہاتھ کرنا، کنایوں سے کہہ دینا

فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا۔ | تو اشاروں سے کہہ دینا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خاموشی کا روزہ رکھا ہے۔

لہٰذا مجھ سے بات نہ کرو کیونکہ

فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا | میں آج کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔

پ ۱۶ سورۃ مریم رکوع ۵

اشارہ کرنا تیرا کام آگے کام دکھانا میرا کام ہے۔

شان بیان نہ کریں بنی دا تے رکھیں بھید پوشیدہ
آپ جواب سُنا سی اُس نوں تے جس دا بُرا عقیدہ

اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر مریم خاموش ہو گئیں۔ پیارے بیٹے جناب عیسٰی علیہ السلام کو گودی میں اٹھایا اور بیت المقدس میں تشریف لے آئیں۔ جب سیدہ مریم بیٹے کو لے کر اپنے شہر پہنچی تو لوگ حیران ہو گئے کہ مریم نے یہ بچہ کہاں سے لیا ہے کیونکہ ابھی یہ دلہن نہیں بنی، شادی نہیں ہوئی یہ بچہ آیا کہاں سے ہے تحقیق کی پتہ کیا یہ بچہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کس کا بیٹا ہے؟ تحقیق کرنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ بچہ تو مریم کا ہے۔ یہ تو اس کا اپنا لختِ جگر ہے اس کا اپنا بیٹا ہے۔ قوم حیران ہو گئی کہ یہ کیا ہوا سارے شہر کے معززین، راہبین، علماء، عوام الناس اکٹھے ہو کر حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آتے سوال کرنے لگے، پوچھنے لگے کہ اے مریم تم

نے یہ کیا غضب کیا ہے۔ تمہاری شادی نہیں ہوئی تم بغیر شادی کے بغیر نکاح کے بیٹے کی ماں بن گئی ہو تمہارا خاندان تو ایسا نہیں تھا۔ تمہارے قبیلے میں تو کوئی ایسا آدمی نہیں تھا۔ تیری ماں نیک تھی۔ تیرا باپ ولی تھا۔ تم ولیوں کی اولاد ہو۔ بولو جواب دو۔ یہ کیوں گناہ کیا، یہ کیوں جرم کیا۔ جیسے منہ ویسی باتیں اللہ تعالیٰ کا قرآن ان لوگوں کی باتوں کی ترجمانی کرتے ہوئے اشارہ فرماتا ہے کہ:۔

قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا	لوگوں نے کہا اے مریم تو نے یہ بہت بری بات کی ہے
يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا۔	اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہیں تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ پھر تو نے یہ قدم کیوں اٹھایا۔

اللہ اکبر۔ میرے دوستو! گھر گھر میں ہر انسان کی زبان پر یہی بات تھی۔ یہی سوال تھا کہ مریم نے بہت بڑا جرم کیا ہے۔ کوئی بدکار کوئی عام آدمی کر لیتا تو کوئی بات نہ تھی یہ تو ولیوں کی نیک لوگوں کی اولاد ہے۔ اس نے یہ کیوں کیا۔

؎ ایہہ گل چار چوفیرے ٹر پئی تے خلقت منہ پئی جوڑے
کرن ملامت بی بی تائیں تے کون انہاں نوں موڑے

سارے ظاہر بین لوگ تھے۔ سب ظاہر دیکھنے والے تھے۔ کوئی باطن دیکھنے والا نہ تھا کسی کو حضرت مریم کی شان کا مقام کا عظمت کا پتہ نہ تھا سب معترضین تھے۔ سب سوال کرنے والے سب الزام لگانے والے تھے۔ کوئی صفائی پیش کرنے والا کوئی جواب دینے والا نہ تھا۔ حضرت مریم لوگوں

کے سوال سن کر اعتراض سن کر پریشان ہو گئیں۔ آنکھوں میں آنسو، سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ عرض کی اے خالق کائنات اب بتائیں کیا تو کو جواب دوں۔ یہ تو سوال پہ سوال کر رہے ہیں۔ الزام تراشیاں کر رہے ہیں۔ خالق کائنات نے فرمایا۔ مریم گھبرا نہیں پریشان نہ ہو۔ جو مالک جو خالق جو قادر تجھے بغیر باپ کے بیٹا دے سکتا ہے۔ وہ تیری عزت بھی تیری عصمت بھی لوگوں سے بچا سکتا ہے۔ فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ۔ تو نہ بول بلکہ اپنے بیٹے کی طرف میرے نبی کی طرف اشارہ کر دے قوم کو کہہ دے۔ اے میری قوم مجھ سے نہ پوچھ کہ یہ بچہ کہاں سے لائی ہوں۔ بلکہ خود اس بچہ سے پوچھو اے گود میں کھیلنے والے اے حسن وجمال کے پیکر تو کون ہے کہاں سے آیا ہے کیوں آیا ہے؟ اللہ غنی۔

اوڑک جس دم کول بی بی دے تے شور پیو نے بھالا
ہو لاچار بی بی ول لڑکے تے رکیتا اوردوں اشارا

مالکِ کُل کا حکم سن کر حضرت مریم نے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ اے معترضین مجھ پر اعتراض نہ کرو بلکہ اس بچہ سے خود ہی پوچھ لو۔ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو غصہ میں آ گئے کہنے لگے کہ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ اے مریم یہ کیا مذاق کر رہی ہو ہم اس بچہ سے کیسے کلام کریں، کیسے پوچھیں، کیسے سوال کریں کیونکہ:۔

مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا۔	جو ابھی پنگھوڑے میں کھیلنے والا ہے۔

خیال کر کبھی بچے بھی بولے ہیں دودھ پینے والے بھی کلام کرتے ہیں۔ انہوں

سنے یہ بات کیوں کہی۔ اس لئے کہ انھوں نے حضرت عیسٰی کو اپنے بچوں جیسا تصور کیا۔ جیسے ہمارے بچے بچپن میں دودھ پینے کی حالت میں نہیں بولتے یہ بھی نہیں بولے گا۔ جیسے آج کل کلمہ پڑھنے والوں نے نبی پاک کو اپنے جیسا سمجھا ہوا ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان ص۵۶ پر یہ عبارت لکھتا ہے۔ اولیاء، انبیاء، امام، امام زادے، شہید جتنے بھی اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز ہیں اور ہمارے بھائی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو اُن کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ ذرا دیکھو ان بدنصیبوں کی حیرت بیجا۔ کہ بھائی بنے کے شوقین ہیں۔ ویسے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک مسلمان نبی پاک کو اپنا بڑا بھائی مان لیا جائے تو اس میں کیا خرابی لازم آئے گی؟ آپ کو نہیں پتہ تو آتے ہیں آپ کو بتاتا ہوں۔ بھائی کو بندہ جیسے بلانے کوئی پابندی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی کو جب بھی بلاؤ تو ادب سے بلاؤ نام لے کر نہ بلاؤ۔ بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہہ کے بلاؤ۔ بھائی کے سامنے بندہ چیخ کر بلند آواز سے بولے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ دربارِ نبوت میں بولنے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرماتا ہے کہ اپنی آواز میرے نبی کی آواز سے اونچا نہ کرنا وگرنہ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ تمہارے اعمال برباد کر دونگا تمہیں پتہ ہی نہیں چلے گا بھائی کی بیوی بھابی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ میرے نبی کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔

ہم کھائیں پیئیں تو پیشاب پاخانہ بنتا ہے نبی کھائے پیئے تو نورِ الٰہی بنتا ہے
ہم چلیں تو ہمارا سایہ بنے چلے تو سرکار کا سایہ نہ تھا۔ ہم ایمان لینے آئے نبی

ایمان دینے آیا اسی طرح آپ تحقیق کرنے جائیں تو ہزاروں فرق نظر آئیں گے تو میرے دوستو! اپنا ایمان رکھو ہم نبی کے بھائی نہیں، نبی کے غلام ہیں تو بات کہاں سے نکلی۔ قوم نے کہا کہ ہم اس بچے سے کیسے سوال کریں کبھی بچے بھی بولے ہیں۔ حضرت مریم نے اشارہ فرمایا کہ تم بلا کر تو دیکھو یہ عام بچہ نہیں، یہ تمہارے بچوں جیسا نہیں، بلکہ یہ بڑا عظمت والا ہے، وقار اور مقام والا بچہ ہے۔ قوم نے مجبور ہو کر بچے سے سوال کیا۔ اس مجمع میں ان لوگوں میں حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام بھی موجود تھے تو سب سے پہلے حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

یَا سَیِّدِی کَلِّمْ	اے میرے سردار

اے میرے بھائی اب بول اب کلام کر اس وقت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عمر مبارک صرف بارہ گھنٹے تھی۔ تفسیر نور العرفان ص ۴۸۹۔ ظہر کا وقت تھا آپ اپنی امی کی گود میں پردے کے نیچے دودھ نوش فرما رہے تھے۔ قوم کا سوال سن کر جناب یحییٰ علیہ السلام کی بات سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے امی جان کا دودھ پینا چھوڑ دیا۔ ماں نے بیٹے کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو سرخ و سفید چہرہ چمکتی پیشانی، دمکتی آنکھیں حسن قدرت کا شاہکار جناب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اے میری ماں پر برائی کا الزام لگانے والو، میری ماں پر طرح طرح کی باتیں کہنے والو سنو میں کون ہوں کیا لے کر آیا ہوں۔ کیا بن کے آیا کہاں سے آیا ہوں اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔

اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ	اس نے مجھے کتاب دی ہے۔

وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ○ اور میں نبی بن کے آیا ہوں۔

نبی بن کے آیا ہوں تفسیر نعیمی پ۱۶ ص۱۹۹۔

س عیسیٰ بولے میں بندہ رب دا تے نال کتاب لیایا

برکت عظمت والا مینوں تے رب سنے نبی بنایا

میرے دوستو! خیال کرو قرآن کہتا ہے جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام صرف بارہ گھنٹے کی عمر میں بولے تو کیا بولے میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ نبی بن کے آیا ہوں۔ کتاب لے کے آیا ہوں۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کون ہیں جو اب آسمانوں پر زندہ ہیں۔ میرے پاک نبی نے فرمایا صحابہ عرض کی جی آقا فرمایا جب قیامت قریب آئے گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں سے زمین پر نازل فرمائے گا۔ صحابہ نے عرض کی آقا آپ تو کہتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ فرمایا عیسیٰ نبی بن کے نہیں آئے گا۔ میرا امتی بن کے آئے گا۔ جب امتی کا یہ مقام ہے۔ جب مقتدی کا یہ حال ہے کہ پیدا ہوتے ہی بول پڑا تو امام الانبیاء کا کیا مقام ہو گا۔ اگر سرکار ولادت کے وقت اپنی اُمت کی بخشش کے لئے بولیں تو کون سی تعجب کی بات ہے تو عرض یہ کر رہا تھا کہ نبی کریم علیہ السلام کی پھوپھی جان فرماتی ہیں کہ جب سرکار پیدا ہوتے تو آپ نے آتے ہی سر سجدے میں رکھ دیا۔ جب سر سجدے سے اٹھایا تو بلند آواز سے یہ فرمایا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔	اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

تیسرا کمال میں نے یہ دیکھا میرے نبی کا جسم انور بالکل صاف تھا۔
حضرت صفیہ فرماتی ہیں۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں اپنے بھتیجے کو نہلاؤں غسل دوں لیکن پردہ غیب سے آواز آئی۔ اے صفیہ میرے محبوب کو غسل نہ دینا۔
حضرت صفیہ نے عرض کی اے خالق کائنات دنیا کے ہر بچے کو ولادت کے بعد نہلایا جاتا ہے۔ غسل دیا جاتا ہے۔ اس کو کیوں نہ دوں۔ فرمایا میرے یار کو عام بچوں کی طرح خیال نہ کر وہ عام ہیں یہ خاص ہے۔ وہ با مثل ہیں یہ بے مثل ہے۔ وہ خاکی ہیں یہ نوری ہے۔ وہ اُمتی ہیں یہ رسول ہے وہ ناپاک ہو کے آتے ہیں۔ یہ پاک ہو کے آیا ہے وہ پاک ہونے آتے ہیں۔ یہ پاک کرنے آیا ہے۔ وہ لینے آتے ہیں یہ دینے آیا ہے۔ وہ سیکھنے آتے ہیں یہ سکھانے آیا ہے۔ وہ روتے آتے ہیں یہ مسکراتا آیا ہے۔ وہ روتے ہیں یہ چپ کرانے آیا ہے۔ وہ یہاں آ کے پڑھتے لکھتے ہیں یہ سب پڑھ کے آیا ہے۔ وہ لا الٰہ پڑھنے آتے ہیں یہ پڑھا کر جنت دینے آیا ہے اسی لئے تو سُنّی کہتے ہیں کہ:۔

ے پاک نبی دے در تے آجاتے مہر جا دھون نوا کے
راہ شریعت والا بُھل سی تے سارے راہ بُھلا کے
دیوے دعا ذاں کملی والا تے خیر کرم دا پا کے
لے مقصود توں سارے دل دا تے در اوہدے تے جا کے

حضرت صفیہ فرماتی ہیں پھر میں نے سرمہ ڈالنے کا ارادہ کیا تو آواز آئی صفیہ کیا کرنے لگی ہے۔ میں نے کہا اپنے بیٹے کو سُرمہ ڈالنے لگی ہوں فرمایا تو سُرمہ لگائے گی۔ مکہ کا تو سرمہ لگاتے گی۔ یمن کا تو سُرمہ لگائے گی۔

شام کا تو سُرمہ لگائے گی۔ ایران کا میں نے یار کو سُرمہ پہنایا ہے۔ مَا زَاغَ کا تیرا سُرمہ صبح تک آنکھوں سے نکل جائے گا۔ میرا سرمہ حشر تک نکل سکتا ہی نہیں۔ قربان جاؤں آقا تیری آمد پر، جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں بچّہ کو نہلاتی ہے سنوارتی ہے، سجاتی ہے، بناتی ہے پر تجھے خود خالقِ کائنات نے بنا سنوار کر دنیا میں بھیجا۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں جب سرکار پیدا ہوتے تو میں نے خیال کیا کہ یہ لڑکا ہے۔ یا لڑکی دیکھوں تو سہی جب میں نے دیکھا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ختنہ بھی کیا ہوا تھا اور ناف بھی کٹی ہوئی تھی۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں۔ پھر میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو کُرتہ پہنانے کا ارادہ کیا تو میں نے کیا دیکھا سرکار کی پُشتِ انور پر مہرِ نبوّت لگی ہوئی ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ معارج النبوّت جلد ۲ ص ۹۸۔ شواہد النبوّت ص ۵۵۔ خصائص کبریٰ انوارِ محمّدیہ۔

مختارِ کُل نبی

سرکار پیدا ہوئے تو بہار ہی بہار آگئی۔ حضرت سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں جب میرے لختِ جگر دنیا میں تشریف لائے تو اچانک ان کو میری نظروں سے چھپا لیا گیا۔ حضور میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں بڑی پریشان ہوئی۔ غائب سے آواز آئی آمنہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تیرا لختِ جگر ابھی تیری گود میں واپس تشریف لائے گا۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ پھر میں نے ایک آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ:۔

طُوْفُوْا بِہٖ مَشَارِقَ	کملی والے کو زمین کے مشارق

الْاَرْضَ وَمَغَارِبَهَا	اور مغارب کی طرف یعنی پوری زمین میں پھراؤ۔ پوری زمین کی

سیر کراؤ۔ خشکی میں بھی لے جاؤ۔ تری میں بھی، پہاڑوں کی بھی سیر کراؤ، دریاؤں اور سمندروں کی بھی سیر کراؤ۔ یا اللہ عزوجل کیوں پھرائیں کیوں سیر کرائیں فرمایا:۔

لِيَعْرِفُوْهُ بِاسْمِهٖ	تاکہ ساری کائنات کو پتہ چل جائے

ساری کائنات کو معلوم ہوجائے، رب کا ماہی، سدرہ کا راہی، بے سہاروں کا سہارا، یتیموں کا ماوی و ملجا، بے کسوں کا کس، بے بسوں کا بس، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لا چکے ہیں۔ کملی والا دنیا میں آچکا ہے۔ اللہ اکبر۔ قربان تیری آمد پہ۔

دو جگ دے وچہ چانن ہویا تے فضل خدا فرمایا
میرا سوہنا مدنی ماہی تے مکے دے وچہ آیا
آمنہ بی بی دے گھر اندر تے حوراں نی ڈیرا لایا
مل گیا اَج مقصود دلاں دا تے نور خدا برسایا

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں تھوڑی دیر کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود میں تشریف لائے۔ آپ کے جسم پاک کو جبرئیل نے جنتی لباس میں لپیٹا ہوا تھا۔ جب سرکار میرے پاس تشریف لائے تو آواز آئی میرے محبوب اللہ تعالیٰ نے آپ کو آدم علیہ السلام کا اخلاق عطا فرمایا ہے۔ شیث علیہ السلام کی معرفت عطا فرمائی ہے نوح علیہ السلام کی بہادری عطا فرمائی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور حلم عطا فرمایا

ہے۔ اسماعیل علیہ السلام کی زبان عطا فرمائی۔ اسحاق علیہ السلام کی رضا عطا فرماتی۔ صالح علیہ السلام جیسی فصاحت عطا فرمائی۔ لوط علیہ السلام جیسی حکمت عطا فرمائی۔ یعقوب علیہ السلام جیسی بشارت عطا فرمائی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جیسی قوت عطا فرمائی ہے۔ یوشع علیہ السلام جیسا جذبہ جہاد عطا فرمایا ہے۔ داؤد علیہ السلام جیسی پیاری اور خوبصورت آواز عطا فرمائی ہے۔ ایوب علیہ السلام جیسا صبر جمیل عطا فرمایا ہے۔ یونس علیہ السلام جیسی تسبیح عطا فرمائی ہے۔ سلیمان علیہ السلام جیسی ہیبت اور شان و شوکت عطا فرمائی ہے۔ دانیال علیہ السلام جیسی محبت عطا فرمائی ہے۔ الیاس علیہ السلام کی طرح وقار عطا فرمایا۔ یحییٰ علیہ السلام کی عصمت جیسی عصمت عطا فرمائی ہے۔ زکریا علیہ السلام جیسا زہد عطا فرمایا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام جیسا تقویٰ عطا فرمایا ہے۔ خضر علیہ السلام جیسا علم عطا فرمایا ہے۔ گویا محبوب سارے نبیوں کو جو میں نے فرداً فرداً کمالات عطا فرمائے ہیں وہ تمام کمالات اکٹھے کر کے محبوب تیری رحمت والی جھولی میں ڈال دیئے ہیں۔ اسی بات کی طرف محمد اعظم چشتی مرحوم اشارہ کرتے ہوئے کہہ گئے کہ:۔

اِک پلے محبوب خدا دا تے اِک پاسے کل خدائی
ایڈی شان تے ایڈی عظمت کسے ہور انسان نہ پائی
سارے نبیاں نالوں اُچا تے ایڈا اُچا ہور نہ کائی
اعظم اس نوں کون گھٹاوے جہدی رب کہے وڈیائی

حضرت آمنہ فرماتی ہیں پھر غائب سے آواز آئی کہ:۔

يَقُوْلُ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلٰى مَفَاتِيْحِ النُّصْرَةِ۔

کوئی کہہ رہا تھا محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصرت کی چابیوں پر قبضہ کرلیا ہے۔

وَمَفَاتِيْحِ الرِّبْحِ۔

اور نفع کی چابیوں پر قبضہ کرلیا ہے۔

وَمَفَاتِيْحِ النُّبُوَّةِ۔

اور نبوت کی چابیوں پر قبضہ کرلیا ہے۔

بَخٍ بَخٍ

قَبَضَ مُحَمَّدٌ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا

واہ واہ کملی والیا

واہ واہ محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ نے ساری کائنات کے خزانوں کی چابیاں اپنے قبضے میں لے لی ہیں۔

لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ أَهْلِهَا إِلَّا دَخَلَ فِيْ قَبْضَتِهٖ۔

اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق ایسی نہیں رہی۔ محبوب جو اللہ تعالےٰ نے تیرے قبضے میں تیرے تصرف میں تیری ملک میں نہیں کی۔ خصائص کبریٰ اوّل ص ۲۵-۱۲۴۔ اللہ اللہ اختیار نبی مختار نبی پر قربان میرے اعلیٰحضرت بولے،

؎ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

ایک جگہ یوں فرمایا کہ:۔

؎ خالقِ کُل نے آپ کو مالکِ کُل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

ایک مقام پر یوں فرمایا کہ :۔

؎ لَا وَرَبِّ الْعَرْش جس کو ملا جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

ایک عاشق نے یوں کہا کہ :۔

؎ دلِ شکستہ وہ جوڑ دیتے ہیں !
بات ان پہ جو چھوڑ دیتے ہیں !
ان کے کرم کا کیا کہنا
لاکھ مانگوں کروڑ کر دیتے ہیں

پتہ چلا میرے اور آپ کے نبی جب پیدا ہوئے تو اللہ تعالے نے یار کو ساری کائنات کا مالک و مختار بنا دیا یہ تو عقیدہ ہے اہلسنّت کا، اب سنیئے وہابیوں اہلحدیثوں دیوبندیوں کے متفقہ محدّث کا عقیدہ وہ کہتا ہے۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں جو یہ عقیدہ رکھے کہ محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار ہیں تو اس سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان صـ۴۴۔۴۳۔

میرے دوستو ! خدا را سوچو ہے محدّث ہے مولوی ہے عالم لیکن عقیدہ کتنا بُرا ہے۔ خیالات کتنے خراب ہیں اور کہتے کیا ہیں جی مولوی اسماعیل بہت بڑے محدّث تھے آپ ان کو ماننے والوں سے پوچھیں کہ صاحب اچھے محدّث تھے جن کو حدیث پاک نظر نہ آئی۔ جن کو سرکار کا فرمان

نظر نہ آیا میرے پاک نبی نے فرمایا۔

اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمادی ہیں۔
مسلم شریف، بخاری شریف جلد ا ص ۱۰۸

ایک مرتبہ یوں فرمایا کہ

اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُلِّ شَیْءٍ

اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کی ہر چیز کی چابیاں عطا کر دی ہیں۔
مسند احمد طبرانی، خصائص کبریٰ جلد ا ص ۱۹۵

نبی پاک تو فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین کے خزانوں کی بلکہ کائنات کے ہر خزانے کی چابی دے دی ہے۔ لیکن وہابی اہلحدیث اور دیوبندی دونوں کے مولوی محدّث کہتے ہیں کہ نہیں جی حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اختیار میں تو کچھ بھی نہ تھا۔ اب فیصلہ سامعین اور ناظرین پر ہے کہ دل کرے تو ما ینطق عن الھویٰ کی زبان والے نبی کی بات مان لیں چاہے تو وہابیوں کے نام نہاد محدّث کی بات مان لیں فیصلہ آپ پر ہے لیکن ہم تو یہ کہتے ہیں۔

سہ خوشبواں دے بُلّے آون تے جیہڑے راہوں یار گذردا
اُس دی زلف تے رُخ توں بن دا نقشہ شام سحر دا
رب نے یار نوں کنجیاں دے کے کیتا مالک زیر زبر دا
اوہنے اِک اشارے نال نیازی تے دِتّا سینہ چیر قمر دا

حضرت سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میری گود میں تشریف لاتے تو میں نے کیا دیکھا ایک فرشتہ میرے لخت جگر کے

بوسے لے رہا ہے۔ بوسے بھی لیتا جاتا ہے اور محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کانوں میں یہ بھی کہتا جاتا ہے۔

اَلْبُشْرٰی یَا مُحَمَّدُ	اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کو مبارک ہو۔

بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کے علم کے برابر آپ کو علم عطا فرما دیا ہے نہیں نہیں بلکہ:۔

فَاَنْتَ اَکْثَرُھُمْ عِلْمًا	اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام نبیوں کے علم سے زیادہ علم عطا فرمایا ہے۔ انوار محمدیہ صہ ۳۹، مولد العروس صہ ۷۶-۷۹ مدارج النبوت۔

میرے دوستو! خیال کرو کتنی خوش نصیب تھی وہ مائی آمنہ جن کی گود میں ایسا عظمتوں والا، ایسی شانوں والا، ایسے مرتبے والا، عظیم بچہ تشریف لایا:۔

ے زندگی آگئی رونقیں آگئیں بزم عالم میں کیف و سرور آگیا
آمنہ کے مقدر پہ قربان میں جن کی گودی میں خالق کا نور آگیا
سب سے پہلے تھا ان کو بنایا گیا نور رحمت سے ان کو سجایا گیا
ایسی تصویر محبوب کی کھینچ لی خود خدا کو بنا کر سرور آگیا

کعبے کا کعبہ امام الانبیاء حبیب کبریا سرور عالم نور مجسم سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ ہر روز پچھلی رات سحری کے وقت گھر سے اٹھتے اور کعبہ شریف میں آجاتے وہاں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے یادِ الٰہی میں اپنے لمحات گزارتے پھر کعبے شریف کے پردے پکڑ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی دعائیں کرتے اپنے بیٹے عبداللہ کو یاد کرکے رو کر کہتے، اے خالقِ کائنات میرے مرحوم بیٹے کے گھر کو آباد کر دے۔ میرے بیٹے کے گھر ایسا بچہ عطا فرما جس کا چرچا جس کا ذکر قیامت تک ہوتا رہے اللہ اکبر۔

؎ دُعا یہ تھی کہ یارب نعمتِ موعود مل جائے
بنی ہاشم کا مرجھایا ہوا گلزار کھل جائے

سیّدنا عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے اُس دن،

اَنَا اَطُوْفُ بِالْکَعْبَۃِ	اس رات میں کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا۔

رات جا رہی تھی، دن آرہا تھا، اچانک میں نے کیا دیکھا کہ کعبہ اپنے چاروں جانب جھکا پھر مقامِ ابراہیم، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں والا پتھر پڑا ہے۔ اس کی طرف جھک گیا اور سجدہ ریز ہو گیا۔

میرے دوستو! کعبہ شریف کے چار کونے ہیں۔ حجرِ اسود۔ رُکنِ شامی۔ رُکنِ غربی۔ رُکنِ یمانی۔ کعبہ نے سجدہ کیا۔ کعبہ سجدے میں گرا تو چار کونوں میں سے کسی کونے کی طرف سجدہ ریز نہیں ہوا۔ سجدہ کیا تو مقامِ ابراہیم کی طرف آخر کیوں؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ مقامِ ابراہیم کے بالکل سامنے حبیبِ

دو عالم، رحمتِ عالم، سرورِ کونین، دلوں کے چین، سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا مقدّس گھر تھا مقدّس آستانہ تھا۔ جہاں والیٔ رحمت تشریف لا چکے تھے۔ کعبہ مقامِ ابراہیم کو سجدہ نہیں کر رہا تھا بلکہ حضورِ پاک کو سجدہ کر رہا تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے جب کعبہ کو سجدہ کرتے دیکھا تو حیران ہو گئے۔ سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ ہاتھوں کو بلند کر کے کہا۔ اے ربِّ جلیل اے کعبہ کے وارث فرمایا کیا بات ہے، عرض کی یہ کعبہ آج سجدے کیوں کر رہا ہے۔ فرمایا مجھ سے کیوں پوچھتے ہو، سجدہ کرنے والے سے خود پوچھ۔ عرض کی کعبہ بولے گا۔ فرمایا پہلے تو کبھی نہیں بولا۔ لیکن آج یار کی خوشی میں ضرور بولے گا۔ حضرت عبدالمطلب نے کعبے سے پوچھا اے ابراہیم و اسماعیل کی دعاؤں سے آباد ہونیوالے آج کیا وجہ ہے سجدہ ریز کیوں ہو گیا، یہ کس کو سجدے کر رہے ہو۔ کیونکہ ساری دنیا تیرے چکر کاٹتی ہے، ساری دنیا تیرے طواف کرتی ہے، ساری دنیا تجھے کعبہ تصوّر کرتی ہے۔ کعبہ سے آواز آئی اے سردارِ مکّہ ٹھیک ہے۔ ساری دنیا کا کعبہ میں ہوں، نبیوں کا کعبہ میں، ولیوں کا کعبہ میں، غوثوں قطبوں کا کعبہ میں، ساری نسلِ انسانی کا کعبہ میں، پر میرا کعبہ آمنہ کا لال۔ سبحان اللہ۔ گویا ساری دنیا کعبے کو سجدے کرتی ہے۔ کعبہ مسلمات تیرے نبی کو سجدے کرتا ہے۔

؎ دنیا دا سجدہ ہے کعبے دے وتے
تے کعبے دا سجدہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے وتے

امام اہلسنّت، کشتۂ عشقِ رسالت، تاجدارِ بریلی مولانا شاہ احمد رضا خان رحمتہ اللہ تعالیٰ حج کرنے گئے تو کعبہ کا طواف کیا۔ صفا مروہ پر دوڑ لگائی حج کے ارکان پورے کئے، حج کر کے قافلے مدینہ پاک کی جانب چلے تو مولانا احمد رضا

خاں چوک پر کھڑے ہو گئے لوگوں نے کہا احمد رضا کیا بات ہے۔ کیوں کھڑے ہو فرمایا میں حاجیوں کو ایک پیغام دینا چاہتا ہوں پوچھا کون سا تو آپ نے فرمایا کہ:۔

؎ حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
اے کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو
آبِ زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں!
آؤ جود شاہ کوثر کا بھی دریا دیکھو!!

پوری نعت پڑھی، ہر مصرعہ بے مثال، ہر لفظ پر حاجی جھومے آخر میں جو مصرعہ فرمایا تو حد کر دی فرمایا۔

؎ غور سے سُن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

سُنّیوں کا امام کیا کہہ رہا ہے۔ سرکار کعبے کے بھی کعبہ ہیں۔ مکّہ شریف جب فتح ہوا نماز ظہر کا وقت آگیا۔ میرے آقا نے فرمایا بلال، عرض کی جی آقا۔ فرمایا اذان دو۔ عرض کی آقا کس مقام پر کھڑا ہو کر اذان دوں۔ فرمایا کعبہ کی چھت پر بلال کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے۔ البدایہ والنہایہ جلد ۴ صد ۳۰۳ عرض کی آقا اب اذان دیتے وقت چہرہ کس طرف کروں؟ کیونکہ میں نے مدینہ شریف اذان دی منہ کعبہ کی طرف کیا۔ بدر میں اذان دی چہرہ کعبہ کی طرف کیا۔ حنین میں اذان دی چہرہ کعبہ کی طرف کیا۔ جنگلوں میں اذانیں دیں چہرہ کعبہ کی طرف کیا۔ سفر میں اذان دی چہرہ کعبہ کی طرف کیا۔ لیکن اے سلطانِ کائنات آج آپ نے بلال کو کعبہ کی چھت پر چڑھا دیا ہے۔

آج چہرہ کس طرف کروں۔ میرے نبی مسکرا پڑے۔ فرمایا بلال پہلے جہاں بھی اذان دی چہرہ کعبے کی طرف کیا۔ آج کعبہ پہ کھڑے ہو کر اذان دے رہے ہو۔ چہرہ میں محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کر لو۔ سبحان اللہ۔ گویا پہلے چہرہ کعبے کی طرف کرتے تھے۔ اب چہرہ کعبہ کے کعبہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف کر لو۔ سرکار کعبے کے بھی کعبہ ہیں۔ ساری دنیا چاہتی ہے کبھی اللہ تعالیٰ موقعہ دیتا۔ کبھی نصیب جاگتا تو میں کعبہ کی زیارت کرتا۔ میں کعبہ شریف کی چوکھٹ کو بوسے دیتا لیکن کعبہ ترستا ہے۔ میں کائنات کے سردار اللہ تعالیٰ کے محبوب جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی خدمت میں حاضری دیتا۔ حضرت علّامہ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی میں یہ بات درج فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ مجسمہ رحمت سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا میرے صحابہ عرض کی جی آقا فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا محشر برپا ہو گی ساری نسلِ انسانی اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو گی تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے چند مقدس فرشتے کعبہ معظمہ کے پاس آئیں گے۔ کعبہ شریف کو ایسے سجائیں گے ایسے بنائیں گے جیسے پہلی رات کی دلہن کو بنایا سجایا اور سنوارا جاتا ہے پھر فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کعبہ شریف کو کہیں گے۔ اے کعبہ چل، کعبہ شریف کہے گا کہاں چلوں فرشتے کہیں گے میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کعبہ چل پڑے گا۔ راستے میں کعبہ شریف فرشتوں سے کہے گا۔ کہ

اے مقدس ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مجھے حاضر کرنے سے پہلے دربارِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے چلو۔ فرشتے کہیں گے کیوں کعبہ کہے گا، میں مزارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دے کر بارگاہِ نبوت میں سلام کے سجرے درود کی لڑیاں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ فرشتے کعبہ شریف کو سرکار کی بارگاہ میں لے کر مدینہ شریف آئیں گے۔ کعبہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار پاک پر حاضر ہو گا تو باآواز بلند زور سے کہے گا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ اے اللہ تعالیٰ کے مقدس مطہر منور رسول تجھ پر میرا سلام ہو۔ میرے آقا فرماتے ہیں میں اپنی قبر پاک میں سے آواز دوں گا۔ وَعَلَیْكُمُ السَّلَامُ یَا بَیْتَ اللّٰهِ ۔ اے کعبہ، اے اللہ تعالیٰ کے پیارے گھر تجھ پر بھی میرا سلام ہو، قربان جاؤں۔ نبی پاک کے علم غیب پر جو کام قیامت کو ہونے والا ہے وہ کام میرا نبی اپنے صحابہ کی محفل میں بیٹھ کر آج سے سینکڑوں سال پہلے بتا رہا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے۔ اے کعبہ اب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جا رہے ہو۔ وہاں جا کر میری اُمت کے ساتھ کیا سلوک کرو گے۔ شکوے کرو گے یا شفاعت کرو گے۔ قربان پیارے محبوب تیری کرامت پر نسلِ انسانی کے ہر فرد کو اپنی پڑی ہو گی۔ پر میرے نبی کو اپنی اُمت کی فکر پڑی ہو گی۔ کعبہ عرض کرے گا آقا آپ فکر نہ کریں۔ گھبرائیں نہیں، پریشان نہ ہوں آپ کا جو اُمتی اپنی پوری زندگی میں میرے پاس ایک مرتبہ آیا اس کی میں شفاعت کروں گا۔ اس کی میں بخشش کراؤں گا۔ اس کو میں جنت میں ساتھ لے جاؤں گا۔ جو مجھ تک نہیں پہنچا اس کا ہاتھ آپ تھام کر جنت میں آ جانا۔ اللہ اکبر۔ اگر حاجی جنت میں

جاتے بغیر نہیں رہے گا تو وہ کیسے رہ سکتا ہے۔ جس کی شفاعت میرا آپ نبی کرے گا۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہم سے راضی ہو جائے اگر وہ راضی تو بیڑا پار اگر اللہ نہ کرے وہ ناراض تو بیڑا برباد کیوں کہ :۔

پڑھ پڑھ عالم فاضل ہویوں تے نام رکھایا قاضی
تنے داری توں کج دی کیتی تے نام رکھایا حاجی
پھڑ تلوار بہادر ہویوں تے نام رکھایا غازی
احمد دنیاں کجھ نہ کھٹیا جے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہویا راضی

الترغیب والترہیب ۔ تفسیری عزیزی پ ۱ ص ۸۱۔

ہاں تو عرض یہ کر رہا تھا حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں ۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوتے تو کعبہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سجدہ ریز ہو گیا۔ میں نے کہا اے کعبہ آج تو کیوں خوش ۔ آج تجھے کیا خوشی مل گئی ہے کہ جھوم رہا رقص کر رہا ہے ۔ سجدے کر رہا ہے ۔ مولد العروس ص ۱۳ ۔

کعبہ شریف سے آواز آئی ' اے سردار مکہ میں کیوں نہ خوشیاں مناؤں ' میں کیوں نہ جھوموں میں کیوں نہ رقص کروں ۔

اِنَّ اٰمِنَةَ قَدْ وَلَدَتْ مُحَمَّدًا	بے شک آج آمنہ بی بی کے گھر آج آمنہ بی بی کے ویہڑے آج تیری بہو کی گودی میں محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو تشریف

لا چکے ہیں پھر کعبہ بآواز بلند پکار کر کہنے لگا۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط	اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے بڑی ہے۔
رَبِّ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی	اللہ تعالیٰ وہ ہے جو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا پالنے والا ہے۔
اَلْاٰنَ قَدْ طَهَّرَنِیْ رَبِّیْ مِنْ اِنْجَاسِ الْاَصْنَامِ وَاَرْجَاسِ الْمُشْرِکِیْنَ	اب مجھے پاک کرے گا میرا رب بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی نجاست سے۔

اللہ تعالیٰ اب مجھے اپنے نبی کے صدقے ہر پلیدی سے پاک کرے گا۔ مطہر کرے گا سُنّیوں کے امام اسی بات کی ترجمانی کرتے ہوئے بولے کہ :۔

ے جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
جب ہوا ضو فگن دین و دنیا کا چاند
آیا خلوت سے جلوت میں اسریٰ کا چاند
نکلا جس وقت مسعود بطحا کا چاند
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔ جب حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوتے تو اس وقت کعبہ شریف کے اندر کعبہ کے کمرے میں تین سو ساٹھ بت پڑے تھے۔ جن کو کفارِ مکہ پوجتے تھے۔ جن کے دن رات عبادت کی جاتی تھی کوئی لکڑی کا تھا کوئی لوہے کا کوئی پیتل کا تھا تو کوئی چاندی کا، کوئی سونے کا تھا تو کوئی ہیرے جواہرات کا ان تمام بتوں میں سے سب بڑا بت جو تھا اس کا نام تھا حُبل یہ سونے سے بنا ہوا تھا۔ اس پر ہیرے جواہرات لگے ہوتے تھے۔ کافروں کا دل عزیز بت تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خبر سن کر تمام بت منہ کے بل گر پڑے حُبل بت کو میں نے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بولنے لگا۔ اس میں سے آواز آئی کہ:۔

اَلَا قَدْ وُلِدَ النَّبِیُّ آخِرُ الزَّمَان۔

اے عبد المطلب مبارک خبردار ہو جا آگاہ ہو جا تجھے خوشخبری ہو کہ محمد کریم نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیرے گھر میں تشریف لا چکے ہیں۔ اللہ اکبر۔

اعلیٰ حضرت تاجدارِ اہلسنت فاضل بریلوی بولے کہ:۔

؎ تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

حضرت عبد المطلب نے فرمایا اے حُبل اس محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر تو بھی بول پڑا۔ وہ اتنا عظیم ہے بت میں سے آواز آئی ہاں عبد المطلب بڑی شان والا ہے بڑا عظیم ہے کیونکہ:۔

وَلَنُوْرُنُوْرُہٗ اِلَی الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ۔

اس کا نور مشرق میں بھی پھیلے گا مغرب میں بھی پھیلے گا۔

پوری کائنات میں لوگ اس کے دیوانے مستانے ہوں گے قیامت تک اس کی عظمت کے ترانے گائیں گے۔ ہے بُت ہے بے جان ہے جہنم کا ایندھن لیکن میرے نبی کے انوار کے گیت گا رہا ہے۔ میرے نبی کے نور کو تسلیم کر کے سجدے کر رہا ہے۔ میرے نبی کی خوشی میں ترانے گا رہا ہے، کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ کتنے کم ظرف ہیں وہ بندے جو کلمے بھی پڑھتے ہیں۔ نبی کی نورانیت کے بھی منکر ہیں نبی کے انوار و تجلیات کے وَیری ہیں۔ شواہد النبوۃ مدارج النبوۃ جلد دوم۔ معارج النبوت، نزہتہ المجالس ۱۹۳/۲، جامع معجزات ص۳۰۶۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا جان فرماتے ہیں۔ میں کعبے کے سجدے دیکھ کر اور بتوں کی آوازیں سُن کر خوشی خوشی گھر کی طرف دوڑا کہ دیکھو تو سہی وہ کون سا ایسا بچہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے گھر بھیجا ہے جس کی آمد پر کائنات کا ذرّہ، کائنات کی ہر چیز جھوم رہی ہے حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ جب میں گھر کی جانب چلا تو صفا مروہ کے پاس چند فرشتوں نے مجھے کہا عبدالمطلب مبارک ہو میں نے کہا کس بات کی فرشتوں نے کہا۔

قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

تیرے گھر اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول تشریف لا چکے ہیں۔

میں حیران ہو گیا کہ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔ میں نے ہاتھ آنکھوں پر ملے

کہ یہ خواب دیکھ رہا ہوں یا بیداری کا منظر ہے۔ فرشتوں نے مسکرا کر کہا عبدالمطلب یہ خواب نہیں ہے یہ بیداری ہے۔ ذرا آسمان کی طرف نظر اٹھا۔ تمہیں ہر طرف فرشتے ہی فرشتے نظر آئیں گے۔ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ میں نے نگاہ اٹھائی تو ہر طرف اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے چکر لگا رہے ہیں۔ اعلیٰحضرت اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اِک اِک ستارہ نور کا
ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تجھ کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ جب میں اپنے مکان کے قریب گیا۔ تو میں نے کیا دیکھا کچھ پرندے میرے گھر کے اِرد گرد چکر کاٹ رہے ہیں۔ میرے مکان سے کستوری اور عنبر کی خوشبو آرہی ہے اور ایک منور چہرے والا انسان ہاتھ میں تلوار لئے میرے گھر کے دروازے کے سامنے کھڑا پہرہ دے رہا ہے۔ میں بڑا حیران ہوا یہ پہریدار کون ہے ؟ کہاں سے آیا ہے ؟ کیوں کھڑا ہے ؟ حضرت عبدالمطلب نے اس پہریدار سے پوچھا۔

مَنْ اَنْتَ | جنابِ من آپ کون ہیں؟

میرے گھر پہرے کیوں دے رہے ہیں؟ اس پہرے دار نے آگے سے جواب دیا۔ باباجی آپ کون ہیں۔ مجھ سے سوال کرنے والے آپ نے فرمایا میں اس گھر کا مالک ہوں۔ میرا نام عبدالمطلب ہے۔ میں مکّہ کا سردار ہوں۔ پہریدار مسکرا پڑا کہنے لگا اچھا آپ ہیں عبدالمطلب فرمایا ہاں اچھّا آپ کون ہیں۔ پہریدار نے جواب دیا۔

اَنَا مَلَكٌ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ عَلَيْهِ السَّلَام۔ | حضور میں اللہ تعالیٰ کے مقدّس فرشتوں میں ایک فرشتہ ہوں۔

آسمانوں کا باسی ہوں، آسمانوں کا مکین ہوں۔ خالقِ کائنات نے میری ڈیوٹی لگائی ہے کہ میں آپ کے مکان کا پہرہ دوں تاکہ کوئی عام انسان اندر نہ چلا جائے۔ فرمایا کیوں فرشتے نے فرمایا۔ اس لئے کہ آج آپ کے گھر آپ کے دیہڑے رَبِّ عزّوجل کا ماہی، سدرہ کا راہی، ابراہیم علیہ السّلام کی دعا حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی بشارت تشریف لاچکی ہے۔ آسمانوں کے فرشتے رَبِّ کائنات کے ماہی کی زیارت کر رہے ہیں۔ اِدھر فرشتے زیارت کر رہے ہیں۔ اُدھر آوازیں آرہی تھیں۔ کون سی آوازیں شاعرِ مشرق علاّمہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے ترجمہ پیش کیا کہ:۔

ندا آئی دریچے کھول دو ایوانِ قدرت کے
نظارہ خود کرے گی قدرت شانِ قدامت کے

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ جب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے کے لئے مکان میں داخل ہوا تو سرکار ریشمی لباس میں ملبوس

تھے۔ چہرے سے انوارِ الٰہی کے تجلّیات پھوٹ رہے تھے۔ فرشتے زیارت کے لئے آ رہے تھے جا رہے تھے میں گنتی نہیں کر سکتا۔

جامع معجزات ص۳۰۷، ۳۰۶۔ مولد العروس نصرت الواعظین ص۱۵۸

میں قربان جاؤں اس کچی گلی پر، اس کچے کمرے پر، جس کمرے میں، جس گلی میں دونوں جہانوں کا والی تشریف لایا۔ جس گھر میں میرے آقا تشریف لاتے۔ اس کی دیواریں بھی کچی، اس کا صحن بھی کچا۔ اس کی چھت بھی کچی۔ لیکن سرکار کی آمد سے اس گھر کو بھاگ لگ گئے۔ اس کی قسمت جاگ گئی، کہ کعبہ بھی اُسے جھک جھک کر سلام کر رہا تھا عرش کی بلندیاں بھی اُسے سلامیاں دے رہی تھیں۔ آسمانوں کے تارے بھی جھک رہے تھے تمام ملائکہ بھی درود کی لڑیاں نچھاور کر رہے تھے پورے مکّہ میں سرکار کی ولادت کی خبر پھیل گئی کہ عبد المطلب کے مرحوم کے بیٹے جناب عبد اللہ کے ہاں بڑا حسین وجمیل بچّہ پیدا ہوا ہے۔ لوگوں کو پتہ چلا تو پورے مکّے کے لوگ مبارکبادیاں دینے آ رہے تھے۔ ہر بندہ مبارک دیتا۔ کہتا اے سردارِ مکّہ بڑی خوشی ہوتی ہے۔ بڑی مسرّت ہوتی ہے۔ اللہ تعالٰی نے آپ کو چاند جیسا حسین وجمیل پوتا عطا فرمایا ہے۔ جناب عبد المطلب تمام لوگوں کی مبارکبادیاں وصول کر کے شکریہ ادا کر رہے تھے۔ مرد حضرات تو باہر سے مبارک دے کر جا رہے تھے۔ لیکن مکّہ کی قریش زادیاں، امیر زادیاں جمع ہو کر، بن سنور کر، حضرت آمنہ کو مبارک دینے گھر آئیں، جب گھر میں پہنچیں تو حضرت آمنہ چارپائی پر لیٹی ہوئی ہیں کائنات کے والی دونوں جہانوں کا سردار ایک بہترین لباس میں ملبوس آرام فرما رہے ہیں۔ تمام عورتوں

نے جب سرکار کا چہرہ والضحیٰ دیکھا مازاغ کی آنکھوں پر نظر پڑی۔ ید اللہ کے گورے گورے ہاتھ دیکھے سو جان سے قربان ہو گئیں دیکھ لیا کہ آنے والا لڑکا ہے، بیٹا ہے اور بیٹا بھی چاند سے حسین کائنات کو شرمانے والا پھر بھی ماں کی مامتا کو آزمانے کے لئے امتحان کے لئے حضرت سیّدہ آمنہ سے پوچھنے لگیں، آمنہ کیا حال ہے۔ فرمایا خدا کا شکر ہے۔ جس نے میری گود کو اولاد کی نعمت سے مالا مال کیا ہے قریشی عورتوں نے کہا آمنہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کس نعمت سے نوازا ہے؟ لڑکا یا لڑکی؟ حضرت آمنہ مسکرا پڑی اور بڑا پیارا جواب دیا، یہ نہیں فرمایا، بیٹا پیدا ہوا، لڑکا تشریف لایا ہے۔ یہ نہیں فرمایا۔ چاند کا ٹکڑا آیا ہے۔ یہ نہیں فرمایا، ہیرا آیا ہے۔ بلکہ فرمایا۔

خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرٌ	میرے بطن سے میرے پیٹ سے نور نکلا ہے۔

دنیا حیران ہے کہ سرکار کی والدہ نے اپنے لختِ جگر کو، اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو چاند نہیں کہا، ہیرا نہیں کہا کیوں؟

میرے دوستو یاد رکھو میرے آقا کی والدہ جانتی تھی یہ آنے والا وہ عظیم بچہ ہے کہ اشارہ کرے گا تو چاند کے دو ٹکڑے کر دے گا۔ اشارے سے سورج کو پھیرے گا۔ کائنات کے ہیرے جواہرات موتی اس کے قدموں میں ہوں گے۔ مکّہ کی امیرزادیوں نے پوچھا۔ آمنہ تیرے ہاں کیا پیدا ہوا ہے۔ تو حضرت آمنہ نے کیا جواب دیا۔

خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرٌ	مجھ سے نور نکلا ہے۔
اَضَاءَ لَہٗ قُصُوْرُ	جس کی برکت سے میں نے مکّہ میں

بیٹھے بیٹھے شام کے محلات دیکھ لئے۔	الشامُ

حجۃ اللہ علی العالمین صـ۲۲۷ ۔ طبقات ابن سعد جلد اوّل صـ۱۴۶۔ الوفا صـ۵۲
مواہب لدنیہ جلد اوّل صـ۱۴۳ ۔

ہ وقت تولد صبح دے اندر تے آیا نبی سوھارا
چانن نور نبی دے کولوں تے نکل گیا چمکارا
شام ملک سب نظری آیا حضرت آمنہ تائیں
ہر ہر شہر جو شام زمینے ہر دِسّی ہر جائیں !

میرے دوستو ! ذرا توجہ فرماؤ حضرت آمنہ کیا فرماتی ہیں ۔
میرے بطن سے نور نکلا ؟ کیا نکلا نور ؟ پھر ہوا کیا اس کی برکت سے
میں نے شام کے محلات دیکھ لئے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ مکہ شریف
سے شام کتنی دور ہے ؟ سینکڑوں میل دور ہے خیال کرو۔ جب حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی برکت سے حضرت آمنہ مکہ شریف میں بیٹھ کر
سینکڑوں میل دور محلات دیکھ سکتی ہیں تو اس مجسمہ نور نبی کی اپنی نگاہ
کا کیا عالم ہوگا ؟ کیا وہ نبی مدینہ شریف میں اپنی قبر پاک میں آرام فرما ہو
کر پاکستان والوں کو نہیں دیکھ سکتا ؟ ضرور دیکھ سکتا ہے اور انشاءاللہ
قیامت تک دیکھتا رہے گا۔ تو حضرت آمنہ کیا فرماتی ہیں۔ میرے بطن سے نور
نکلا' یہ آمنہ کون ہے' سرکار کی والدہ ماجدہ پیدا کرنے والی جنم دینے
والی کہتی ہے میں نے نور جنم دیا۔ اب آیئے اس آقا سے پوچھتے ہیں جو دنیا
میں تشریف لاتے۔ کیا بن کے آئے۔ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلّم تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام بھی سرکار کی خدمت پاک میں بیٹھے ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کی آقا دین کے مسئلے تو بڑے بتلائے ہیں، ذرا

اَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ	ہمیں اپنی ذات کے بارے اپنی حقیقت میں بھی کچھ فرمائیے۔

میرے پاک نبی نے فرمایا:۔

اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ	میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السّلام کی وہ دعا ہوں، جو انہوں نے

کعبہ شریف کی تعمیر کی تکمیل کے بعد مانگی تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلاً۔ پ۱ آخری رکوع سے پہلی آیت	اے ہمارے رب بھیج ان میں ایک عظمت والا، شان والا مقام والا رسول۔
وَبُشْرٰی عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَام	اور حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی بشارت ہوں۔

جو انہوں نے مجھ سے پہلے اپنی قوم کو سناتی تھی۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔ سورۃ صف ۲۸/۱	اے میری قوم میں تمہیں اس رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد دنیا میں تشریف لاتے گا۔ جس کا نام احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم ہوگا۔
وَرَاَتْ اُمِّیْ حِیْنَ حَمَلَتْهُ	اور جب میری والدہ مجھ سے حاملہ

ہوئیں۔

تو انہوں نے دیکھا کہ :۔

اَنَّہٗ خَرَجَ مِنْھَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَہٗ قُصُوْرُ الشَّامُ۔	ایک نور ان سے نکلا ہے جس سے ان پر شام کے محلات بھی روشن ہو گئے ہیں وہ نور ہوں۔

مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳۔ دلائل النبوت ص ۱۲۶۔ دارمی شریف خصائص کبریٰ اوّل ص ۲۴ تفسیر ابن کثیر جلد ۴۔ زرقانی شریف، البدایہ والنہایہ، سیرت حلبیہ، مواہب لدنیہ اوّل ص ۱۴۳۔

حضرات توجہ فرمائیں۔ حضرت سیّدہ آمنہ کے بطن سے جنم لینے والے پیدا ہونے والے تمہارے میرے نبی کیا فرماتے ہیں کہ میں نور ہوں۔ اب آیئے بھیجنے والے خالقِ کائنات سے پوچھتے ہیں کہ اے خالقِ ارض و سماء اے ملک و ملک تیرے نبی کی حقیقت کیا ہے۔ خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا۔

قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ۔	بیشک تمہارے پاس آگیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور۔

تمام مفسرین کرام کی تفسیریں پڑھ کے دیکھو ہر مفسر نے اس آیتہ کریمہ کے تحت ہی لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نور ہیں اللہ اکبر۔

میرے دوستو! ذرا خیال کرو۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میرے بطن سے نور نکلا سرکار فرماتے ہیں۔ میں نور ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لے دنیا دالو میرا یار نور ہے نور ۔ مُلّاں ہوش کر تجھے کیوں پڑ گیا ہے فتور
حضرت سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں ۔ میرا بیٹا نور کا پیکر تھا ۔ آنکھیں بھی نور، لب بھی نور، ہونٹ بھی نور، آنکھیں بھی نور، چہرہ بھی نور، پیر بھی نور، تلیاں بھی نور، جسم بھی نور، نور علیٰ نور، اسی واسطے ہم کہتے ہیں کہ :-

ے بشری لباس وچہ نور ہے آیا تے دستی صاف قرآن نے گل اے
انہوں اپنے ورگا توں کملیا آکھیں تے کیوں دماغ گیا ای ہل اے
جَاءَکُم مِنَ اللہ نور دی آیت نے تے کر دِتّا مسئلہ حل اے
اس نور دے صدقے آمنہ بی بی تے ڈِٹھے شام دے مُلک محل اے
پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں تے تیری عقل تیکوں مار اے
رب نور فرماوے نبی نور آکھے تے پڑھ ویکھ قرآن پیارے
باہجوں حُب نبی دے نہ آندی بخاری تے باہجوں اُلفت چڑھے بخار اے
مالی چاہے ساری کائنات نہ منّے تاں وی نور خدا دا یار اے

نام مبارک

میرے دوستو جب سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم دنیا میں تشریف لائے تو میرے نبی کے پورے خاندان کو بڑی خوشی ہوئی ۔ سرکار کے خاندان کا ہر فرد خوشی میں معمور تھا ۔ لیکن سب سے زیادہ خوشی میرے پاک نبی کے محترم ومکرم دادا کو ہوئی ۔ حضرت عبد المطلب نے ایک منادی کو بلایا اور فرمایا کہ جاؤ ۔ پورے مکّہ میں ہر محلّہ میں، ہر گلی میں، ہر بازار میں ندا کر دو، اعلان کر دو کہ تمام مکّہ والے تین دن تک اپنے گھروں میں کھانا نہیں پکائیں گے ۔ بلکہ رئیسِ مکّہ، سردارِ مکّہ

عبدالمطلب کے گھر تمہارا کھانا ہو گا۔ کوئی پوچھے تو بتا دینا کہ یہ کھانا عبداللہ کے بیٹے اور عبدالمطلب کے پوتے کی ولادت کی خوشی میں پکایا جا رہا ہے۔ ادھر منادی اعلان کر رہا ہے۔ ادھر جناب عبدالمطلب نے ایک اور آدمی کو فرمایا کہ تم جاؤ حرم پاک میں اعلان کرو کعبہ شریف کے پاس کھڑے ہو کر ندا کر دو۔ پوری دنیا سے جتنے بھی مہمان کعبہ شریف کی زیارت کے لئے آئے ہوتے ہیں وہ بھی عبدالمطلب کے مہمان ہوں گے۔ سبحان اللہ۔ پھر کیا ہوا۔ اونٹ، بیل، بکرے ذبح ہونے شروع ہو گئے۔ پھر پکنے لگے پوری دنیا سے آئے ہوئے مہمان اور مکہ کا ہر فرد سرکار کی ولادت کی خوشی میں کھانا کھا رہا تھا اور جشنِ ولادت کی خوشی منا رہا تھا۔

(دلائل النبوت ص ۱۲۷)

تین دن کے بعد حضرت عبدالمطلب گھر تشریف لائے سرکار دوجہاں کو اپنے سینے سے لگایا سر منہ اور ماتھا چوم کر کہا بیٹا آج اگر تمہارے والد حیات ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نے اس کے بیٹے کا کتنا جشن منایا ہے کتنی خوشی کی ہے۔ حضرت سیدہ آمنہ بولیں بابا اپنے پوتے کا نام بھی کوئی تجویز کیا ہے۔ فرمایا بیٹا ہاں نام تجویز کر لیا ہے بابا کون سا، فرمایا بیٹا میرا پروگرام ہے میں پوتے کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھوں کیسا ہے؟ پسند ہے یا کوئی تمہارے ذہن میں اور ہے؟ عرض کی بابا جان بہت ہی اچھا ہے یہی رکھنا چاہیئے تھا۔ فرمایا بیٹا کیوں عرض کی بابا جان ابھی میرا بیٹا آپ کا پوتا دنیا میں جلوہ گر نہیں ہوا تھا۔ مجھے چھٹا مہینہ تھا۔ رات کو میں سوئی ہوئی تھی کہ اچانک میرے پاس ایک نورانی چہرے والا انسان تشریف لایا۔

اُس نے کہا اے بی بی آپ کو مبارک ہو آپ کے پیٹ میں خیر العالمین تشریف لا چکے ہیں۔ جب یہ رحمتوں والا، عظمتوں والا بچہ دنیا میں تشریف لائے تو اس کا نام محمد رکھنا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے کہا آپ کو میں نے پہچانا نہیں آپ کون ہیں؟ اس نے کہا بی بی میں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کے پاس آیا ہوں۔ مواہب لدنیہ اوّل ص۱۴۰۔

حضرت عبدالمطلب اپنے پوتے کو اٹھاتے ہوئے سینے سے لگاتے ہوئے باہر تشریف لائے پھر کعبہ شریف کی حاضری دی سرکارِ دوجہاں کو ہاتھوں میں اٹھا کر ہاتھ بلند کر کے خالقِ کائنات کا شکر ادا کیا۔ اے ربِّ کائنات تیرا لاکھ لاکھ بار شکر ہے۔ تو نے ہمیں بے مثل پوتا عطا فرمایا ہے۔ پھر گھر تشریف لائے۔ مکہ والوں نے سوال کیا حضور بیٹے کا نام کیا رکھا ہے فرمایا میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سارے مکہ والے حیران کہا حضور ہمارے پورے علاقے آپ کے پورے خاندان میں کسی بچے کا نام محمد نہیں تھا۔ آپ کو یہ نام کیسے پسند آیا۔ کیسے خیال آیا۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شفیق دادا مسکرا پڑے فرمایا جانتے ہو میں نے یہ نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیوں رکھا ہے۔ حضور پتہ نہیں آپ ہی بتائیے فرمایا میں چاہتا ہوں۔ میرے اس بچے کی قیامت تک تعریف ثنا ہوتی رہے زمین والے اس کی شان بیان کریں۔ آسمان والے اس کے گیت گائیں۔ مشرق والے اس کی توصیف کریں۔ مغرب والے اس کے چرچے کریں۔

انسان اس کے ترانے گائیں، جنات اس کی نعتیں پڑھیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ پتہ پتہ میرے محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی شان بیان کرتا ہے نہیں نہیں سچ پوچھو مخلوق تو ایک طرف مملوک تو ایک طرف مقدور تو ایک طرف میرے پیارے کی خود خالق مالک قادر بھی تعریف کرے سبحان اللہ
نہ۔ نعمت کبریٰ اوّل صفحہ ۱۲۵۔ ۱۲۷۔ رحمت للعالمین اول صفحہ ۱۴۔

میرے دوستو! حضرت عبدالمطلب نے جو سوچا تھا جو کہا تھا اللہ تعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔ آج دیکھو میرے مدنی رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو دنیا سے پردہ فرمائے چودہ سو سال بیت چکے ہیں۔ ان چودہ سو سالوں میں کئی وزیر آئے سفیر آئے سلطان آئے جابر آئے حاکم آئے ان کا نام مٹ گیا۔ ان کے چرچے ختم ہو گئے۔ ان کے چاہنے والے نہ رہے۔ لیکن قربان جاؤں ثنائے پیغمبر پر صدقے جاؤں۔ شان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کا چرچا آپ کی تعریف آپکی عظمت آپکے چرچے ختم نہیں ہوئے بلکہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے چرچے بڑھتے جاتے ہیں شان بلند ہوتی ہے دنیا قبر میں جاتی ہے ذکر ختم ہوتا ہے۔ میرا نبی روضے میں گیا شان بلند ہوتی جاتی ہے کیوں؟ اس لئے کہ کملی والے سے خود خالق کائنات کا وعدہ ہے محبوب جوں جوں وقت گزرتا جائے گا ہم تیری شان کے جھنڈے بلند کرتے جائیں گے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ پ۳۰ سورۃ والضحیٰ	اے میرے محبوب ہر آنے والی گھڑی آپ کے لئے پہلی گھڑی سے بدرجہا بہتر ہوگی۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ
پ ۳۰ سورۃ الانشراح

ہم نے بلند کر دیا ہے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَفَعْنَا ہم نے بلند کیا ہے تیرے ذکر کو خیال کرو رَفَعْنَا ماضی کا صیغہ فرمایا۔ مضارع کا صیغہ نہیں فرمایا یہ نہیں فرمایا محبوب اب ہم تیرا ذکر بلند کریں گے یا کرتے ہیں بلکہ ماضی کا صیغہ استعمال کیا ماضی کا معنیٰ ہے ذکر بلند کر دیا۔ کب کیا کب سے کیا یہ نہیں بتایا۔ بلکہ مطلق فرمایا ذکر بلند کر دیا اس وقت کیا جب نہ زمین تھی نہ آسمان تھا نہ فرش تھا نہ عرش تھا نہ جن تھا نہ ملک تھا کائنات کی کوئی چیز نہ تھی کملی والے کا ذکر اس وقت بھی بلند تھا اسی بات کو تاجدار بریلی نے یوں پیش کیا کہ:۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

میرے دوستو! یاد رکھو سرکار کے دو ذاتی نام ہیں۔ محمد، احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے علاوہ بہت سے صفاتی نام بھی ہیں۔ جیسے رحیم، کریم، شافع، قاسم، بشیر، نذیر، خبیر علامہ اسماعیل حقی حنفی علیہ الرحمہ نے تفسیر روح البیان ج ۳۰/۲ ص ۳۵۵ میں لکھا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن پاک میں اپنے محبوب کے چار ہزار صفاتی نام ذکر کیے ہیں۔ کچھ صراحتہً کچھ کنایتہً تو عرض کیا کر رہا تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے تو پورے مکے والوں نے سرکار کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا اِدھر سرکار کی آمد پر مکہ شریف میں خوشیاں ہو رہی تھیں اُدھر کملی والے کی ولادت پر ساتوں آسمانوں کے فرشتے خوشیاں منا رہے تھے۔ ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دے رہے تھے مبارک ہو رحمت عالم آگئے کوئی کہہ رہا تھا کہ عظیم نبی آگئے کوئی کہہ رہا تھا فاتح رسل آگئے کوئی کہہ رہا تھا شاکر نبی آگئے۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ المولد العروس ص ۲۰۔

؎ اے نبی اُچیاں شاناں والا اے
جس کیتا جگ اُجالا اے
اُو رحمت دا دو شالا اے
پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد پاک رسول اللّٰہ
جبرئیل جہندا دربان ہووے
اُتے عاشق خود رحمان ہووے
ساتھوں صفت کیہہ اُس دی بیان ہووے
پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد پاک رسول اللّٰہ

سامعین کرام! کملی والے کی آمد پر فرشتوں نے خوشی کی سرکار کا تو بہت بڑا مقام ہے کیونکہ آپ باعث ایجاد دو عالم ہیں۔ آپ حدیث پاک کا مطالعہ کریں۔ سرکار کے صدقے قیامت

تک ہر مومن کی ولادت پر ہر مسلمان کے مولود پر فرشتے خوشیاں مناتے رہیں گے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میری امت میں سے کوئی ایمان دار بچہ پیدا ہوتا ہے تو فرشتے اس بچے کی ولادت پر خوشیاں مناتے ہیں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہ دیکھو سرکارِ مدینہ کا فرمانبردار، ایماندار اُمتی بچہ دنیا میں تشریف لے آیا ہے۔ سبحان اللہ (روح البیان ۲۵ صفحہ ۳۱۷)

جب اُمتی کی ولادت پر فرشتے خوشیاں کرتے ہیں۔ تو سوچو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پر فرشتے کتنے خوش ہوئے ہوں گے۔ پوری کائنات کے فرشتے سرکار کی آمد پر بہت ہی خوش ہیں۔ خالقِ کائنات نے آواز دی۔ جبرئیل عرض کی اے ربِ جلیل فرمایا یہ سارے فرشتے کیوں خوش ہیں؟ مولا کریم تو علیم بذات الصدور ہے تو خود ہی جانتا ہے تیرے محبوب کی آمد پر خوشیاں منا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبرئیل جب دنیا میں کسی انسان کے ہاں پہلے بچے کی ولادت ہوتی ہے تو وہ کیسے خوشیاں کرتے ہیں۔ عرض کی مولا کریم ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دیتے ہیں۔ مسرت کا اظہار کرتے ہیں ہر آدمی اپنی حیثیت کے مطابق شیرینی کا انتظام کرتا ہے کوئی لڈو بانٹتا ہے۔ کوئی دیگیں پکاتا ہے۔ کوئی مٹھائی تقسیم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محبوب کی آمد پر خوشی بھی ہو رہی ہے مبارکبادیاں بھی ہو رہی ہیں۔ لیکن یار کی خوشی میں کوئی چیز تقسیم نہیں کی وہ بھی کر دو یا اللہ عزوجل کون سی چیز تقسیم کرو مٹھائی۔ لڈو۔ بریانی۔ فروٹ۔ میٹھا۔ نمکین۔ خالقِ کائنات

نے فرمایا یہ چیزیں تو وقتی ہیں تھوڑی دیر میں ختم ہو جاتے گی۔ کوئی ایسی چیز تقسیم کرو جو کچھ عرصہ باقی بھی رہے۔ عرض کی مولا کریم پھر تو ہی بتا کیا تقسیم کروں فرمایا ایسے کرو یار کی خوشی میں محبوب کی ولادت پر پوری دنیا میں جس عورت کے ہاں بچہ ہونے والا ہے لڑکے تقسیم کر دے تاکہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے اللہ تعالیٰ نے یار کی ولادت کی خوشی میں لڈو نہیں لڑکے تقسیم کئے تھے۔ علامہ امام نبہانی انوار محمدیہ صـ۳۸ میں علامہ امام حلبی علیہ الرحمتہ سیرت حلبیہ صـ۷۸ میں علامہ امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں علامہ امام زرقانی شریف میں یہی بات لکھتے ہوئے تحریر فرمائی

وَاَذِنَ لِنِسَاءِ الدُّنْیَا تِلْکَ السَّنَۃِ۔	اللہ تعالیٰ نے یار کی ولادت کی خوشی میں پوری دنیا کی عورتوں میں آنے والے بچوں کو حکم دیا

کون سا۔

اَنْ یَّحْمِلْنَ الذُّکُوْرًا	کہ اس سال ہر عورت کے گھر لڑکا ہی پیدا ہو۔

کیوں ؟

لِکَرَامَۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ	تاکہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی عزت عظمت اور بزرگی ظاہر ہو جائے۔

ے ساری عمر اولاداں کارن تے آہی طلب جنہاں نوں
بخشے رب طفیل محمد خوش فرزند اوتہاں نوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ آیا جس کے آنے سے یہ قانونِ جہاں بدلا
زمیں بدلی زماں بدلا مکیں بدلے مکاں بدلا

حضرت جبرئیل نے عرض کی مولا کریم یہ لڑکے تقسیم کرنے کا حکم کیوں دے رہا ہے فرمایا جبرئیل یہ عرب کے لوگ بڑے سنگدل ہیں۔ بڑے ظالم ہیں، بڑے قاتل اور جلاد ہیں یہ بیٹیاں پیدا ہوتے ہی مار کر قبروں میں دبا دیتے ہیں یہ بچیوں کو زندہ درگور کرنے والے ہیں۔ یہ بیٹیوں کے قاتل ہیں آج میرے یار کی ولادت کا جشن ہے آج رحمۃ للعالمین دنیا میں تشریف لا چکا ہے۔ آج سینے میں ٹھنڈک دینے والا محبوب آچکا ہے۔ آج اگر کسی کے ہاں بچی پیدا ہوئی تو اس نے بیٹی کو مار کر قبر میں دفن کر دینا ہے میں نہیں چاہتا کوئی بیٹی کو قتل کر کے بیٹی کو مار کے میرے یار کی رحمت والی چادر پر دھبہ لگائے جبرئیل لہٰذا آج یار کی رحمت کے صدقے یار کے قدموں کی برکت سے جہاں جہاں بچہ پیدا ہوتا ہے کسی کو بیٹی نہیں دینی ساری ماؤں کو بیٹے تقسیم کر دے۔ اللہ اکبر۔ پھر کیوں نہ ہم کہیں کہ!۔

؎ یہ بارہ نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا
دو عالم کی بستی بسی اس کے صدقے
گلوں کو ملی تازگی اس کے صدقے
ولی اس کے صدقے نبی اس کے صدقے
یہ بارہ نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا

یہ محفل ہے نعتیں سنانے کی محفل
یہ محفل ہے آقا کے آنے کی محفل
یہ محفل ہے خوشیاں منانے کی محفل
یہ محفل ہے قسمت بنانے کی محفل
یہ بارہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

شیطان کی آہ وزاری

ادھر ساری مخلوق سارے فرشتے ساری دنیا نہیں بلکہ خود مالک خالق رازق یار کی آمد پر محبوب کی ولادت پر خوشیاں منا رہے ہیں ادھر شیطان ابلیس پوری زمین پہ دوڑتا پھرتا ہے روتا ہے واویلا کرتا ہے سر پیٹتا ہے ہائے ہائے کرتا پھرتا ہے۔ پوری زمین کا چکر کاٹ کر مکہ شریف میں ایک پہاڑ ہے ابی قبیس اُس پر بیٹھ کر رونے لگا اس کی چیخ و پکار سن کر دنیا کے تمام شیاطین جمع ہو گئے اور شیطان سے پوچھنے لگے۔

مَا الَّذِیْ اَصَابَكَ | اے گرو، اے استادِ محترم اے ہمارے سردار کیا بات ہے آپ

رو کیوں رہے ہیں آج تک ساری کائنات کو ہم نے تیرے حکم سے رلایا ہے اور آج تم خود رو رہے ہو، کیا وجہ ہے کیا بات ہے ہمیں بھی تو پتہ چلے شیطان نے کہا اب میں رو رہا ہوں میری بات سنو گے تو تم بھی روؤ گے چیخو گے شیطان کی اولاد نے کہا استادِ محترم بتاؤ تو

یہی وجہ کیا ہے ؟ شیطان نے کہا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آج دنیا میں تشریف لا چکے ہیں ۔ اللہ اکبر پتہ چلا جس دن میرے اور آپ کے آقا دنیا میں تشریف لائے تھے اُس دن ساری کائنات خوش تھی شیطان رو رہا تھا ۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ۔ میری ولادت کے وقت شیطان جتنا رویا اور پریشان ہوا تھا اتنا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا بلکہ یہ قیامت تک پریشان ہوتا رہے گا یہی وجہ ہے جب بھی سرکار کے غلام مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیوانے مستانے سرکار کی آمد پر خوشی کرتے ہیں ۔ جشن مناتے ہیں ۔ جلوس نکالتے ہیں تو شیطان اور شیطان کی جماعت مسلمانوں پر فتوؤں کی بارش کر دیتی ہے یہ بدعت ہے ۔ یہ شرک ہے یہ حرام ہے ۔ یہ ناجائز ہے یہ اسراف ہے یہ فضول خرچی ہے ۔ میرے دوستو تم ان کے فتوؤں سے نہ ڈرو بلکہ عشقِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد تازہ کرتے رہو کیونکہ :۔

میلاد دا موسم آیا اے ہر پاسے رحمت چھائی اے
شیطان دے ساتھی رہندے نے اوہناں نوں رواواں گج وج کے
سرکار دی آمد آمد سی جبرئیل ندا واں کردا سی !
اے رحمت عالم نور خدا جلوہ فرماؤ گج وج کے

ایہہ شمع نہیں فانوس نہیں قسمت دے تارے چمکے نے
کر کر کے چراغاں گھر گھر وچ قسمت جگاؤ گج وج کے

میرے دوستو! یاد رکھو محفل میلاد کرنا یہ محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلیل ہے۔ جس کو محبت ہو گی سرکار کی خوشی کرے گا۔ جس کو نہیں وہ نہیں کرے گا۔ دیوبندیوں کے امام اوّل بانی دیوبند مولوی قاسم نانوتوی محفل میلاد نہیں مناتے تھے۔ لیکن ان کے استاد بھائی پیر بھائی علامہ عبدالسمیع علیہ الرحمتہ ہر سال محفل میلاد مناتے تھے کسی آدمی نے جب یہ منظر دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ ایک مولوی صاحب محفل میلاد کرتے ہیں۔ ایک نہیں کرتے وہ دوڑتا ہوا مولوی قاسم نانوتوی کے پاس آیا اور سوال کیا یا حضرت یہ کیا وجہ ہے۔ مولوی عبدالسمیع صاحب تو مولود شریف کرتے ہیں۔ لیکن آپ کیوں نہیں کرتے فرمایا بھائی انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے دعا کرو مجھے بھی اللہ تعالیٰ محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نصیب کرے۔ قصص الاکابر صد ۶۳۔ پتہ چلا کہ جشن میلاد اللہ تعالیٰ نے محبت والوں کے حصے لکھ دیا ہے۔ خیر تو عرض کیا کہ رہا تھا کہ سرکار کی ولادت پہ کملی والے کی آمد پر شیطان بڑا رویا۔ شیطان کی نسل نے شیطان کی اولاد نے پوچھا تو کہا۔

کہن لگا ہن پیدا ہویا تے ذات مبارک عالی
روز ازل توں رب نے بخشی تے جہنوں کنجی جنت والی

المولد العروس صد ۲۔ معارج النبوت اوّل صد ۳۴۷۔ شواہد النبوۃ صد ۵۱

نعمتہ کبریٰ صہ ۲۲ ۔ البدایۃ والنھایہ دوم صہ ۵۷ ۔

شیطان جب رویا تو اس کی نسل نے دلاسہ دیا کہ استادِ محترم خاموش ہو جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں ۔ گھبراؤ نہیں فکر نہ کرو پریشان نہ ہو ۔ پھر کہنے لگے اے ہمارے سردار ہم تو سمجھتے تھے تو بڑا بہادر ہے ۔ بڑا دلیر ہے بڑا طاقتور ہے پر آج پتہ چلا کہ تو بزدل ہے ۔ شیطان نے کہا ۔ اے میری نسل میں بزدل نہیں میں تو بڑا بہادر ہوں اگر میری بہادری پوچھنی ہے تو آدم علیہ السلام سے پوچھو ، میں نے آدم کو جنّت سے نکلوایا ۔ ان کے بیٹوں کو آپس میں لڑوایا ۔ نوح کے بیٹے کو ان سے جدا کرایا ۔ موسیٰ کی قوم کو میں نے گمراہ کرایا ۔ شیطان کی نسل نے کہا ، اے ہمارے سردار پھر اس نبی سے کیوں پریشان ہو ۔ شیطان نے کہا تمہیں کیا پتہ یہ اور نبی ہے وہ اور نبی تھے وہ کلیم تھے یہ حبیب ہے یہ ایسا نبی ہے جو بتوں کو توڑے گا ۔ مشرکانہ رسموں کو ختم کرے گا ۔ شراب جوئے کو حرام کرے گا ۔ ظلم و ستم کو ختم کرے گا یہ کفر و شرک کو مٹائے گا ۔ توحید و رسالت کے ڈنکے بجائے گا ۔ پتھروں اور کنکروں سے اپنے کلمے پڑھائے گا ۔

اے گنگیاں تھیں گلاں کرا جان دا اے

اے ان بولنیاں نوں بُلا جان دا اے

ایہہ سڑیاں کھجوراں اُگا جان دا اے

اے پتھراں تھیں کلمے پڑھا جان دا اے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم دا رتبہ خدا جان دا اے
خدا دی قدر مصطفیٰ جان دا اے
پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا
ہے سنگ و شجر میں بھی چرچا تمہارا
اذانوں میں خطبوں میں شادی و غم میں
غرض ذکر ہوتا ہے ہر جا تمہارا
فتوضیٰ کی یہ پیاری پیاری صدا ہے
کہ ہوگا قیامت میں چاہا تمہارا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر ساری کائنات خوش خدا کی خدائی خوش۔ لیکن شیطان اور شیطان کے چاہنے والے پریشان۔ ادھر شیطان پریشان تھا ادھر کافر اللہ تعالیٰ کے منکر پریشان تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے قبل پوری دنیا میں دو سپر طاقتیں تھیں۔ قیصر اور کسریٰ۔ جیسے آج کل سمجھ لو امریکہ اور روس اللہ تعالیٰ نے روس کا نو بیڑا غرق کر دیا ہے۔ انشاء اللہ امریکہ کا بیڑا بھی تباہ کرے گا۔ قیصر روم اٹلی عرب کے علاقے اور دیگر علاقے اس میں شامل تھے۔ اس کو قیصر کہتے تھے۔ اس علاقے کے بادشاہ کا نام بھی قیصر ہوتا تھا۔ کسریٰ ایران عراق افغانستان بلوچستان یہ سارے علاقے کو کسریٰ کہتے تھے۔ اس علاقے کا بادشاہ بھی کسریٰ ہوتا تھا۔ بغداد شریف سے تیس میل دور ایک بہت بڑی عمارت تھی۔ جس پر کروڑوں اربوں روپیہ لگا ہوا تھا۔

اور بڑے بڑے مینار تھے۔ اس کو ایوانِ کسریٰ کہتے تھے۔ قیصر کے علاقے کے لوگ اکثر عیسائی تھے۔ کسریٰ کے اکثر لوگ مجوسی آگ کو پوجنے والے تھے۔ جب میرے اور آپ کے آقا رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو سرکار کی آمد کی ہیبت سے ایوانِ کسریٰ پھٹ گیا اور اس کے جو بڑے بڑے مینار اور کنگرے تھے جن کی تعداد چودہ تھی زمین پر گر پڑے۔

اِنْشَقَّ اَیْوَانُ کِسْرٰی وَسَقَطَ مِنْهُ اَرْبَعَ عَشَرَ شُرَافَتُهٗ۔

ان میناروں کا گرنا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ چودہ بادشاہوں کے بعد یہ علاقہ اسلام میں داخل ہو جائے گا۔

پھر اسلام کی تاریخ پڑھ کر دیکھیں یہ سارا علاقہ سیّدنا و مولانا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دورِ خلافت میں فتح ہو کر اسلام کی سرحدوں میں داخل ہو گیا۔ ہمدان اور قم یہ ایران کے علاقے ہیں ان کے درمیان ایک بہت بڑا تالاب بنا ہوا تھا۔ جو چھ میل لمبا تھا اور چھ میل چوڑا تھا۔ اس کے ارد گرد کناروں پر بڑے بڑے بُت خانے گرجے کلیسے بنے ہوئے تھے یہ تالاب کئی صدیوں سے ہمیشہ بھرا رہتا تھا لوگ بتوں کی پُوجا کرتے دن رات شرک کفر کا مظاہرہ کرتے صبح شام اللہ تعالیٰ کا رزق کھا کر اس کی ناشکری کرتے کھاتے رب کا پیتے وحدہٗ لاشریک کا لیکن گیت گاتے بتوں کے سر جھکاتے، پتھروں کے سامنے قربان جاتے۔ اس کی بے پرواہی پہ

پھر بھی ان کے رزق میں صحت میں دولت میں کچھ فرق نہ آتا۔

؎ تنا گو بیتہ بیتہ ہے خدایا دم بدم تیرا
یہ زمین و آسماں تیرے ہیں موجود و آدم تیرا
جو دنیا میں کھا کر کرے شکوہ تیرا یا ربّ
تعجب ہے کہ ان پر بھی ہو لطف و کرم تیرا

یہ تالاب پانی سے ہمیشہ بھرا رہتا جس کی وجہ سے آس پاس کا علاقہ بڑا شاداب اور ہرا بھرا تھا۔ لوگ بڑے خوش دن رات نیڈ پادری اپنے اپنے مذہب کے لوگوں میں اپنے مسلک کی ترویج کرتے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لاتے تو اچانک وہ تالاب خشک ہو گیا۔ ساری رونقیں اس تالاب سے تھیں وہ بھی ختم ہو گئیں۔ مجوسی لوگ آگ کے پجاری تھے۔ ان کا ایک بہت بڑا آتشکدہ تھا جس میں برابر دن رات چوبیس گھنٹے آگ جلتی رہتی تھی کبھی نہ بجھی۔ ایک ہزار سال سے آگ کے پجاری اس کو روشن کر کے اس کی پوجا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب رحمت عالم کو دنیا میں بھیجا سرکار کی برکت سے آگ اُسی وقت ٹھنڈی بالکل بجھ گئی۔ مجوسیوں نے بڑی کوشش کی لیکن آگ جلنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ زرقانی شریف۔ خصائص کبریٰ۔ سیرت الرسول عربی ص۴۵ مدارج النبوت دوم ص۲۴۔ انوار محمدیہ ص۲۶۔ سیرت حلبیہ

وہ آگ ایسی بجھی کہ جلی نہیں، بجھتی بھی کیوں نہ جس رحمت للعالمین نے شفیع المذنبین نے قیامت کے دن جہنم کی آگ کے شعلے ٹھنڈے

کرتے ہیں وہ اپنی ولادت کے موقعہ پر فارس کو آگ کیسے نہ ٹھنڈی فرماتے۔

۵ دوجگ وچہ ہوئے اُجالے آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحماں والے
رحماں والے برکتاں والے آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحماں والے
تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ بنائے خدا اور بسائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش لگائے خدا اور بجھائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

الحمدللہ فقیر نے اپنی استطاعت کے مطابق سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک سے چند موتی آپ کی خدمت میں پیش کئے اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ہمیں دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کرے۔

(آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جشن میلاد کا جواز

تیسرا وعظ مبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ

(پ سورۃ آل عمران رکوع ۲)

ترجمہ:۔ اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت جو اس نے تم پر فرمائی،

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید کی ایک آیۂ کریمہ کے چند الفاظ حصول برکت کی خاطر آپ حضرات کی خدمت میں تلاوت کئے ہیں۔ انشاءاللہ آج کی اس نورانی، روحانی، وجدانی بلکہ لاثانی محفل میں یہ عرض کروں گا کہ میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کے موقعہ پر جشن منانا، خوشی کرنا، مسرت کا اظہار کرنا یہ کس کا طریقہ ہے۔ یہ کس کی سنت ہے۔ یہ کس کی ایجاد ہے؟ دعا کرو رب کائنات مجھے صحیح صحیح بیان کرنے اور سن کر اس پر عمل کرنے اور استقامت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

اہلسنت کا طریقہ

میرے دوستو! ہم بحمداللہ سُنی حنفی بریلوی ہر سال جشن میلاد مناتے ہیں اور انشاءاللہ تاقیامت تاحیات مناتے رہیں گے۔ ہم ہر سال جشن میلاد منا کر اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم خالق نہیں مخلوق ہیں، رازق نہیں مرزوق ہیں معبود نہیں عابد ہیں۔ اگر ہم نبی کو خالق مانتے تو اپنے نبی کا کبھی بھی جشن میلاد نہ مناتے ہم ہر سال جشن میلاد منا کر شرک کی جڑیں کاٹتے ہیں۔ شرک کی دیواریں گراتے ہیں۔ ہم اس لئے جشن مناتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا لاڈلا نبی پیارا حبیب محبوب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمیں عطا کر کے ہم پر احسان فرمایا ہے ہمیں اپنی قسمت پر ناز ہے کہ خالق کائنات نے ہمیں یار کی غلامی کے لئے یار کی محبت کے لئے چن لیا ہے۔ کسی عاشق نے بڑی ہی پیاری بات فرمائی کہ۔

ہ خدا عزوجل کی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی مہربانی
ہمارے حصے میں آئی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا خوانی
نبی کو نور کہنا یہ ادنیٰ سی عقیدت ہے
جہاں پہ ذکر ہو اُن کا وہ ساری بزم نورانی

میرے دوستو! یاد رکھو ذکر نبی کی محفلیں سجانا، کملی والے کا ذکر کرنا یہ خود خالقِ کائنات کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:-

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ | یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو

یا اللہ عزّوجل کون سی نعمت کو فرمایا۔ عَلَيْكُمْ جو نعمت ہم نے تم پر فرمائی۔ حضرات محترم! اللہ تعالیٰ کے فرمان پاک پر توجہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نعمت یاد کرو کون سی نعمت؟ خالقِ کائنات نے اپنی نعمت کا نام نہیں لیا کیوں؟ اس لئے کہ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں گنتی سے باہر ہیں، کوئی گنتی کرنا چاہے کوئی شمار کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ (پ ۱۳ ع ۱۸) | اور اگر تم گننا چاہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو نہیں شمار کر سکتے۔

پتہ چلا اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت زیادہ نعمتیں عطا فرمائیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ لیکن قرآن پڑھ کے دیکھو نعمتیں دینے والا نعمتیں دیتا رہا۔ لیکن کہیں یہ نہیں فرمایا۔ اے انسان فلاں فلاں نعمت میں نے دے کر تجھ پر بڑا احسان کیا۔ میری نعمت ہر وقت یاد کرتا رہ نہ نہ کہیں یہ بات نہیں فرمائی

ایک ہوتا ہے اظہارِ نعمت ایک ہوتا ہے پرچارِ نعمت، اظہار اور پرچار میں فرق ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا ہے۔ خیرات کر صدقہ کر یہ خیرات کرنا یہ صدقہ کرنا اظہار ہوگا۔ لیکن آگے بیان کرنے کی اجازت نہیں بتانے کی ضرورت نہیں یہ نہ ہو جہاں بیٹھے کہتا پھرے کہ میں نے غریبوں مسکینوں فقیروں کو مال دیا ہے، لباس پہنایا ہے اس کی اجازت نہیں کیونکہ یہ دکھلاوا ہے ریا ہے اور پرچار کا مطلب یہ ہے کہ گلی گلی تھاں تھاں، شہر شہر، گاؤں گاؤں جہاں جہاں جائے اعلان کرتا جائے یہ ہے پرچار تو اللہ تعالیٰ نے یار کو نعمت فرمایا۔ نعمت فرما کر پرچار کرنے کا حکم دیا۔ اسی لئے سُنّی نبی کی آمد پر جگہ جگہ پرچار کرتے پھرتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ :۔

آیا سوہنا عربی ماہی تے مہک پیاں گلزاراں
دنیا دے ہر گلشن اندر تے آیاں ہین بہاراں
آتشکدیاں دے وچہ ہویاں نے ٹھنڈیاں ساریاں ناراں
آمنہ دے مقصود نوں ویکھن تے آیاں حوراں بنھ قطاراں

اب دیکھنا یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پرچار سرکار کی شان کتنی بیان کرنی چاہیئے۔ اس کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں کوئی حد نہیں بتائی کوئی لکیر نہیں بتائی۔ بلکہ مطلقاً فرمایا پرچار کرو۔

اللہ غنی

امام بُوصیری علیہ الرحمۃ

آج سے آٹھ سو سال پہلے ایک فارسی نے یہی بات پڑھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے۔ میرے محبوب کی آمد پر خوب پرچار کرو کتنا کریں، کہاں تک کریں یہ سمجھ نہیں آتا۔ مسجد سے اٹھا زمانے کے امام علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں آیا کون بوصیری زمانے کا بہت بڑا علامہ ولی کامل فنا فی الرسول، کشتہ عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سرکار کے سچے عاشق، دنیا میں بڑے بڑے عاشق آئے لیکن بوصیری کے عشق پر قربان جائیے ساری زندگی سرکار کی غلامی میں گزاری۔ آپ پر ایک مرتبہ فالج کا حملہ ہوا آدھا حصہ ختم ہو گیا۔ آدھا جسم بیکار ہو گیا بڑے بڑے ڈاکٹروں طبیبوں حکیموں سے علاج کرایا لیکن بجائے صحت کے مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی حالت یہ ہو گئی کہ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے آپ کو لاعلاج قرار دیا کہ اب بوصیری کا بچنا محال ہے بارہ ۱۲ سال تک اس مرض میں مبتلا رہے۔ ہاتھوں سے پانی کا پیالہ نہیں پکڑ سکتے۔ روٹی کا ٹکڑا نہیں توڑ سکتے آپ کے گھر والے آپ کو ہسپتال سے گھر لے آئے رو پڑے امام بوصیری نے فرمایا کیوں روتے ہو، گھر والوں نے کہا کہ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ اب آپ کا بچنا محال ہے۔ آپ مسکرا پڑے فرمایا پیدا کرنیوالے نے تو نہیں جواب دیا۔ زندگی موت میرے پاک مالک کے پاس ہے گھبراؤ نہیں وہ رحیم کریم وہ کریم کرم اور رحم فرمائے گا۔ شام ہوتی پھر رات ہوتی ساری دنیا سو گئی۔ لیکن امام ابو عبداللہ شرف الدین بوصیری کو کہاں نیند آتے۔ منہ کیا مدینہ پاک کی طرف دل سے آہ نکلی پھر آنکھوں سے محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چشمے پھوٹ پڑے رو کر کہا آقا آپ اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں۔

بارہ سال سے بیمار ہوں آج ڈاکٹروں نے لاعلاج کر کے ہسپتال سے فارغ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری کائنات کے لئے علیم اور حکیم بنا کر بھیجا ہے

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ	آپ معلم بھی ہیں حکیم بھی ہیں علم سکھانے والے بھی ہیں حکمت کرنے والے بھی ہیں۔

آقا اب آخری تیری اُمید ہے۔ تیری آس رہ گئی ہے۔ آج اگر تو نے بھی علاج سے جواب دے دیا تو دنیا طعنے دے گی۔ دیکھو نبی پاک کا عاشق نبی پاک کا ثنا خوان نبی پاک کے قصیدے پڑھنے والا نبی پاک کی نعتیں پڑھنے والا لاعلاج ہو کے دنیا سے چلا گیا ہے۔ اب آپ ہی اس اپنے غلام کا علاج کیجئے پھر آپ نے فی البدیہہ اُسی وقت سرکار کی بارگاہ میں ایک عربی نعتیہ قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ روتے بھی رہے اور نعت بھی پڑھتے رہے۔ تقریباً اسی وقت ایک سو اکسٹھ اشعار سرکار کی بارگاہ میں قصیدے کے پیش کئے وہ قصیدہ کیا تھا محبت کی مالا تھی عشق کے موتی تھے، آہوں کی لڑیاں تھیں دو چار اشعار تبرک کیلئے پیش کرتا ہوں۔ سنیئے اور ایمان تازہ کیجئے پہلا شعر یہ تھا۔

۔ اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ
مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰى مِنْ مُّقْلَةٍ بِدَمٍ

کیا ہمسایوں کی یاد سے جو ذی سلم تھے تیری آنکھوں سے خون آلودہ آنسو جاری ہیں۔ ذی سلم جہاں کثرت سے درخت ہوں یہ اشارہ تھا

مدینہ پاک کی طرف کیونکہ وہاں کثرت سے کھجوروں کے درخت تھے پھر آگے یوں عرض کرتے ہیں۔

؎ مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ

محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ساری کائنات کے سردار ہیں، اور ماویٰ وملجا ہیں دنیا آخرت کے جن اور انس کے اور دونوں جماعتوں کے عرب سے اور عجم سے۔

؎ هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

وہ ہی حبیب لبیب ہیں کہ اُمید کی گئی اُن کی شفاعت کی ہر شدّت و مصیبت میں شدتوں اور مصیبتوں سے جو سختی کے ساتھ اُن کے غلاموں پر نازل ہو چکی ہیں۔ آگے عرض کرتے ہیں۔

؎ مَا سَامَنِيَ الدَّهْرُ ضَيْمًا وَّاسْتَجَرْتُ بِهٖ
اِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِّنْهُ لَمْ يُضَمِ

جب کبھی زمانہ نے مجھے تکلیف تو میں نے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی حمایت حاصل کرلی اور ظلم زمانہ سے محفوظ رہا۔

كَمْ اَبْرَاَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ
وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِّنْ رِّبْقَةِ اللَّمَمِ

بارہا اچھے ہو گئے بیمار اُن کی ہتھیلی پاک کے چھونے سے اور آزاد ہو گئے، حاجت مند جنون سے آخر میں یوں کہا کہ۔

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مَنْ أَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

اے بہترین کریم عالم آپ کے سوا میرے لئے کوئی جگہ نہیں جہاں پناہ لوں مصیبتوں کے عام نزول کے وقت۔ اللہ اکبر۔

جب سارا قصیدہ پڑھ لیا تو ساری نعت دربار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پیش کر لی تو آپ کو قدرتی سکون آگیا۔ دل میں عجیب کیفیت پیدا ہو گئی۔ پھر بادِ صبا چلی۔ ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے چلے۔ حضرت امام بوصیری کی آنکھ لگ گئی سر کی آنکھیں بند ہو گئیں دل کی آنکھیں کھل گئیں، نصیب جاگ گیا۔ مقدر کا ستارہ چمک پڑا، سوئے بھاگ بیدار ہو گئے پھر کیا ہوا مصر کے شہر بوصیر میں سرکار مدینہ، سرور قلب و سینہ، بے سہاروں کا سہارا، بے بسوں کے بس، بیکسوں کے کس، غریبوں کے ماویٰ و ملجا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی امام شرف الدین کو زیارت ہو گئی۔ قربان جاؤں شرف الدین تیرے سچے عشق پر کہ ایک ہی صدا ماری کملی والا تیرے ویہڑے آگیا۔ تیرے اجڑے گھر کو گلشن بنانے آگیا۔ عاشقوں کے پیشوا، عارفوں کے بادشاہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو علیہ الرحمۃ مدینہ شریف کی طرف منہ کر کے رو کر کہنے لگے: اے عبد القادر جیلانی کو زیارت کرانے والے محبوب، اے شرف الدین کو شفا دینے والے مدنی ماہی کبھی مجھے بھی دیدار کرا جا، کبھی مجھے بھی اپنی زیارت سے گرما جا۔ پھر خود ہی کہنے لگے کہ میں اس قابل کہاں کہ وہ سلطان کائنات میرے گھر آئے۔

کیونکہ:-

ے میں کو ہجی میرا دلبر سوہناتے ہیں کیونکہ اُس نوں بھاواں ہُو
ویہڑے ساڈے وڑ دا نا ہیں پئی لکھ وسیلے پاواں ہُو
نہ میں سوہنی نہ زر پلّے ہیں کیونکہ یار مناواں ہُو
ایہہ دُکھ ہمیشہ رہسی حضرت باہو میں روندی ہی مر جاواں ہُو

امام شرف الدین کو خواب میں اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو گئی۔ امام بوصیری نے خواب میں سرکار کے قدموں کو بوسہ دیا۔ ہاتھوں کو چوما نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ بوصیری عرض کی جی آقا۔ فرمایا کھڑا ہو جا۔ وہ بوصیری جو بارہ سال تک دوائیوں سے نہیں اُٹھ سکا۔ میرے نبی کریم کی ایک صدا پر اٹھ کے کھڑا ہو گیا سرکار بیٹھ گئے بوصیری نے دیکھا کملی والے کے اردگرد اور بھی اللہ تعالیٰ کے ولی موجود ہیں۔ میرے نبی نے فرمایا۔ بوصیری' عرض کی جی آقا' فرمایا مجھے میری نعت تو سناؤ۔ قربان جاؤں بوصیری تیری قسمت پر کہ تجھے نعت سنانے کی فرمائش کملی والا آپ فرما رہا ہے۔ دیکھو ناں آج ہم بات کریں آپ کو اچھی لگے تو آپ فرمائش کریں گے کہ دوبارہ کر نعت خواں نعت کو پڑھے۔ کسی کو شعر پسند آجائے تو لوگ کہیں گے دوبارہ پڑھ۔ لیکن امام بوصیری کو فرمائش کرنے والا کوئی عام انسان نہیں، کوئی ملک نہیں، کوئی وزیر نہیں، کوئی سفیر نہیں بلکہ اللہ عزّوجل کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ سبحان اللہ۔
میرے نبی نے فرمایا بوصیری نعت سناؤ، بوصیری نے دست بستہ عرض کی آقا میں نے تو آپ کی شان میں بڑی نعتیں لکھی ہیں کون سی سناؤں۔
اللہ اکبر۔

میرے دوستو! امام بوصیری کے عقیدے کو دیکھو آپ سرکار کی وفات شریف کے بعد ۶۰۸ھ میں پیدا ہوتے ۶۹۴ھ میں فوت ہوئے گویا کملی والے کی وفات شریف کے چھ سو سال بعد دنیا میں تشریف لائے لیکن عقیدہ کیا ہے کہ میں نے جتنی بھی آج تک نعتیں لکھی یا پڑھی ہیں۔ میرے نبی اگرچہ جسمانی طور پر مدینہ شریف میں رہتے ہیں لیکن باذن الٰہی اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بوصیری والا عقیدہ عطا فرمائے۔ امام بوصیری کی بات سن کر میرے نبی نے یہ نہیں فرمایا۔ بوصیری مجھے نہیں پتہ تم نے کون سی نعت لکھی ہے۔ تم سب نعتیں بتاؤ جو زیادہ اچھی ہو وہ تمہیں سنانے کا حکم دوں گا۔ نا نا۔ ایسی بات نہیں جب بوصیری نے پوچھا آقا کون سی نعت پڑھوں۔ میرے نبی نے مسکرا کر فرمایا وہ نعت سناؤ جو ابھی ابھی ہماری شان میں ہماری تعریف میں پڑھ رہے تھے۔ بوصیری نے نعت پڑھنا شروع کر دی۔ میرے آقا سنتے بھی جاتے ہیں خوش بھی ہوتے جاتے ہیں کہ بوصیری کا کتنا پیارا عقیدہ ہے۔ ہمارے بارے جب قصیدہ ختم ہوا نعت مکمل ہو گئی۔ میرے نبی نے فرمایا۔ بوصیری، عرض کی جی آقا فرمایا تم نے میری نعت پڑھی ہے۔ میرا قصیدہ پڑھا ہے تجھے انعام نہ دیں۔ سبحان اللہ۔ آقا ضروری ہے۔ فرمایا ہاں تاکہ پتہ چل جائے۔ میرے نعت خوانوں کو میرے گیت گانے والوں کو میری شان بیان کرنے والوں کو میری عظمت کے جھنڈے بلند کرنے والوں کو انعام دینا خوش کرنا یہ بھی محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اللہ اکبر، بوصیری نے عرض کی آقا اگر کرم کرنا ہی ہے۔ انعام دینا ہی ہے تو مجھے صحت تندرستی انعام عطا کر دو۔ میرے پاک نبی نے فرمایا میں چاہتا

ہوں۔ اپنی منزل والی چادر تحفہ دیں دوں اچھا ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی صحت لینی ہے یا چادر لینی ہے امام بوصیری نے عرض کی اے سلطانوں کے سلطان اے مختار کائنات صحت میری مرضی پر چھوڑ دو، چادر اپنی مرضی پر دے دو۔ میرے آقا دکھ کے رکھ دے دعا کرو مانگنے کا طریقہ بھی آتا ہو جو کہتے ہیں نبی دیتا کچھ نہیں قصور ان کا نہیں، کیونکہ انہیں مانگنے کا ڈھنگ نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے لیکن کبھی براہ راست کبھی وسائل کے ساتھ۔ میرے آقا نے بڑا اللہ والے گورے گورے ہاتھ اٹھائے بوصیری کے اس حصے پر پھیرے جہاں بیماری تھی، جہاں فالج تھا۔ بوصیری فرماتے ہیں ادھر میرے نبی کے ہاتھ جا رہے تھے۔ ادھر بیماری جا رہی تھی۔ سبحان اللہ۔

> اوہ کن اکھیاں دا پانی تے دل وچ ہوئے ہنیرے
> مر دل دے ٹاواں ٹاواں تے لیتے جوگی پھرن بہتیرے
> میری عمر دی گل کمائی آقا دی گلیاں دے پھیرے
> مل جاوی یار ظہوری تینوں تے کدی آ وانتے مار کھیرے

بوصیری کو شفا مل گئی، بیماری جاتی رہی پھر کریم آقا نے اپنے کندھے والی چادر اتار دی۔ اور بوصیری کو عطا فرما کر فرمایا یہ تو وہ روحانی انعام تھا یہ جسمانی انعام ہے۔ وہ باطنی انعام تھا یہ ظاہری انعام ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحت دے کر چادر عطا کر کے آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ بوصیری کی آنکھ کھل گئی جسم بالکل ٹھیک۔ نہ کوئی بیماری نہ فالج وہ چادر پاک بھی سرہانے کے پاس موجود تھی جو عالم خواب میں سرکار نے عطا فرمائی۔ بوصیری آنکھیں بند کرتے ہیں پھر کھولتے ہیں کبھی چادر پر ہاتھ پھیرتے ہیں، جسم ہلاتے ہیں۔

کہیں یوں خواب تو نہیں دیکھ رہا لیکن یہین ہو گیا خواب نہیں بیداری ہے
پھر سرکار کی حدیث یاد آگئی زبان پاک نے فرمایا کہ :۔

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ ۔	جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے خواب میں مجھے ہی دیکھا ہے۔

بخاری شریف ، مسلم شریف ، مشکوٰۃ شریف ۔

پھر امام بوصیری نے چادر مبارک کو اٹھا کر سر پر رکھ لیا پھر آنکھوں سے لگایا پھر چوم کر سینے سے لگالیا بوصیری تیرے مقدر پہ قربان تاجدار بریلی مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمۃ تو سرکار کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں اے بوصیری کو چادر دینے والے محبوب ہم تو یہ کہتے ہیں کہ :۔

سر پہ رکھنے کو مل جائیں نعلِ پاک حضور
پھر کہیں کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں !

امام بوصیری اٹھے وضو کیا شکرانے کے نفل ادا کئے تہجد پڑھی صبح کی اذان ہوئی بوصیری نے کاندھے پہ سرکار کی چادر پاک رکھی اور مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے چلے جماعت کھڑی ہوئی نماز باجماعت ادا کی ، لوگ حیران تھے کہ بیمار شرف الدین جو اٹھ کے چل پھر نہیں سکتا تھا کیسے ٹھیک ہو گیا ، دنیا سوچ رہی لیکن بوصیری اللہ تعالیٰ کی یاد میں مست ہے ۔ نماز پڑھ کے چادر مبارک کاندھے پہ رکھ کر گھر کی طرف چل پڑے ۔ راستے میں ایک زمانے کے ولی حضرت ابوالرجا الصدیق نے سلام کیا ۔ سلام کے بعد حضرت ابوالرجا الصدیق نے فرمایا ۔ مولوی جی اپنا قصیدہ تو سناؤ جو سرکار کی تعریف میں لکھا ہے ۔ امام بوصیری نے کہا حضور کون سا قصیدہ کون سی

نے تو بڑے... تو سرکار کی شان میں بڑے بڑے قصیدے بڑی نعتیں لکھی ہیں۔
حضرت ابوالرجاء محمد نے فرمایا وہ قصیدہ سناؤ جو رات کو کملی والے کی
خدمت میں سنا رہے تھے۔ سرکار... خوش ہو کر تمہیں صحت بھی دی اور
یہ چادر جو کندھے پر رکھی ہے یہ بھی عطا کی ہے۔ اللہ اکبر۔ بوصیری حیران
ہیں کہ یہ خواب ابھی تک کسی کو بتایا نہیں یہ قصیدہ کسی کو سنایا نہیں، ان
کو کیسے پتہ چل گیا۔ عرض کی حضور آپ کو اس قصیدے کا کیسے پتہ چل گیا۔
حضرت ابوالرجاء نے فرمایا مولوی صاحب،

یہ میں نے خود سنا ہے۔	لَقَدْ سَمِعْتُهَا

بوصیری اور حیران ہو گئے۔ حضور کہاں سے سنا ہے۔ فرمایا تمہاری زبان
سے۔ فرمایا جب رات کو تم میرے آقا کو یہ قصیدہ سنا رہے تھے سرکار
سن کر جھوم رہے تھے پھر چادر پاک بھی عطا فرمائی تو فقیر بھی سرکار کی محفل
میں موجود تھا۔ امام بوصیری نے سارا قصیدہ سنایا بلکہ لکھ کر پیش فرمایا یہ بات
پورے مصر میں پھیل گئی اس وقت مصر کے جو حاکم تھے، سلطان تھے ان کا
نام تھا بہاء الدین، ان کے وزیر اعظم کا نام تھا سعد الدین فاروقی وہ
نابینا تھے یہ وزیر رات کو سوئے تو خواب میں کسی نے انہیں کہا کہ اے سعد الدین
اگر آنکھوں کا نور چاہئے ہو تو شرف الدین سے قصیدہ لے کر اپنی آنکھوں پہ
لگاؤ ٹھیک ہو جاؤ گے۔ اس وزیر نے وہ قصیدہ لے کر آنکھوں سے لگایا
پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس قصیدے کی برکت سے ان کی آنکھیں ٹھیک کر دیں
پھر اس وزیر نے پورے مصر میں اعلان کر دیا کہ جو بھی بیمار ہو وہ ہمارے پاس
آئے۔ مریض آنے لگے وہ وزیر قصیدہ لے کر بیمار کے ماتھے پہ لگاتا اللہ تعالیٰ

ہر مریض کو شفا دے دیتا۔ سبحان اللہ۔ شرح قصیدہ بردہ شریف صـ۲۲-۲۱
دلائل الخیرات صـ۲۶۷۔ نشر الطیب صـ۲۲۶-۲۱۸۔

قربان جائیں ان لوگوں کے پاک عقائد پر۔ دادرسی حاصل کی تو کہاں سے سرکار کے نام پاک سے، اگر سات سو سال وفات شریف کے بعد سرکار بوصیری کی بگڑی بنا سکتے ہیں تو انشاء اللہ آج بھی سرکار اپنے غلاموں کی بگڑی بنا سکتے ہیں۔ اسی واسطے تو سنی کہتے ہیں کہ:۔

سوہنا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا نے بدل دیوے تقدیراں
اِک اِک ناسے دے وچ چمکن تے اوس دیاں تنویراں
اُس دا نام لیاں ٹٹ جاون تے غم دیاں سب زنجیراں
راہ مقصود اوسے دا دسیا تے سدا اے سچیاں پیراں

نبی کی شان

میرے دوستو عرض کیا کر رہا تھا ایک قاری صاحب امام بوصیری کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا حضور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری نعمت کے ملنے پر پرچار کرو اور ہمارے نبی ہیں نعمت صرف نعمت ہی نہیں نعمت عظمیٰ ہیں اب کملی والے کا کتنا پرچار کرنا چاہیئے۔ کتنی شان بیان کرنی چاہیئے کتنی عظمت بیان کرنی چاہیئے تو امام بوصیری نے اسی قصیدے کا ایک شعر پڑھ کر اس کو سنایا کہ:۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارىٰ فِيْ نَبِيِّهِمْ

اے مسلمان تو اپنے نبی کے بارے وہ بات نہ کہہ جو عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہی۔ کون سی بات۔ نعوذ باللہ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا بھی ہیں اور خدا کے بیٹے بھی ہیں۔

وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

باقی جو کچھ تو اپنے نبی کی شان میں کہنا چاہے جتنی تعریف کرنا چاہے کرتا جا۔

بس کملی والے کو نہ خدا کہہ نہ خدا کا بیٹا۔ باقی جو القاب دے سکتا ہے انہیں خلیفۃ اللہ کہو۔ مالک ارض و سما کہو۔ ساقی کوثر کہو۔ شافع محشر کہو مالک کونین کہو۔ قاسم جنت کہو۔ جو بھی کہو بجا ہے۔ اسی شعر کی ترجمانی تاجدار اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمۃ نے یوں فرمائی کہ آقا:۔

سرور کہوں کہ مالک مولا کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیران ہوں میرے شہا کیا کیا کہوں تجھے

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کی شان تو گنتی میں نہیں۔ آقا سرور کہوں، سردار کہوں۔ مختار کہوں۔ مولا کہوں۔ لجپال کہوں۔ مدینہ کا والی کہوں۔ ربِّ عزّوجل کا ماہی کہوں۔ آمنہ کا چاند کہوں۔ دکھیا کا سجن کہوں۔ امّت کا غمخوار کہوں۔ نبیوں کا سردار کہوں۔ مزّمل والا کہوں۔ مدثر والا کہوں۔ الم نشرح کے سینے والا کہوں یداللہ کے ہاتھوں والا کہوں۔ وجہ اللہ کے چہرے والا کہوں مصطفیٰ کہوں، مجتبیٰ کہوں یا محبوبِ خدا کہوں۔ حیران ہوں آقا کیا کیا کہوں تجھے۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ ؎

لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خَلْقْ کا مولا کہوں تجھے

سُبحان اللہ کیسی عطر و گلاب سے دُھلی ہوئی زبان سے اشعار پڑھتے ہیں کہ آقا مجھے تو سمجھ ہی نہیں آتی۔ کیا کیا القاب عرض کروں۔ نقشبندیوں کے سردار فنافی الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمتہ بہت بڑے علامہ بہت بڑے فارسی کے شاعر عالم محقق محدث کسی مریدنے کہا حضور سرکار کی شان تو سناؤ تو آپ نے اپنا ایک شعر پڑھا اور خاموش ہو گئے کون سا ؎

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

فرماتے ہیں اگر میں ہزار بار اپنے مُنہ کو مُشک اور گلاب کے پانی سے دھوؤں تو پھر بھی میرا منہ اس قابل نہیں کہ میں تعریف تو درکنار ان کا نام بھی زبان پر لانا بے ادبی سمجھتا ہوں۔ اللہ اکبر۔ اتنا بڑا امام سرکار کا نام زبان پر نہیں لاتا کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔ لیکن پاکستان کا فسادی ملاں سرکار کا چھوٹا بھائی بن کے سرکار کی مثل بنا پھرتا ہے۔ استغفراللہ۔

میاں سرکار کی شان پوچھنی ہے تو ان ملاؤں سے نہ پوچھو اللہ عزوجل والوں سے پوچھو، داتا علی ہجویری سے پوچھو، خواجہ اجمیری سے پوچھو، غوث جلی سے پوچھو، مولا علی سے پوچھو، مہر علی سے پوچھو، کھڑی کے قلندر سے پوچھو، میاں صاحب سیف الملوک لکھ رہے تھے کہ ماننے کا اسرار کیا!

لکھ رہے ہو فرمایا سیف الملوک کا قصہ لکھ رہا ہوں۔ عرض کی حضور اپنے نبی کی شان میں بھی کچھ لکھو میاں صاحب رو پڑے اور فرمایا کہ:۔

بے جے لکھ واری عطر گلابوں تے دھوییے نت زباناں
نام اُنہاں دے لائق ناہیں تے کی قلمے دا کانا !
نعت اُنہاں دی لائق پاکی تے کد اساں نادانان !
میں پلیت ندی وچہ وڑیا تے پاک کرے تن جاناں

کیونکہ :۔

اوہ محبوب حبیب ربانان تے حامی روز حشر دا
آپ یتیم یتیماں تائیں تے ہتھ سرے تے دھر دا

تو عرض یہ کر رہا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔	اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو تو،

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت بہتر چلا سرکار کی آمد پر پرچار کرنا، خوب خوشیاں کرنا یہ ربِ کائنات کا حکم ہے۔

شکر کرو

ایک دوسرے مقام پر خالقِ کائنات ایمان والوں کو شکر کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ	شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا۔
اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ سورۃ نحل ۱۱۴	اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

اگر تم اس کی پوجا کرتے ہو اگر تم اس کو معبود مانتے ہو۔ ہم نے سوال کیا۔ یا اللہ عزّوجل تیرا شکر کیوں کریں؟ اس کا فائدہ کیا ہے؟ اگر نہ کریں تو نقصان کیا ہے تو مالکِ کُل نے فرمایا:۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ	اگر تم ہماری نعمتوں پر ہمارے احسانات پر شکر ادا کرو گے تو میں اپنے احسانات میں اور زیادہ اضافہ کر دوں گا۔
لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ سورۃ ابراہیم ۱۳/۶	اگر تم نے ناشکری کی تو پھر یقین کر لو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

میرے دوستو! ان دو آیاتِ کریمہ سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اپنی کرم نوازیاں بندے پر اور زیادہ فرماتا ہے۔ اگر کوئی اس کی نعمت کی ناشکری کرے قدر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ پھر اپنی ناراضگی کا اظہار بھی فرماتا ہے اور اپنے سخت عذاب کی خبر بھی دیتا ہے۔ اب دیکھئے یہ پانی، یہ ہوا، یہ روشنی، یہ طرح طرح کے فروٹ، ہمارا جسم، ہماری صحت، یہ خوشحالی یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں کہ نہیں؟ بالکل ہیں یہ نعمتیں عارضی ہیں لیکن ان پر بھی شکر کرنا واجب ہے۔ جب عارضی نعمتوں پر فانی نعمتوں پر شکر کرنا لازمی ہے، واجب ہے تو خود بتلایئے، خود سوچیے، غور فرمایئے اس محسنِ انسانیت، رحمتِ دوعالم نورِ مجسّم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی آمد پر شکر کرنا واجب نہیں، لازم نہیں، ضروری نہیں،

جس نے بندے کو اپنے رب عزّ و جل سے ملایا جس نے بگڑے مقدر کو سنوارا۔ جس نے پوری کائنات کو اپنی دعاؤں سے نوازا جس نے بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھا راستہ بتایا۔ جس نے رو رو کر گناہ گاروں کو بخشوایا۔ جب عارضی نعمت پر شکر نہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہے تو جو اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ پر شکر نہ کرے بلکہ لوگوں کو بھی شکر ادا نہ کرنے دے بتائیے وہ خالقِ کائنات کا کتنا بڑا مجرم ہے، کتنا بڑا ناشکرا ہے۔ یہ بات تمام دنیا جانتی ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ کی نعمت عظیمہ ہیں۔ لیکن افسوس کچھ لوگ جان پہچان کر بھی شکر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم موحد ہیں۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کو صحیح ماننے والے ہیں باقی سب مشرک ہیں کافر ہیں حالانکہ قرآن یہ بتاتا ہے کہ جو نبی والے کو اللہ تعالیٰ کی نعمت نہیں مانتا یا مان کر شکر ادا نہیں کرتا وہی منکر ہے وہی کافر ہے۔ سنیئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ	یہ کفارِ مکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں۔
ثُمَّ یُنْکِرُوْنَهَا	لیکن پھر اس کا انکار کرتے ہیں۔

یعنی شکر خداوندی نہیں بجا لاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گھبراؤ نہیں میں بتاتا ہوں یہ کون ہیں یا اللہ عزّ و جل یہ کون ہیں فرمایا۔

وَاَکْثَرُهُمُ الْکٰفِرُوْنَ پ ۱۴ سورۂ نحل	اور ان میں اکثر کافر ہیں۔

حضرت امام سدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مراد حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ہیں اور انکار کرنے والے بے ایمان

کافر ہیں۔ تفسیر کنز الایمان ص۴۳۳ پتہ چلا جو سرکارِ مدینہ کا انکار کرتا ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر جسے خوشی نہیں ہوتی وہ اپنے ایمان کی جانچ پڑتال کریں، کہیں ان کا رابطہ کفارِ مکہ سے تو نہیں ملتا کیونکہ سرکار کی آمد پر کافروں کو تکلیف ہوتی تھی۔ کافر ہی بیتاب ہوئے تھے۔ کافر ہی پریشان تھے۔ انہوں نے ہی سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ	اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہ دیکھا۔
بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا۔	جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا۔
وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ۔	اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر دوزخ میں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر حضرت ابن عباس اور حضرت عمرو بن دینار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا۔	امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت ابن عباس

اس آیۃ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قَالَ وَاللّٰهِ كُفَّارُ قُرَيْشٍ	خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدلنے والے قریش کافر تھے۔
وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ	اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کون تھے۔

وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نِعْمَۃُ اللّٰہِ

فرماتے ہیں نعمت اللہ سے مراد جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ کریمہ مراد ہے۔

بخاری شریف دوم ص۵۶۶

یہی بات سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی کہ سرکارِ مدینہ اللہ تعالیٰ کی نعمت بن کر دنیا میں تشریف لائے۔

(تفسیر مظہری جلد ۶ ص۳۰۶)

جب سرکار مدینہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں تو پھر شکر کرو، خوشی کا اظہار کرو۔ کملی والے کی آمد پر خوب محبتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گیت گاؤ تاکہ پتہ چل جائے ان پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا ہے۔ ایسی خوشی کرو کہ ربِّ عزّوجل بھی خوش ہو۔ مدینہ کا سرکار ان ... خوش ہو ... کرو کہ پتہ چلے یہ انعام والے ہیں کیونکہ ... اس لئے کہ میرے پاک نبی نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ اَنْ یَّرٰی اَثَرَ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ۔

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو بڑا پسند فرماتا ہے کہ اُس کی نعمت کا اثر اس کے بندے سے ظاہر ہو۔

بیہقی شریف جلد ۳ ص۲۷۱ مشکوٰۃ شریف ص۳۷۵

الحمدللہ! اس نعمت کے اظہار کے لئے سُنّی حنفی بریلوی بارہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو سرکار کی آمد پر جلوس نکالتے ہیں، جلسے کرتے ہیں، نعتیں پڑھتے ہیں، خوشی کا اظہار کرتے ہیں تاکہ پتہ چل جائے اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کو دیا

جناب ... عطا فرمایا انہی لوگوں کو اپنا یار عطا فرمایا۔ انہی لوگوں کو نعمت عظمیٰ ... مالا مال فرمایا۔ یہی لوگ سرکار کے سچے شیدائی ہیں۔ انہی لوگوں کو محبوب کی آمد پر زیادہ خوشی ہے۔ یہی لوگ سرکار کے پکے غلام ہیں ماہ ربیع الاوّل کو ہر سُنی سرکار کے تھلنے گاتا ہوا یہی کہتا ہے کہ:۔

آجا عرب دیا سلطاناں تیری دید نوں اکھیاں ترس گئیاں
آجا ہن تے اکھیاں دے وچوں ساون دیاں بدلیاں برس گئیاں
تیرے ناں دیاں دُھماں عرشاں تے تیرے ناں دیاں دُھماں فرش اُتیاں
... دور نواز دے ہن میرے دل دیاں ہاواں کہن پیّاں

ویسے آپ خیال تو کریں، غور فرمائیں سوچیں تو سہی اللہ تعالےٰ نے جتنے احکامات کا ہمیں حکم دیا ہر عبادت کا ایک وقت مقرر فرمایا، ٹائم مقرر کیا مثلاً نماز کو لے لیجئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ...	بے شک ہر نماز ایمان والوں پر فرض ہے۔ اپنے وقت پر ظہر کی نماز عصر کے وقت نہیں پڑھ سکتے۔

عصر ... کے وقت نہیں، عشاء کی صبح کے وقت نہیں ادا ہو سکتی۔ صبح کی ... کے وقت ادا نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح ہر نماز کی رکعات بھی مقرر ہیں۔ ظہر عصر کی چار، مغرب کی تین عشاء کی چار، صبح کی دو، حج ہر مالدار مسلمان پر فرض ہے پر اس کے لئے بھی سال میں ایک وقت مقرر ہے یہ نہیں ... جب ... حج کر کے آجاؤ۔ اسی طرح روزے رکھنے کا حکم ہے اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کا مہینہ مقرر فرمایا آگے دیکھیے

نہیں رکھ سکتے۔ غرضیکہ جتنے بھی احکامات ہیں ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے
ہر عمل کے لئے ایک ٹائم مقرر ہے پر محفل والے کے ذکر کے لئے نہ کوئی وقت
مقرر ہے نہ دن کا تعین ہے نہ مہینہ کی پابندی ہے نہ سال کی تاریخ لازمی
ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محبوب ہر عبادت کے لئے وقت مقرر
جگہ مقرر، مہینہ مقرر ہے تیری شان بیان کرنے کے لئے نہ جگہ مخصوص نہ ٹائم
محدود محبوب جب بھی، جس وقت بھی تیری یاد کے کوئی چراغ جلائے گا۔ تجھ پہ
درود و سلام کے گجرے پیش کرے گا، تیرا میلاد بیان کرے گا۔ ہماری رحمتیں
ہماری کرم نوازیاں اس کا استقبال کریں گی۔ تو عرض کیا کہ رہا تھا کہ سرکار
کی آمد پر خوشیاں کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ یہی بات خالق کائنات نے
قرآن پاک کے ایک اور مقام پر فرمائی۔

خوب خوشی کرو

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ اے

میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ فرما دیجئے لوگوں کو
اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے ملنے پر

فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ
(پ۱۱ سورۃ یونس آیت ۵۸)

خوب خوشیاں مناؤ
پس یہ خوشیاں منانا بہتر ہے اس
سے جن کو وہ اپنے گھروں میں جمع
کر کے رکھتے ہیں۔

میرے دوستو! خالق کائنات نے اس آیت کریمہ میں ایمان والوں
کو خوشیاں منانے کا حکم دیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا فضل ملے اور اس کی

رحمت سے ملے۔

محترم سامعین کرام! قرآن حکیم کی اس آیتہ کریمہ کے شروع لفظ پر غور فرمائیں خالقِ کائنات فرما رہا ہے۔ قُلْ اے محبوب تو فرما دے۔ آپ قرآن پاک کا مطالعہ کرکے دیکھیں خالقِ کائنات جب اپنے بندوں سے مخاطب ہونا چاہتا ہے تو اس کے خطاب کے مختلف انداز ہیں۔ مختلف طریقے ہیں کہیں تو فرماتا ہے۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ	اے لوگو میری بات توجہ سے سنو!

کہیں خطاب اس انداز میں فرمایا۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے میرے محبوب کا کلمہ پڑھ کے

میری توحید اور یار کی رسالت کا اقرار کرنے والے مومنو، لیکن یہاں فرما رہا ہے۔ قُلْ اے محبوب تو کہہ دے جب اپنی عبادت کا حکم دیا تو فرمایا قُلْ اے میرے حبیب آپ فرما دیں۔

اِنَّ صَلَاتِیْ	بے شک میری نمازیں،
وَنُسُکِیْ	میری قربانیاں
وَمَحْیَایَ	اور میری زندگی
وَمَمَاتِیْ	اور میری موت
لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ	اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے
پ سورۃ انعام	جہانوں کا پالنے والا ہے۔

جب یار کی غلامی کا حکم دیا تو فرمایا۔ قُلْ اے سجناں تو فرما دے۔

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ	اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو
فَاتَّبِعُوْنِیْ	میری غلامی میں آجاؤ۔
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔	اللہ تعالیٰ میری غلامی کے صدقے تمہیں اپنا محبوب بنائے گا۔ جب

اپنی توحید کے اعلان کا وقت آیا تو فرمایا۔ قُلْ اے محبوب آپ فرمادیں۔

هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ	اللہ تعالیٰ ایک ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں دوسرے مقامات پر براہِ راست خطاب فرما کر لوگوں کو اپنی ذات کی طرف متوجہ کیا۔ یہاں یار کی زبان سے یہ باتیں کیوں کہلائیں۔ یا اللہ عزّوجل توحید تیری ہے تو خود براہِ راست اپنے بندوں کو کیوں نہیں اپنی وحدانیت کا سبق دیتا۔ یار کی زبان سے یہ باتیں کیوں کہلوا رہا ہے؟ خالقِ کائنات نے گویا جواب دیا کہ اس کی دو وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے۔ کہ کائناتِ ارض و سماء کی جو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہیں یہ سب صدقہ ہے۔ آمنہ کے لال کا صدیق کے یار کا مولا علی کے وِیر کا فاطمہ کے بابے کا حسنین کریمین کے نانے کا اگر وہ نہ آتا تو کائنات کی کوئی چیز معرضِ وجود میں نہ آتی۔ اب میں چاہتا ہوں جس کے صدقے دنیا والوں کو نعمتیں ملی ہیں۔ وہ محبوب خود زبان سے میری وحدانیت میری محبت اپنی غلامی کا ذکر فرمائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ محبوب ہم چاہتے ہیں توحید میری ہو، زبان تیری ہو، کلام میرا ہو، پڑھنے والا تو ہو، شان میری ہو بیان کرنے والا تو ہو۔ قرآن میرا ہو پر تلاوت کرنے والا تو ہو۔ یہی بات ایک عاشق نے کہی کہ:۔

سہ اُوہندی شان نہ کوئی تولے!
کیہڑا اُوہندی ریس کرے جہندے منہ وچوں رب بولے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خوشی کرو کب؟ فرمایا جب میرا فضل اور میری رحمت تمہیں نصیب ہو اب دیکھنا یہ ہے کہ اس فضل اور رحمت سے کونسا فضل کون سی رحمت مراد ہے؟ یہ بات، یہ مسئلہ قرآن حکیم نے خود بیان فرما دی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ	اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو انجام کیا ہوتا

نتیجہ کیا نکلتا فرمایا:۔

لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ اِلَّا قَلِيْلًا۔	تم سب شیطان کے غلام ہو جاتے سوائے چند افراد کے۔

پ۵، سورۃ نساء

اب دیکھنا یہ ہے یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے کون سا فضل اور رحمت مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وضاحت نہیں فرمائی تعین نہیں فرمایا، البتہ مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کی تقسیم فرمائی کہ فضل ربی، رحمت ربی سے مراد کیا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۱۶۹ پر علامہ نعیم الدین مراد آبادی نے تفسیر کنزالایمان صفحہ ۱۰۸ عارف باللہ علامہ امام علاؤالدین خازن نے تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۴۰۰، امام المفسرین علامہ امام رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۸۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ فضلِ ربی سے امام الانبیاء

حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک مراد ہے اور رحمت
سے مراد قرآن حکیم ہے۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی علیہ الرحمۃ نے تفسیر
نعیمی پ ۵ صـ ۳۰۳ پر اس آیہ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض مفسرین
کرام علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فضلِ ربی سے مراد بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ذات ہے اور رحمتِ ربی سے مراد بھی کملی والے کی ذات مراد ہے۔
اللہ اکبر۔ بہرحال یہ بات تو یقینی ہوگئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا
میں اس زمین پر اس آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کا فضل بن کر تشریف لائے
صرف فضل ہی نہیں فضل تو اور بھی اللہ تعالیٰ کے ہم پر بے شمار ہیں۔ سرکار
فضل عظیم یعنی سب سے بڑا فضل بن کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک
اور مقام پر یار کی عظمت بیان فرمائی۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔
پ ۱۷ سورۃ انبیاء

اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے آپ کو کائنات کے ذرّے ذرّے کے لئے رحمت بنا کے بھیجا۔

میرے دوستو! پتہ چلا سرکار اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ
کی رحمت بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے۔ اگر میرا تم پر فضل نہ ہوتا میری
رحمت نہ ہوتی تو کیا ہوتا ساری خدائی، ساری نسلِ انسانی، سارے بنی آدم، سارے
انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کے پیروکار بن جاتے۔ اللہ تعالیٰ کو سجدے
کرنے کی بجائے بتوں کو پوجتے۔ جنت کی بجائے جہنم کا ایندھن بنتے اگر
ہمیں خدا کا پتہ چلا ہے اگر ہمیں اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوتی ہے تو آمنہ کے لال

کے صدقے ہوئی یہی بات ایک دیوانے نے کہی کہ :۔

سینے وچہ حضور دا نور دستے بناں نور نہ قلب سلیم ہوندے
جے نہ نور ہوندا نہ ظہور ہوندا نہ شفا ہوندی نہ حکیم ہوندے
ابراہیمؑ خلیل نہ نوح ہوندے نتے نہ عیسیٰ تے موسیٰ کلیم ہوندے
نہ دیوانیہ اللہ داناں ہوندا جے نہ پیدا رسول کریم ہوندے

ہاں تو اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے خوشی کرو ؟ کب جب میرا فضل اور رحمت ملے تو قرآن یہ بتاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار فضل عطا فرماتے بے شمار رحمتیں عطا فرمائیں ۔ لیکن سب سے بڑا فضل سب سے بڑی رحمت جس کے صدقے سارے فضل ساری رحمتیں ملیں وہ سرکار مدینہ سرور قلب سینہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات مراد ہے ۔ سبحان اللہ ۔ تو جشن میلاد کے جواز کا مسئلہ قرآن مجید سے ثابت ہوا ۔ بشرطیکہ ایمانداری سے پڑھا جائے سرکار کی محبّت سینے میں رکھ کر پڑھا جائے ۔ عشق کی عینک لگا کر پڑھا جائے ۔ پتہ چلا سرکار کی آمد پر خوشی کرنا جشن منانا یہ بدعت نہیں شرک نہیں، بلکہ خالقِ کائنات کا حکم ہے اب کملی والے کی آمد پہ کتنا جشن منانا چاہیئے ۔ کتنی خوشی کرنی چاہیئے ۔ یہ اللہ تعالیٰ نے حد نہیں لگائی ۔ طریقہ نہیں بتایا خوشی کرنے کے بڑے طریقے ہیں ۔ خوشی کا اظہار اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے کر کے بھی کیا جا سکتا ہے روزے رکھ کر بھی خوشی ہو سکتی ہے ۔ صدقات خیرات کر کے بھی خوشی منائی جا سکتی ہے ۔ چراغاں کر کے بھی خوشی کی جا سکتی ہے ۔ جلسے جلوس کر کے بھی خوشی ہو سکتی ہے ۔ اب کیسے خوشی کریں ؟ خالقِ کائنات فرماتا ہے :۔

فَلْیَفْرَحُوْا۔	اس کے فضل اور رحمت پر خوشی کرو۔

یا اللہ عزّ وجل کیسے کریں۔ سجدے کر کے کریں۔ روزے رکھ کے کریں صدقات خیرات کر کے کریں۔ چراغاں کر کے کریں۔ جھنڈیاں جھنڈے لگا کے کریں۔ راستے سجا کے کریں۔ محفلیں سجا کے کریں۔ جلسے جلوس کر کے کریں۔ خالقِ کائنات نے فرمایا جو حیثیت ہے کرتے جاؤ جو شریعت میں جائز ہے کرتے جاؤ۔ جب میں نے قید نہیں لگائی تو تم کیوں لگاتے ہو۔ یا اللہ عزّ وجل قید کیوں نہیں لگائی خالق کائنات نے فرمایا اگر میں قید لگا دیتا، پابندی عائد کر دیتا تو تم مجبور ہو جاتے پابند ہو جاتے۔ مجھے پتہ تھا، پتہ ہے جوں جوں وقت گزرتا جائے گا، خوشی کے انداز بدلتے جائیں گے۔ اگر قید لگا دی، اگر پابندی لگا دی یار کے اُمتی پریشان نہ ہو جائیں۔ محبوب کے جشن میں کمی نہ آجائے۔ فرمایا خوشی کا حکم میں نے دے دیا ہے۔ اب ہر جائز خوشی تم کرتے جاؤ، کرم میں کرتا جاؤں گا۔ سبحان اللہ۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔

فَلْیَفْرَحُوْا	خوشی کرو
فَلْیَسْجُدُوْا	سجدے کرو

نہیں فرمایا۔

فَلْیَعْبُدُوْا	عبادت کرو

نہیں فرمایا

فَلْیُنْفِقُوْا	خرچ کرو

نہیں فرمایا۔ فرمایا تو فَلْیَفْرَحُوْا فرمایا کیوں ؟

اس لئے کہ یار کا میلاد، یار کی خوشی، محبوب کا جشن صرف سجدوں تک محدود نہ رہے۔ نمازوں تک پابند نہ ہو۔ کھانے پکانے تک محدود نہ رہے بلکہ جس کی جتنی حیثیت ہے۔ جتنی طاقت ہو وہ یار کے میلاد کا جائز طریقے سے جشن مناتا جائے، خوشی کرتا جائے۔ میری بارگاہ سے رحمتوں کی جھولیاں بھرتا جائے اللہ اکبر۔ فَلْیَفْرَحُوْا یہ اَمر کا صیغہ ہے اور اَمر میں وجوب کا معنیٰ ہے پایا جاتا ہے پتہ چلا سرکار کا میلاد منانا خوشی کرنا واجب ہے۔ اور یہ امر جمع غائب ہے اس لئے قیامت تک کے ہر مسلمان پر عید میلاد منانا واجب ہے۔ فتاویٰ نعیمیہ جلد سوم ص۱۸۔

اس آیہ کریمہ کے آخری جملوں پر غور فرمائیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ | خوشی منانا جشن میلاد منانا یہ بہتر ہے اس چیز سے جو وہ جمع کر کے رکھتے ہیں۔

جمع کیا چیز ہو سکتی ہے ؟ دنیا یا دین۔ دنیا میں مال، دولت، کوٹھیاں، مربعے کارخانے وغیرہ جمع ہو سکتے ہیں۔ دین میں نیک اعمال مثلاً نماز، روزہ، حج زکوٰۃ، صدقات، خیرات وغیرہ جمع کئے جا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس جملے نہ مال اور دولت کو خاص فرمایا نہ اعمال صالح اور تقویٰ کی طرف اشارہ فرمایا بلکہ مطلقاً فرمایا۔ مِمَّا اس مِمَّا میں دوسری میم اور الف جو کہ مَا بنتے ہیں یہ عام ہے جو کہ دنیا اور دین دونوں کی طرف اشارہ ہے دونوں کو حاوی ہے اِس مَا کے عموم کو دیکھا جائے تو گویا خالقِ کائنات اس بات کی طرف اشارہ

فرما رہا ہے۔ اے میرے محبوب کا کلمہ پڑھنے والو بے شک تم دنیا جمع کرو۔
مال بناؤ، کوٹھیاں کاریں سجاؤ مربے فیکٹریاں چلاؤ لیکن اس تمام مال کے
ذخیرے سے ان تمام دنیا کی دولت سے بہتر یہ ہے کہ تم یار کی آمد کی خوشی مناؤ
اگر میرے حبیب کی آمد پر تمہارا مال، تمہارا پیسہ تمہاری دولت خرچ نہ ہوئی تو
وہ دولت تمہاری نظروں میں کارگر ہوگی۔ تمہارے لئے تو اچھی ہوگی لیکن
ہماری بارگاہ میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں، کوئی وقعت نہیں، کوئی
حیثیت نہیں، کیونکہ وہ یار کی آمد پر، محبوب کے میلاد پر، جو خرچ نہ ہوئی
اگر اس مال کو قیمتی بنانا چاہتے ہو، برکتیں لینا چاہتے ہو تو اس فانی دولت کو
یار کی آمد کی خوشی میں لٹا دو پھر دیکھنا ہمارا کتنا کرم کتنی مہربانی ہوتی ہے۔
اللہ غنی۔ یہی بات ہم کہتے ہیں۔ کیوں

ے کیوں نہ دین ایمان تے جان سب کجھ اوس شاہ لولاک توں وار دیواں
لے کے دوہاں جہاناں دی شان شوکت اوہدی ساری پوشاک توں وار دیواں
جنوں ملے جے جگ دی بادشاہی اوہدے قدماں دی خاک توں وار دیواں
اُو دیوانیہ عرش عظیم نوں لے کے تے سوہنے روضے پاک توں وار دیواں

اب اگر دوسری طرف دیکھا جائے تو گویا خالق کائنات نے اشارہ فرما دیا
کہ بے شک نیک اعمال ضرور کرو اس کے بغیر چارہ نہیں نیکیوں کا ذخیرہ کرلو
سجدوں کے ڈھیر لگا لو، رکوعوں کو جمع کرلو، قیام و قعود کے ذخائر کرلو غرضیکہ
ہر نیکی کو جمع کرلو لیکن یار کی آمد پر جشن بھی ضرور مناؤ۔ محبوب کی ولادت
پر خوشی بھی ضرور کرو کیونکہ یہ خوشی منانا سارے دنیوی اور دینی اعمال کے
ذخائر سے زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اگر تمہیں دنیا ملی تو یار کے صدقے، دین ملا

محبوب کے صدقے نماز، زکوٰۃ، حج، صدقات کی توفیق ملی تو کملی والے کے صدقے
قرآن ملا تو یار کے صدقے، رمضان ملا تو اسی کے صدقے، ایمان ملا تو محبوب
کے صدقے، نہیں نہیں بلکہ رب رحمان ملا تو میرے حبیب کے صدقے، اسی
واسطے سُنّی کہتے ہیں کہ :-

سہ جاواں صدقے مدینے دے سلطان توں
دو جہان جس دی خاطر بنائے گئے
کملی والے دی آمد توں قربان میں
بے کساں دے نصیبے جگائے گئے
در تے دربان جبرئیل ورگے کھڑے
گونگے پتھراں نے وی اوہدے کلمے پڑھے
اوہدی مرضی جے ہووے تے دن نہ چڑھے
شہنشاہ اوہدے در تے جھکائے گئے

محترم سامعین کرام! ان چار آیات کریمہ سے پتہ چلا کہ سرکار کی آمد
پر کملی والے کی ولادت پر جشن منانا خوشیاں کرنا اللہ تعالیٰ کے حضور شکر
کرنا یہ خالقِ کائنات کا حکم ہے اور ہر مسلمان پر، ہر مومن پر ضروری ہے۔
اللہ اکبر۔ میرے دوستو جس کملی والے کی آمد پہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جشن منانے
کا حکم دیا ہے وہ نبی ایسا پیارا نبی ہے کہ وہ صرف ہمارا ہی رسول نہیں، ہمارا
ہی محبوب نہیں، ہمارا ہی مطلوب نہیں بلکہ خالقِ کائنات کا بھی رسول ہے محبوب
ہے۔ مطلوب ہے۔ میں نے عالمِ تصوّرات میں، عالمِ تخیّلات میں عرض کی اے
خالقِ کائنات اے ساری کائنات کے پالنے والے یار کی آمد پر، یار کی ولادت

پر ہمیں خوشیاں منانے کا حکم دے رہا ہے۔ ہمیں جشن منانے کا حکم دے رہا ہے۔ ہم اپنی طاقت کے مطابق ساری زندگی تیرے یار کا جشن مناتے رہیں گے۔ یہ وہ نبی صرف ہمارا ہی محبوب نہیں تیرا بھی تو محبوب ہے۔ تیرا بھی حبیب ہے تیرا بھی پیارا ہے کیا تو نے بھی یار کی آمد پر جشن منایا خوشی فرمائی۔ خالقِ کائنات نے فرمایا اے مولوی تو تو سال کے بعد ایک دن یار کا جشن مناتا ہے خوشی کرتا ہے۔ میں نے یار کی آمد پر محبوب کی ولادت پر پورا سال (یار کا والدہ کے بطن میں آنے سے ولادت تک) جشن منایا پورا سال خوشی منائی کیسے خوشی کی تو سنیئے۔

میلادِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اہتمام الٰہیہ عزّوجل

امام المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۴۷ میں علامہ امام حلبی علیہ الرحمتہ نے سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۷۸ میں یہ بات درج فرماتے ہیں کہ جس سال امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک سیدہ طیبہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک میں تشریف لایا وہ پورا سال اللہ تعالیٰ نے کامیابی کامرانی خوشحالی کا سال بنا دیا۔

فَاِنَّ قُرَیْشًا کَانَتْ قَبْلَ ذٰلِکَ فِیْ جَدْبٍ وَّضَیْقٍ عَظِیْمٍ	حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا والدہ پاک کے بطن میں تشریف لانے سے پہلے اہلِ قریش سخت بدحال تھے اور قحط سالی میں مبتلا

تھے اور سخت تنگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یار کی آمد کی برکت سے اس سال خوب بارشیں برسائیں جس کی وجہ سے سوکھے درخت ہرے بھرے ہو گئے زمین فصل اگلنے لگی۔ ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہو گئی۔ باغوں میں پھل اور پھول لگنے لگے۔ قریشیوں کی ساری پریشانیاں اور تنگیاں کملی والے کے صدقے دور ہو گئیں۔ سبحان اللہ قربان جاؤں اے خالقِ کائنات تیری عطا پر یار کے صدقے تو نے عرب والوں پہ کتنا کرم فرمایا اس حبیب پاک کی برکت سے ہم پر بھی کرم فرما دے کھڑی کے قلندر حضرت میاں محمد علیہ الرحمۃ نے جب یہ بات پڑھی تو رو پڑے اور رو کر کہا کہ:۔

رحمت دا مینہ پا خدایا تے باغ سُکا کر ہریا
بوٹا آس امید میری دا تے کر دے میوے بھریا
مِٹھا میوہ بخش اجیہا تے قدرت دی گھت شیری
جو کھاوے روگ اس دا جاوے تے دُور ہووے دلگیری

یہ تو سال بھر کی بات تھی۔ اب آیئے یہ دیکھتے ہیں کہ خالقِ کائنات نے یار کی ولادت پہ کیا جشن منایا کیسے خوشی کی امام المحققین حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کون شاہ عبدالحق؟ جس کو ہر روز جاگتے ہوتے دہلی میں کملی والے کی زیارت ہوتی تھی۔ سیرۃ النبی بعد وصال النبی جلد اوّل صفحہ ۲۳۸۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو خالقِ کائنات نے تمام فرشتوں کو آواز دی کہ دریں شب در ملک و ملکوت ندا دند کہ عالم را باخوار قدس منور

ساز ند ۔ مدارج النبوت جلد ۲ فارسی ص۹ اردو ص۱۰ ۔ جب آواز دی فرشتوں نے کہا جی ربِّ جلیل ہم حاضر ہیں کیا حکم ہے ۔ فرمایا سارے جہان کو ۔ نہیں نہیں بلکہ فرش سے عرش تک ، آسمانوں سے زمین تک پوری کائنات کو مقدس انوار سے نور کی تجلّیوں سے منور کرو ، ہر طرف نور ہی نور ہو جائے ، ہر طرف روشنی ہی روشنی ہو جائے یا اللہ عزّوجل تیرا حکم پورا ہو گیا ۔ پورا جہاں نور سے منوّر ہو گیا اور حکم فرمایا ۔ و ملائک زمین و آسماں و را اہتزاز و ابتواج آمدند ۔ زمین اور آسمان کے تمام فرشتوں کو میرا حکم ہے کہ مسرت اور خوشی کا خوب اظہار کرو ۔ جشن مناؤ خوشیاں کرو ۔ اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی تمام فرشتوں نے ، تمام جنّتی حوروں نے تمام غلمانِ بہشت نے خوشیاں منانا شروع کر دیں یہی بات سرکار کھڑی نے فرمائی کہ :-

ے سنے سنگار کیتے کل حوراں تے سہرے گاون پٹیاں
ویکھ جمال حبیب میرے دا تے صدقے ہو ہو گیّاں

جب سارا جہان منوّر ہو گیا ۔ تمام کائنات کے فرشتے جشن منانے لگے تو اب اللہ تعالیٰ نے جنّت کے سردار فرشتے کو حکم دیا کہ و بہ خازن بہشت امر شد کہ فردوس اعلیٰ بکشائند ۔ کہ اے خازن جنّت ، عرض کی جی مولا کریم فرمایا فردوس اعلیٰ کے دروازے کھول دے ۔ اب اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنّت کے دروازے کھل گئے ۔ عرض کی ، مولا کریم جنّت کے دروازے کھل گئے ہیں ۔ اب کیا حکم ہے فرمایا ۔ و عالم را بفوائح روائح معطّر گردانند ۔ جنّت کی خوشبو سے سارے جہان کو معطّر کر دو ۔ ہر طرف

جنّت کی خوشبو ہی خوشبو کر دو۔ شاہ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ آخر میں فرماتے ہیں کہ، مگر آنکہ روشن گشت و نہ ہیچ ہکانے نگر در آمدا ورا نور، سرکار کی ولادت کی رات کوئی مکان دنیا میں ایسا نہ تھا جو کملی والے کی برکت سے روشن اور منوّر نہ ہوا تھا۔ اللہ اکبر۔ سارا جہان منور ہو گیا۔ جنّت کے دروازے کھل گئے۔ ساری دنیا میں جنّت کی خوشبو پھیل گئی۔ ہر مکان نور سے منوّر ہو گیا۔ فرشتوں نے کہا، مولا کریم تمام احکامات پر عمل ہو گیا ہے۔ فرمایا اچھا اب پہاڑوں کو حکم دے دو فخر سے سر بلند کر لیں۔ سمندروں کو کہو کہ اپنی روانی تیز کر لیں۔ فرشتوں کو کہو کہ وہ زمین پر اُتر جائیں ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دیں۔ ستر ہزار حوروں کو بنا سنوار کر زمین کی طرف بھیج دیا جائے۔ ہر آسمان پر ایک زبرجد اور یاقوت کا ستون بنایا جائے۔ سورج کو ایک نور کی چادر اوڑھا دی جائے۔ ستاروں کو کہو کہ آسمان چھوڑ کر زمین کی طرف جھک جائیں۔ حوض کوثر کے کنارے کستوری کے ستر ہزار درخت لگا دیئے جائیں۔ خصائص کبریٰ جلد ا ص ۴۷

فرشتوں نے عرض کی مولا کریم تمام انتظامات مکمّل ہو گئے ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ فرشتوں نے عرض کی مولا کریم اگر حکم ہو تو ایک سوال کر لیں۔ فرمایا کرو عرض کی یہ تمام احکامات کیوں صادر فرماتے؟ یہ تمام انتظامات کیوں کرائے گئے۔ فرمایا فرشتو یہ تمام انتظامات اس لئے کرائے گئے ہیں کہ میرا محبوب میرا یار ختم نبوّت کا تاج پہن کر دنیا میں جلوہ گر ہو رہا ہے۔ یہی بات کسی عاشق نے یوں بیان کی کہ:۔

ے ایہہ کی گل بنی تارے جھک گئے نی کیوں کیہنے نوں خم آ گیا اے
اے جھاڑیاں کیوں لپن لگی تے آتشکدوں دی کون بجھا گیا اے
سروں باغاں دے وچہ پئے جھومن تے نشے انہاں نوں کون پلا گیا اے
سارے کہندے گھر عبداللہ دے تے سوہنا پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ گیا اے!

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پاک ہوئی تو ستارے زمین کی طرف جھک گئے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص فرماتے ہیں کہ میری والدہ فاطمہ بنت عبداللہ فرماتی ہیں۔ کہ جب سرکارِ مدینہ پیدا ہوتے تو میں کملی والے کے گھر میں ولادت کے وقت موجود تھیں۔ میں نے اس وقت جس چیز کی طرف دیکھا وہاں انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی تھی۔ ہر طرف نور ہی نور تھا۔ پھر میں نے آسمانوں کی طرف دیکھا تو کیا ہوا کہ۔

اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی النُّجُوْمِ	میری نظر ستاروں پر پڑی۔
تَدَلّٰی	وہ میرے قریب ہو گئے۔
حَتّٰی قُلْتُ لَتَقَعَنَّ عَلَیَّ	حتیٰ کہ میں نے گمان کر لیا کہ ستارے مجھ پر گر پڑیں گے۔

دلائل النبوہ صہ۱۲۴۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ صہ۴۷۔ زرقانی شریف جلد ۱ صہ۱۱۶۔ سیرت حلبیہ جلد ۱ صہ۹۴۔ حضرت فاطمہ جب ڈریں تو ستارے خدا کی قدرت سے گویا مسکرا پڑے۔ فرمایا فاطمہ ہماری طرف سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہم تجھ پر گرنے کے لئے نہیں جھک رہے بلکہ کملی والے کی آمد کی خوشی میں جھک رہے ہیں اور جھک کر چہرہ والضحیٰ کی زیارت کر رہے ہیں۔ اللہ اکبر۔ ادھر حضرت فاطمہ یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ ادھر حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام پیدا ہوئے تو میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، ایک کعبہ کی چھت پر۔ مدارج النبوت ص۱۱۱۔ انوارِ محمدیہ ص۳۳۔ سیرت حلبیہ جلد ا ص۱۰۹۔ سیرت نبویہ جلد ا ص۳۹۔ علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ اپنی شہرت یافتہ کتاب بیان المیلاد النبی ص۵۔ مولد العروس ص۷ میں تحریر فرماتے ہیں جب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لاتے تو،

وَكُلٌّ اَصْبَحَ بِجَمَالِ طَلْعَتِهٖ فَرِحًا مَسْرُوْرًا	پوری دنیا کا ذرّہ ذرّہ آپ کے حسن وجمال کو دیکھ کر مسکرا پڑا عرش والے خوش ہیں فرش والے مسرور ہیں۔

زمین و آسمان اپنے نبی کی آمد پر باغ باغ ہو رہے ہیں۔

وَرَقَصَ الْكَوْنُ فَرِحًا وَمَاجَ مَرِحًا۔	اور پوری کائنات کملی والے کی ولادت پر رقص کرنے لگی لڈیاں مارنے لگی ناچنے لگی۔ مسرّت اور خوشی کا اظہار کرنے لگی۔
وَاهْتَزَّ الْعَرْشُ لَيْلَةَ مِيْلَادِهٖ۔	سرکارِ مدینہ کی ولادت پر اللہ تعالیٰ کا عرش بھی خوشی میں ہلنے لگا

جیسے سرکار کے قدموں کی برکت سے اُحد پہاڑ ہلنے لگا تھا۔ میرے نبی نے فرمایا تھا۔ اُحد رُک جا ساکن ہو جا تیرے سینے پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ بخاری شریف مدارج النبوت۔

وَتَجَلّٰى الْحَقُّ عَلٰى عِبَادِہٖ۔	اللہ تعالیٰ نے یار کی ولادت کی خوشی میں اپنے بندوں پر جلووں کی انوار کی بارشیں برسائیں۔
وَاَغْنٰى فَقِیْرًا۔	اور محبوب کے صدقے غریبوں کو فقیروں کو غنی اور مالدار بنا دیا۔

حوریں جنّت سے نکل کر عطر و گلاب چھڑک رہی تھیں۔ فرشتے سیّدہ آمنہ کے اردگرد کھڑے پر پھیلائے خوشی اور مسرّت کا اظہار کر رہے تھے۔ میرے دوستو! علّامہ سیوطی، علامہ حلبی، علامہ دحلان، علامہ ابن جوزی، علامہ شاہ عبدالحق، علامہ نبہانی، علامہ زرقانی علیہ الرحمتہ کے ارشادات سے نتیجہ کیا نکلا:

نتیجہ کیا نکلا

نتیجہ یہ نکلا کہ سرکارِ مدینہ راحت قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر خود خالقِ کائنات نے عرب کو خوشحال کر دیا۔ پریشانیوں اور تکلیفوں کو دُور کر دیا۔ فرشتوں اور حوروں کو زمین پر اتارا۔ جنّت کے دروازے کھول دیئے۔ سارے جہانوں میں چراغاں کا بندوبست فرمایا۔ ساری کائنات کو روشن اور منوّر فرمایا۔ خوشبوؤں سے جہان کو معطّر بنایا۔ آسمانی ستاروں نے جھک کر سلامی دی۔ نور کے جھنڈے لہرائے۔ جنّتی شربت سرکار کی والدہ کو پلایا۔ سرکار کی آمد پر پوری دنیا میں لڑکے تقسیم کئے۔ فرشتوں نے صلوٰۃ و سلام کے نغمے گائے۔ غرضیکہ خالقِ کائنات نے یار کی آمد سے پہلے اور یار کی ولادت کے دن خوب خوب خوشی کرنے کا فرشتوں

کو حکم دیا تاکہ ثابت ہو جائے محبوب کی آمد پر سرکار کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرنا یہ بدعت شرک نہیں۔ بلکہ خالقِ کائنات کی اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی سُنّت ہے۔

الحمدللہ! اسی لئے سُنّی میلاد بھی کرتا ہے اور منکرین میلاد کو یہ بھی کہتا ہے کہ:۔

سدا میلاد مناؤ کملی والے دا
رَل مِل سہرا گاؤ کملی والے دا
ایہہ میلاد نبی سرور دا!
سارے نبیاں دے افسر دا
ورد درُود دی پاؤ!!
سدا میلاد مناؤ کملی والے دا
حوراں رَل مِل سہرا گاون!
جمن نبی دے جشن منادن
تُسی بھی جشن مناؤ!
سدا میلاد مناؤ کملی والے دا
میلاد منانا حکم خدا اے
اس دے صدقے ہر نوں شفا اے
سُنّیاں دی گل مَن جاؤ!
سدا میلاد مناؤ کملی والے دا

میرے دوستو! ان تمام روایات سے پتہ چلا کہ سرکارِ مدینہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد منانا خوشیوں کا اظہار کرنا یہ خالقِ کائنات کی بھی سُنّت ہے اور اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتوں کی بھی۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمت دے ذرا ایمان کی نگاہ سے دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منانا یہ خود تاجدارِ مدینہ کی بھی سُنّت ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر پیر کو ہر سوموار کو باقاعدگی سے روزہ رکھا کرتے تھے۔ ایک دن میرے آقا کے ایک صحابی ایک غلام نے عرض کی آقا آپ ہر پیر کو روزہ رکھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا حکمت ہے؟ کیا فلسفہ ہے؟ کیا راز ہے؟ خالقِ کائنات کا یار مسکرا پڑا۔ سرکار نے مسکرا کر فرمایا کہ میں پیر والے دن روزہ اس لئے رکھتا ہوں کہ:۔

فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ۔ مسلم شریف ص۳۶۸، مشکوٰۃ شریف ۱۷۹	میں محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیر والے دن دنیا میں آیا ہوں۔

اور پہلی وحی، پہلی قرآن مجید کی آیت بھی پیر والے دن نازل ہوئی ہے یعنی پیر والے دن اللہ تعالیٰ نے دو انعام فرمائے۔ ایک تو مجھے رحمت کی چادر پہنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا دوسرا اپنا قرآن نازل فرمایا۔ سبحان اللہ، پتہ چلا کہ سرکار کی آمد سرکار کی ولادت پہ اظہارِ تشکر کرنا یہ خود رحیم کریم نبی کی سُنّت مبارکہ ہے۔ میاں ہم تو سال بعد جشنِ ولادت مناتے ہیں۔ میرے نبی نے ہر ہفتہ اپنا جشنِ میلاد منایا تاکہ پتہ چل جائے یہ

کام بدعت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سُنّت مبارکہ ہے۔ حضرت علامہ شیخ محمد علوی مالکی مقدمہ المورد الروی میں اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ سرکار نے اپنا یوم میلاد خود منایا اور اس کی عظمت کا اظہار فرمایا۔ مسلمانوں کے محفل میلاد میں یہی ہوتا ہے اگرچہ صورت مختلف ہوتی ہے۔ مگر معنوی طور پر ایک ہی چیز ہے چاہے روزہ رکھ کر خوشی کی جائے یا کھانا کھلا کر چاہے مجلس ذکر کا اہتمام کر کے یا درُود و سلام پڑھ کے خوشی کی جائے یہ تمام باتیں اسی حدیث سے ثابت ہوتی ہیں۔ مقدمہ المورد الروی ص۹۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔ سرکار نے اپنی آمد کی خوشی پر پیر کو روزہ رکھا۔ مگر تم سُنّی حنفی بریلوی بجائے روزہ رکھنے کے دیگیں پکاتے ہو، کھانا پکا کر کھاتے کھلاتے ہو یہ کہاں کی سُنّت ہوئی۔ تم نے یہ سارے کام کھانے پینے کے لئے کئے ہوئے ہیں۔

میرے دوستو! الحمدللہ سرکار کے میلاد شریف کا کھانا گیارہویں شریف کا حلوہ یہ اللہ تعالیٰ نے اہلسنّت کے ہی حصّہ میں لکھا ہے۔ انشاءاللہ تا زندگی بلکہ قیامت تک اہلسنّت وجماعت پکاتے رہیں گے، کھاتے کھلاتے رہیں گے۔ یہ اپنا اپنا مقدّر ہے۔ یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔ کسی کے حصّے میں اللہ تعالیٰ نے میلاد شریف کا پاک کھانا گیارہویں شریف کا متبرک حلوہ لکھ دیا ہے اور کسی منکر کے حصّے کوّا ہندوؤں کے گھر کا کھانا، ہندوؤں کی سُود والی کمائی کے پیسے سے سبیل کا پانی لکھ دیا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۹۷، ۵۷۵، ۵۷۶ جناب

صائم چشتی نے بڑا پیارا اس مقام پر یہ شعر فرمایا کہ :-

؎ حلوہ شبرات نوں پکائیے تے بدعت اے
گیارھویں دا ختم جے دلائیے تے بدعت اے
سلام جے حضور نوں پچائیے تے بدعت اے
کھانے تے قرآن پڑھ کھائیے تے بدعت اے
کاں کھانے جیہڑے کبھی کانواں دے شکاریوں !
بتے او توحید دے وڈیو پجاریو ! !

سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر سیالکوٹی اپنی اکثر تقریروں میں یہ شعر پڑھتے تھے کہ :-

؎ یہ گھی اور سوجی کا عمدہ نوالہ
وہی کھائے جو ہوئے ایمان والا !

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے پاکیزہ کھانے کھاتے ہیں پاک نبی کے گیت گاتے ہیں ان چیزوں کو حرام کہنے والوں وہابیوں غیر مقلدین اہلحدیث کی غذائیں کون سی ہیں۔ گوہ کھانی حلال ہے۔ تفسیر ستاری ص۲۲۶۔ کچھوا کھانا حلال ہے۔ فتویٰ ثنائیہ جلد اوّل ص۵۵۷۔ بجّھو کھانا حلال ہے۔ عرف الجادی ص۲۳۵۔ فتویٰ ستاریہ جلد دوم ص۱۱۲۔

اسی بات کو جناب صائم چشتی نے اشعار میں پیش فرمایا کہ :-

؎ حلوا بھی طیّب اے سیویاں بھی طیّب نے
سب کھانے جائز نے سارے کھانے طیّب نے

بکرے چھترے طیب نے سب کھانے جائز نے
تسیں دسو کوتے کچھوے کتھوں پئے کھاندے او
جھوٹھیو وہابیو حدیثاں چھڈی جاندے او
جھوٹھا لیبل لا کے اینویں اہلحدیث کہاندے او
جیسا منہ ویسی غذا۔ خیر تو سرکار نے ہر پیر کو، ہر سوموار کو روزہ
رکھ کر اپنا جشن میلاد منایا۔ اپنی آمد کی خوشی منائی۔ میرے دوستو۔ اگر
سرکار کی محبت والی عینک سے کتب کا مطالعہ کیا جائے تو بکرے ذبح
کر کے کھانا، پکا کے کھلانا اور جشن آمد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام منانا
یہ بھی سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت
مبارکہ ہے۔ جب سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ شریف سے
ہجرت فرما کر مدینہ شریف تشریف لائے، یثرب سے مدینۃ المنورہ بنا
تو میرے آقا نے ایک دن چند بکرے خرید فرمائے ان کو اپنے مبارک
ہاتھوں سے ذبح فرمایا پھر باورچی کو بلایا۔ فرمایا ان کو دیگوں میں پکاؤ
بکرے پکنے شروع ہو گئے۔ سرکار نے کھانا پکوایا دیگیں تیار کرائیں۔ پھر
میرے آقا نے حضرت بلال کو فرمایا۔ بلال جی آقا، فرمایا جاؤ مدینہ شریف
میں منادی کر دو۔ آج کھانا کملی والے کے گھر ہے۔ مدینہ شریف کے تمام
مسکین، صحابہ غریب صحابہ کھانے کے وقت جمع ہو گئے۔ سرکار نے تمام صحابہ
کو خوب خوب کھانا کھلوایا۔ صحابہ کھانا بھی کھاتے جاتے اور پوچھتے بھی جاتے
آقا یہ دیگیں کس خوشی میں یہ کھانا کیوں کھلایا جا رہا ہے۔ میرے آقا نے فرمایا
میرے صحابہ عرض کی جی حضور فرمایا یہ کھانا یہ لنگر میں محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

اپنی ولادت کی خوشی میں، اپنے آنے کی خوشی میں، پکا کر تمہیں کھلا رہا ہوں اور اس خالقِ کائنات کا شکر بجا لا رہا ہوں۔ جس نے مجھے اپنا نبی بنا کر اپنا رسول بنا کر ختم نبوت کا تاج پہنا کر تمام نبیوں کا امام بنا کر اس آسمان کے نیچے اس زمین پر مبعوث فرمایا ہے۔ سبحان اللہ، بعض لوگ کہتے ہیں کہ سرکار نے اپنا میلاد نہیں منایا اپنی آمد کی خوشی نہیں منائی بلکہ سرکار نے اپنا عقیقہ کیا تھا۔ امام المحدثین فنا فی الرسول حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ اس بات کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ عقیقہ نہیں تھا بلکہ سرکار کے میلاد کی خوشی تھی۔ فرماتے ہیں کملی والے آقا کا عقیقہ تو مکہ شریف میں ولادت کے ساتویں دن بعد آپ کے پیارے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنے ہاتھوں سے کر دیا تھا۔

والعقیقۃ لا تعاد مرۃ ثانیۃ	عقیقہ زندگی میں دوبار نہیں کیا جاتا۔

اس لئے اس صدقے کو اس حقیقت پر محمول کیا جائے گا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کام اظہار شکر کے لئے کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنایا۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ:۔

فَيُسْتَحَبُّ لَنَا اَيْضًا۔	اب یہ بات میلاد شریف کرنا ہے یہ ہم سب غلاموں کے لیے عاشقانِ نبی کے لئے مستحب ہے کہ میلاد شریف منائیں۔

اِظْهَارُ الشُّکْرِ بِمَوْلِدِہٖ ۔ الحاوی للفتاوی جلد ا صہ ۱۹۶ ۔	اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادتِ پاک پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں ۔

الحمدللہ اس لئے سُنّی سرکار کی آمد پر سرکار کی ولادت پر یُوں نغمہ سرا ہوتے ہیں ۔

آگیا سوہنا جس دے ورد دی تے مُرسل کرن غلامی
من دا جن اشارے جس دے تے تارے دین سلامی
اُس دے دَر دے ہین سوالی تے کیا خاصی کیا عامی
اَج مقصود جہاں دے سارے تے مُک گئے دُکھ تمامی

بعض لوگ ان تمام دلائل کو سُننے پڑھنے کے بعد بھی یوں کہتے ہیں کہ کیا تم زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق ہو جشن مناتے ہو، میلاد مناتے ہو اگر یہی عشق کی دلیل ہے تو کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے سچے عاشق نہیں تھے؟ محبّ نہیں تھے؟ اگر تھے تو انہوں نے جشنِ میلاد منایا؟ سرکار کے میلاد شریف کے جلسے کئے؟ اگر جشن میلاد منایا تو ثبوت دو اگر نہیں منایا تو اس بدعت کو چھوڑ دو۔

میرے دوستو! یہ تمام باتیں کم عقلی اور جہالت کی باتیں ہیں، کیسے تو سنیئے ان لوگوں سے آپ پوچھیں کہ جب سرکارِ ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم دنیا میں تشریف لاتے تو کیا اس وقت صحابہ کرام موجود تھے؟ نہیں تھے کیوں؟ اس لئے کہ صحابی کی تعریف یہ ہے کہ جو ایمان کی نگاہ سے نبی پاک کی زیارت کرے۔ جس زمانے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے

نے دنیا میں قدم پاک رکھا وہ زمانہ وہ دور بالکل نازیبا کا دور تھا۔ اس دور
میں تو لوگ اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں مانتے تھے پہچانتے تھے صحابی کیسے بن جاتے
چالیس سال میرے آقا نے ان لوگوں میں اپنی پاکیزہ زندگی گزاری چالیس
سال بعد خالق کائنات نے فرمایا میرے حبیب، عرض کی جی رب جلیل فرمایا
محبوب اب میری وحدانیت اور اپنی رسالت کا اعلان کر دو۔ جب میرے آقا
نے نبوت کا اعلان فرمایا تو وہی لوگ جو آپ کو امین صادق، پاکباز کے القاب
سے یاد کرتے تھے۔ اب انہوں نے ہی میرے آقا کو کاذب۔ اور مجنوں کہنا شروع
کر دیا۔ نعوذ باللہ۔ کعبے میں کھل کر عبادت نہ کرنے دیتے۔ جب تک میرے
نبی مکہ شریف میں رہے وہ آپ کو ستاتے رہے۔ گالیاں دیتے رہے، پتھر مارتے
رہے، جو بندہ کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جاتا اس کا بھی حشر بڑا برا ہوتا۔ جو صحابہ کعبہ
میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کر سکتے تھے وہ سرکار کا میلاد کیسے مناتے؟ وہ
سرکار کے جشن کیسے مناتے۔ دوستو جشن منایا جاتا ہے امن میں سکون میں جب
سکون ہی نہ ہو امن ہی نہ ہو تو جشن سجتے نہیں۔ ہاں جب میرے آقا اپنے غلاموں
کو لے کر مکہ چھوڑ کر مدینہ شریف چلے گئے تو وہاں جا کر صحابہ نے اپنے طور طریقے
سے جشن میلاد منایا۔ بلکہ صحابہ کرام نے سرکار مدینہ سے اجازت لے کر حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جشن نبی منایا۔ میلاد پاک کی تقریریں کی سرکار
سن کر خوش ہوئے کیسے میلاد منایا تو سنیئے۔

نذرانۂ عقیدت

سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ جان کائنات
غریبوں کے آقا و مولا سیدنا و مولانا حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب نو ہجری میں غیرت سے غزوہ تبوک

سے واپس تشریف لائے۔ مدینہ پاک میں مسجد نبوی شریف میں محفل سجی سرکار کے دیوانے مستانے سرکار کی بارگاہ میں تشریف فرما ہیں۔ سارا مدینہ خوش ہے کہ آقائے کائنات بحمد للہ خیریت سے پہنچ گئے ہیں۔ سرکار کے غلام دیدار کی لذت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں کہ اچانک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس بارگاہِ نبوی میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں۔ آقا اگر اجازت ہو تو تیرا میلاد نہ بیان کروں، تیری شان میں چند اشعار نہ پیش کروں کہ آپ ہم سے پہلے کہاں تھے، کیا تھے کیسے آئے۔ سرکار محفل سجی ہوئی ہے تیرے غلام جمع ہیں بڑا لطف آئے گا، بڑا کیف آئے گا، صدارت تیری ہوگی تقریر میری ہوگی، سننے والے تیرے پروانے ہوں گے، میرے آقا مسکرا پڑے فرمایا چچا ضرور میری شان بیان کرو۔ ضرور میرا میلاد بیان کرو۔ چچا تو میلاد بیان کرتا جا تو میری شان بیان کرتا جا میں تیرے لئے دعائیں کرتا جاتا ہوں تاکہ پتہ چل جائے جو میرا میلاد بیان کرے جو میری شان کے قصیدے پڑھ کے لوگوں کو سنائے اس کے لئے نبی کے ہاتھ اٹھ جاتے ہیں۔ نبی کی دعائیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ نبی کی رحمت والا سایہ اس کے سر پہ ہوتا ہے سبحان اللہ حضرت عباس نے نعت شروع کی سرکار کا میلاد شروع کیا۔ میرے نبی نے یداللہ والے ہاتھوں سے حضرت عباس کے دعا کی کہ:۔

قُلْ لَا یُفْضِضِ اللّٰہُ فَاکَ۔	میرے چچا میری شان بیان کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کی زبان آپ کے چہرے کو ہمیشہ سلامت رکھے۔

میرے دوستو پتہ چلا جو سرکار کا میلاد بیان کرتا ہے جو نبی کی عظمت کے ڈنکے بجاتا ہے۔ میرے رسول کے قصیدے گاتا ہے۔ اس کی زبان بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتی ہے۔ اس کا چہرہ بھی اللہ تعالیٰ کی امان میں آجاتا ہے اور جو منکرِ میلاد ہیں، جو منکرِ شانِ رسول ہیں جنہوں نے دن رات نبی کے گلے کرتے ہیں جو عظمت رسول سن کر جل جاتے ہیں ان کی زبانیں ان کے چہرے اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی مسخ فرما دیتا ہے چہرے بگاڑ دیتا ہے۔ چہروں کی زینت ختم ہو جاتی، حالت یہ ہوتی ہے جب مرتے ہیں تو ڈاکٹر ان کی لاش پر لکھ دیتے ہیں اس کی شکل بعض طبی وجوہات کی بنا پر نہیں دیکھی جا سکتی لیکن جو میرے نبی کے پروانے ہوتے ہیں۔ بعض وفات کے بھی ان کے چہرے پھولوں کی طرح تازہ ہرے بھرے ہوتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے فوت ہوتے نہیں۔ میرے محسن میرے استادِ مکرم قبلہ قاری فیض احمد سیالوی علیہ الرحمۃ آپ کا جب دھیر و سیال سرگودھا میں وصال ہوا تو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ آپ فوت ہوتے ہیں کہ نہیں ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ اس نے نبض پر ہاتھ رکھا کہنے لگا۔ نبض بتاتی ہے۔ قاری صاحب علیہ الرحمۃ فوت ہو گئے پر چہرہ بتاتا ہے زندہ ہیں۔ کیونکہ چہرے پہ بار بار پسینہ آرہا ہے جو مر جاتے اس کو پسینہ نہیں آتا۔ شیخ الاسلام والمسلمین غوث زماں حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ نے فرمایا ڈاکٹر صاحب قاری صاحب بظاہر فوت ہو گئے ہیں لیکن حقیقت میں زندہ ہیں۔ یہ پسینہ رحمت کا پسینہ ہے۔ یہ پسینہ نبی کی محبت کا پسینہ ہے۔ یہ پسینہ قرآن کی خدمت کا پسینہ ہے۔ تو خیر عرض کیا کر رہا تھا۔ حضرت عباس نے میرے نبی کا میلاد پڑھنا شروع کیا شان بیان کرنا شروع کی کہ۔۔

ـہ مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي
مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

اے پیارے آقا آپ زمین پر تشریف لانے سے پہلے جنت کے سایوں میں خوشحالی اور ودلیعت گاہ یعنی بہشت آدم علیہ السلام میں رہتے تھے۔ جب کہ وہ جنت میں تھے جہاں وہ درختوں کے پتے نیچے اوپر جوڑ کر اپنا جسم ڈھانکتے تھے۔

ـہ ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ !!
أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَّلَا عَلَقٌ !!

پھر آپ نے بلاد۔ یعنی زمین کی طرف نزول فرمایا (یہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر آنے کی طرف اشارہ ہے) کیونکہ آپ ان کی پشت میں پوشیدہ تھے۔ اس وقت آپ نہ بشر تھے نہ مضغہ نہ علق تھے۔ یہ بچے کی ولادت سے پہلے ماں کے پیٹ کی کیفیات کی طرف اشارہ ہے۔

ـہ بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ
أَلْجَمَ نَسْرًا وَّأَهْلَهُ الْغَرَقُ

میرے آقا آپ کا مادہ ماشیۂ کشتی نوح علیہ السلام میں سوار تھا جس کی برکت نوح علیہ السلام کی کشتی تیر رہی تھی اور نسر بت اور اس کے ماننے والے پانی میں غرق ہو رہے تھے۔

اللہ اکبر!

ـہ تَنَقَّلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰی رَحِمٍ
اِذَا مَضٰی عَالِمٌ بَدَا طَبَقٌ

اسی طرح آپ پاک پشتوں اور پاک رحموں میں یکے بعد دیگرے مختلف طبقات میں منتقل ہوتے رہے۔

ـہ وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِیْلِ مُسْتَتِرًا
فِیْ صُلْبِہٖ اَنْتَ کَیْفَ یَحْتَرِقٗ

یہاں تک آپ نے نار خلیل علیہ السلام میں ورود فرمایا چونکہ آپ کا نور ان کی پشت میں پوشیدہ تھا تو وہ کیسے جل سکتے تھے۔

ـہ حَتّٰی احْتَوٰی بَیْتُکَ الْمُھَیْمِنُ مِنْ
خِنْدِفَ عَلْیَاءَ تَحْتَھَا النُّطُقٗ

اسی طرح آپ کا نور منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ کے خاندان جو کہ خندف کی اولاد ہیں کو وہ شرف اور بلند مقام حاصل ہوا کہ دوسرے لوگ ان کے نیچے ہیں۔

ـہ وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْ
اَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقٗ

میرے آقا جب آپ پیدا ہوئے تو اس وقت آپ کے نور سے زمین روشن ہوگئی اور آفاق منور ہو گئے۔

ـہ فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِکَ الضِّیَاءِ وَفِی
النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقٗ

ہم اسی ضیاء اور اسی نور میں رشد و ہدایت کے راستوں کو قطع کر رہے

ہیں۔ الحبیب صفحہ ۱۲۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۹۷۔ مواہب لدنیہ اول صفحہ ۵۸۵۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صفحہ ۱۰۔ ۱۲۔

میرے دوستو! توجہ فرماؤ نبی پاک کی صدارت ہے صحابہ کا اجتماع حضرت عباس میرے نبی کا میلاد بیان کر رہے ہیں۔ میرا عشق کہتا ہے کہ حضرت عباس کی اس تقریر پر صحابہ جھوم اٹھے ہوں گے۔ میرے نبی مسکرا پڑے ہوں گے۔ فرشتے داد تحسین دے رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہوگا۔ حضرت عباس نے میرے نبی کے سامنے کیسے پیارے انداز سے میلاد شریف بیان کیا کہ آقا آج تو آپ ہمارے سامنے تشریف فرما ہیں۔ آج تو آپ ہمیں اپنا فیض عطا فرما رہے ہیں۔ میرے آقا ہمارے پاس آنے سے پہلے آپ نے تمام کائنات کو فیض نبوت عطا فرمایا۔ اگر آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو تیرے وسیلہ سے نوح کا بیڑا پار ہوا تو تیرے صدقے سے اگر ابراہیم علیہ السلام پر آگ گل و گلزار ہوئی تو تیرے طفیل میرے آقا آپ جب دنیا میں تشریف لاتے تو ہر طرف نور ہی نور ہو گیا۔ اگر ہمیں ہدایت کا راستہ ملا تو تیرے صدقے۔ سبحان اللہ کیسا پیارا عقیدہ ہے۔ کیسا پیارا مذہب ہے۔ الحمد للہ اہلسنت وجماعت حنفی بریلویوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ جب حضرت عباس نے بھری محفل میں میلاد بیان کیا تو نہ نبی نے اعتراض کیا نہ صحابہ نے پتہ چلا میرے نبی کا بھی یہی خیال مبارک تھا تمام صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ سب سے پہلے میرے نبی کا میلاد حضرت عباس نے سرکار کی موجودگی میں بیان کیا۔ پتہ چلا سرکار کی موجودگی میں صحابہ نے میلاد کیا، میلاد سنا، میلاد بیان کرنا یہ صحابہ کی سنت

ہے یہ حضرت عباس نبی پاک کے چچا تھے۔ اب آیئے دیکھتے ہیں حضرت عباس کے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عباس نے سرکار کا کیسے میلاد بیان کیا۔

محفلِ میلاد

امام المحدثین حضرت علامہ ابوالخطاب عمر بن علی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب التنویر فی مولد البشیر میں یہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے ایک دن اپنے محلہ کے لوگوں کو اپنے گھر دعوت پر بلایا۔ حضرت ابنِ عباس کا گھر مدینہ شریف کے کونے پر تھا۔ تمام محلہ والے آگئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ جمع ہو گئے۔ حضرت ابنِ عباس نے تمام مہمانوں کو بٹھانے کے بعد کھانا کھلانے سے پہلے تمام دوستوں کے سامنے اپنے نبی کا میلاد بیان کرنا شروع کر دیا۔ ولادت کے واقعات لوگوں کو سنائے۔ دورانِ تقریر ایسا ذوق پیدا ہوا، ایسا سماں بندھ گیا کہ سرکار کا ہر صحابی اپنے آقا و مولیٰ کی ولادت کے واقعات سن کر عش عش کر اٹھا۔

فَيَسْتَبْشِرُوْنَ وَيَحْمَدُوْنَ	تمام صحابہ کرام اپنے آقا کی شان سن کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔

کہ مولا کریم تیرا لاکھ لاکھ بار شکر ہے تو نے ایسا نرالا ایسا حسین و جمیل اتنی شان والا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں عطا فرمایا ہے۔

وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ	پھر اپنے نبی کی ذات پر درود و سلام پڑھنا شروع کر دیا۔

سبحان اللہ گویا صحابہ کرام کہہ رہے تھے کہ:۔

۔ اُو حبیبِ خدا سرورِ انبیاء
جس دا صدیاں توسی انتظار آگیا
سُکے ہوئے چمن وچہ بہار آگئی
روندے ہوئے دِلاں نوں قرار آگیا
جس دی خاطر بچھایا گیا فرش نوں
جس دی خاطر سجایا گیا عرش نوں
جس دی خاطر بنائے گئے دو جہاں
بن کے لولاک دا تاجدار آگیا

اِدھر صحابہ کرام سرکار مدینہ کا میلاد بیان کر رہے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا رہے ہیں۔ اپنے محبوب کی ذات پر درود وسلام کے موتی نچھاور کر رہے ہیں۔ اُدھر کیا ہوا۔

فَاِذَا جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ	اچانک خالقِ کائنات کے ماہی سدرہ کے راہی، غریبوں کے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم بھی آگئے۔

سرکار نے دیکھ لیا کانوں سے سُن لیا کہ میرے صحابہ میرا میلاد بیان کر رہے ہیں مجھ پر صلاۃ وسلام کی لڑیاں نچھاور کر رہے ہیں۔ میرے آقا کی رحمت جلال میں آگئی۔ میرے نبی نے اپنی

مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۔۔۔ والی زبان سے فرمایا۔

قَالَ حَلَّتْ لَکُمْ شَفَاعَتِیْ	اے میرا میلاد بیان کرنے والو میرا

ذکر سن کر جھومنے والو میری آمد پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانے والو تمہیں مبارک ہو
آقا کس بات کی فرمایا تم سب پر میری شفاعت واجب ہو گئی اب قیامت کو
میں نے جنت میں قدم نہیں رکھنا جب تک میرے ساتھ نہیں ہو گے سبحان اللہ
ہدیۃ الحرمین صـ۴۰ ۔ رسول الکلام صـ۴۹ ۔ جشن میلاد النبی کی شرعی حیثیت صـ۱۸۴
سنیو مبارک ہو سرکار کا میلاد کرنے والے وہ خوش نصیب ہیں جن کو میرے آقا
اپنی شفاعت کی خوشخبری سنا رہے ہیں ہو سکتا ہے کبھی ہم پر بھی سرکار کرم فرما
دیں ہمارے جلسے میلاد پر تشریف لے آئیں اور ہمیں بھی اپنی رحمت والی زبان
سے فرما دیں ۔ پاکستانیو تمہیں مبارک ہو میلاد کی برکت سے تم پر میری شفاعت
واجب ہو گئی تو ہماری بگڑی بن جائے گی ۔ ہم بھی جھوم کر کہیں کہ ؂

مرحبا مرحبا آ گئے مصطفیٰ جدھیاں راہواں بڑے ویکھدے رہ گئے
گودی چکیا حلیمہ نے سرکار نوں نازاں والے کھڑے ویکھدے رہ گئے
کملی والے دی نسبت ظہوری ملی حشر نوں لاج میری جس نے رکھ لئی
میرے ہنجواں دی جس ویلے قیمت پئی ہیرے موتی جہڑے ویکھدے رہ گئے

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ سبل الھدیٰ فی مولد المصطفیٰ
میں علامہ ابو الخطاب علیہ الرحمتہ التنویر فی مولد البشیر میں علامہ عبد الحق الہ آبادی
مہاجر مکی علیہ الرحمہ مولد النبی میں علامہ سید دیدار علی رسول الکلام میں فرماتے
ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ابو درداء
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن پیر کا دن تھا میں سرکار مدینہ کی
بارگاہ عالیہ میں زیارت کے لئے حاضر ہوا میرے آقا مسجد نبوی میں تشریف
فرما تھے میں نے حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے بعد زیارت کی تھوڑی

دیر کے بعد میں نے سرکار سے گھر جانے کی اجازت مانگی۔ میرے آقا نے فرمایا ابودردا کوئی جلدی تو نہیں؟ آقا نے حکم فرمایا آج میرا پروگرام ہے کہ ذرا مدینے کی گلیوں میں گھومیں، آقا میں حاضر ہوں، حضرت ابودردا فرماتے ہیں سرکار اٹھ کر آگے چل پڑے میں پیچھے پیچھے چل پڑا۔ سرکار مدینہ شریف کے بازاروں سے ہوتے ہوتے مدینے شریف کی گلیوں سے پھرتے پھرتے حضرت عامر انصاری کے مکان کے پاس سے گزرے تو ہم نے کیا دیکھا حضرت عامر اپنے گھر میں اپنے تمام خاندان والوں کے ساتھ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے ہمراہ محفل میلاد سجائے بیٹھے ہیں تمام لوگ بڑے باادب طریقے سے سر جھکائے اپنے نبی کا میلاد سن رہے تھے۔ سرکار کا صحابی میلاد شریف بیان کر رہا ہے کہ کیسے ہمارے آقا کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے چلتے چلتے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن میں تشریف لایا اور پھر کیسے سرکار دنیا میں تشریف لائے قربان جاؤں اس محفل میلاد پر بیان کرنے والے بھی صحابی میلاد سننے والے بھی صحابی اور حقیقت میں جیسے میرے آقا کی شان کو صحابہ نے سمجھا ہے کوئی سمجھ سکتا ہی نہیں، اسی لئے تو کھڑی کے قلندر میاں محمد علیہ الرحمۃ فرما گئے کہ:-

قدر نبی دا ایہہ کی جانن دنیا دار کمینے
قدر نبی دا جانن والے سوں گئے نی وچہ مدینے
قدر پانی دا مچھلی جانے یا جانے مرغابی
قدر نبی دا میرا اللہ عزوجل جانے یا جانن اصحابی
قدر نبی دا ایہہ کی جانن نجدی لوگ کمینے
قدر نبی دا عشق جانن تے صاف جنہاں دے سینے

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت عامر انصاری اپنے تمام خاندان میں کھڑے ہو کر آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد بیان کر رہے تھے۔

وَيَقُوْلُ هٰذَا الْيَوْمُ هٰذَا الْيَوْمُ	آج کا دن تھا۔ آج کا روز تھا۔ جس دن ہمارے نبی دنیا میں

جلوہ افروز ہوئے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنے صحابی کو اپنا میلاد بیان کرتے دیکھا تو فرمایا عامر عرض کی جی آقا فرمایا مبارک ہو عرض کی آقا کس بات کی فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ فَتَحَ لَكَ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ۔	تمہارے اس عمل کو دیکھ کر تمہاری محفل میلاد کو دیکھ کر اللہ پاک نے تیرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔
وَالْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَكَ۔	اور تمام فرشتے تیرے لئے بخشش کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔

حضرت عامر نے عرض کی آقا صرف میرے لئے؟ میرے نبی نے مسکرا کر فرمایا نہیں نہیں بلکہ

مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ	قیامت تک جو بھی تیری طرح محفل میلاد سجائے گا۔ اس کو بھی

ایسا ہی ثواب ملے گا جتنا اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا فرمایا ہے۔

ہدیۃ الحرمین صفحہ ۱۴۰ تا ۱۴۱

میرے دوستو پتہ چلا کہ سرکار کا میلاد منانا بدعت نہیں بلکہ خالق کائنات

کی رحمت لینے کا ایک بہانہ ہے۔ فرشتے ایسے آدمی کے لئے بخشش کی دعائیں کرتے رہتے ہیں اسی لئے کسی عاشق نے کہا کہ :۔

قسمت نوں جگاندے نے
جیہڑے آقا دا میلاد مناندے نے

میرے دوستو! ان روایات سے پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں صحابہ کرام جشنِ میلاد کے جلسے کرتے تھے اور آج ہم بھی کرتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ اس وقت خوشی اس دور کے مطابق ہوتی تھی آج خوشی اس دور کے مطابق ہوتی ہے۔ خوشی وہی ہے صرف طریقہ کار میں فرق آ گیا ہے طریقہ بدل جانے تو چیز ناجائز نہیں ہو جاتی مثلاً حج پہلے لوگ بھی کرتے تھے آج بھی کرنے جاتے ہیں پہلے لوگ پیدل چل کر گھوڑوں پر اونٹوں پر سوار ہو کر سفر کرتے تھے۔ لیکن آج کل ہوائی جہاز پر سفر کیا جاتا ہے، حج وہی ہے لیکن آنے جانے کا سامان سفر بدل گیا۔ اسی طرح محفل میلاد کی خوشی وہی ہے۔ انداز اور طریقے بدل گئے۔ اللہ اکبر۔ یہ تو تھی بات سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور کی۔ اب آئیے میں آپ کو سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد کی بات بتاؤں کہ صحابہ کرام کیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد میلاد شریف سنتے سناتے تھے۔

حضرت کعب کا وعظ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات شریف کے بعد اور صدیق اکبر کی خلافت کے بعد جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین بنے تو حضرت عمر کبھی کبھی وقت نکال کر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے

جاتے اور فرماتے کعب مجھے سرکار مدینہ کے وہ فضائل سناؤ جو ولادت شریف سے پہلے کے ہیں۔ مجھے وہ کمالات بتاؤ جو سرکار کی آمد سے پہلے ظاہر ہوئے کیونکہ حضرت کعب توریت و انجیل کے عالم تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ ان سے سرکار کا میلاد شریف سنتے ایک دن حضرت عمر حضرت کعب کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا کعب، عرض کی جی امیر المومنین فرمایا سرکار کی شان اور کمالات نہیں سناؤ گے جو تم نے پہلی کتابوں میں پڑھے ہیں۔ عرض کی حضور آپ تشریف رکھیں میں ابھی آپ کو سرکار کے فضائل سناتا ہوں۔ حضرت عمر بیٹھ گئے۔ اب حضرت کعب نے کملی والے کی شان بیان کرنا شروع کر دی۔ میرے نبی کی ولادت سے پہلے کے حالات بیان کرنا شروع کر دیئے سبحان اللہ! کیا شان ہے میرے نبی کی حضرت کعب نے تقریر شروع کر دی۔ حضرت عمر اور دیگر لوگ محفل میں بیٹھے ہیں۔ محفل سجی ہوئی ہے۔ رنگ چڑھا ہوا ہے رنگ کیوں نہ چڑھتا میاں جس محفل میں ایک مرد قلندر ہو وہ محفل رنگ والی مقبولیت والی بن جاتی ہے تو جس محفل میں میرے آقا کے صحابہ تشریف فرما ہوں کون صحابہ؟ جن کے بارے میرا اللہ عزّوجل آپ فرماتا ہے محبوب میں تیرے صحابہ سے راضی ہوں تو ان کو فرما دے یہ بھی اپنے اللہ عزّوجل سے راضی ہو جائیں۔ وہ محفل میلاد کتنی رنگ والی تھی کتنی مقبولیت والی تھی۔ حضرت کعب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا اے میرے نبی کے صحابہ! اے میرے محبوب کے غلاموں میں نے پچھلی کتابوں میں اپنے نبی کی شان کی یہ روایت پڑھی ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دور تھا آپ تبلیغ کے سلسلے میں کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کا

گزر ایک پہاڑ کے پاس سے ہوا۔ اس پہاڑ میں آپ کو ایک پتھر نظر آیا۔ جس پر چار سطروں میں ایک عبارت لکھی ہوئی تھی۔ آپ نے وہ پتھر اٹھایا اور اس عبارت کو پڑھا۔ پہلی سطر میں یہ عبارت تھی کہ میں ہی اللہ عزوجل ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے انسانوں بس میری ہی عبادت کرو۔ دوسری سطر میں لکھا ہوا تھا۔ بے شک میں ہی اللہ عزوجل ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے رسول ہیں۔ خوشخبری ہے اس کے لئے مبارک ہوا سے جو میرے حبیب پر ایمان لایا اور میرے محبوب کی غلامی کی۔ سبحان اللہ۔ تیسری سطر میں لکھا تھا میں ہی اللہ عزوجل ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس نے مجھے سچے ایمان سے مان لیا۔ مجھے تھام لیا وہ دین دنیا میں کامیاب ہوگیا۔ چوتھی سطر میں لکھا تھا کہ میں اللہ عزوجل ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں حرم میرا ہے۔ کعبہ میرا گھر ہے جو میرے گھر میں آ گیا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوگیا۔ خصائص کبریٰ اوّل ص ۹۴ حضرت کعب کی تقریر پر صحابہ کرام جھوم رہے ہیں۔ اپنے نبی کی عظمت سن کر اپنے نبی کا میلاد سن کر ولادت سے قبل کے واقعات سن کر صحابہ سبحان اللہ فرما رہے ہیں کہ کتنے خوش نصیب ہیں ہم کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ رسول عطا فرمایا جس کی نبوت کی گواہیاں پتھر بھی دے رہے ہیں۔ قربان جاؤں صحابہ پر جنہوں نے میرے نبی کی محفلیں سجائیں اسی لئے تو سُنّی صحابہ پر قربان ہوتے ہیں کہ انہوں نے نبی سے پیار ایسا کیا جیسے حق تھا اور ہم بھی ان کے قدموں پر صدقے ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں۔

سب اصحاب نبی دے سوہنے تے سب دی شان اُچیری
نبی دے یاراں اتوں صدقے سو واری جند میری

ناں مقصود اصحاب دا کر دا تے روشن رات ہنیری
یار بنیں اصحاب دا بندیا جے ہے قسمت چنگی تیری

پتہ چلا کہ سرکار کے میلاد کی محفلیں سجانا یہ بدعت نہیں ناجائز نہیں حرام نہیں بلکہ سیدنا فاروق اعظم سیدنا کعب اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔ منکرو اگر نام سپاہِ صحابہ رکھا ہے تو تم بھی صحابہ والے کام کر لیا کرو پر یہ شرف الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے غلامانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سُنّی حنفی بریلویوں کو بخشا ہے یہ صحابہ کرام تھے۔ اب عرض کرتا ہوں کہ تابعی حضرات سرکار کا میلاد کیسے سُنتے سناتے ہیں۔

حضرت عبداللہ کا وعظ

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور تابعی ہیں حضرت ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام بھی ہیں۔ بڑے عالم متقی بہت بڑے محدث تھے۔ آپ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ سرکار کے صحابی تھے۔ ان کی خدمت میں اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ اپنے آقا کی شان اپنے آقا کا میلاد سنتے تھے۔ حضرت عطا فرماتے ہیں۔ ایک دن میں حضرت عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری آپ سے ملاقات ہوئی۔ زیارت کے بعد میں نے عرض کی حضور آپ قرآن کے بھی قاری ہیں، عالم ہیں سرکار سے سن کر آپ نے قرآن یاد کیا ہے۔ تفسیر پڑھی ہے اور ماشاء اللہ آپ توریت و انجیل کے بھی ماہر ہیں اس کا علم بھی کافی رکھتے ہیں۔ فرمایا بالکل میں توریت و انجیل کا بھی عالم ہوں۔ عرض کی حضور قرآن تو قرآن ہے وہ تو ہے ہی سارا

میرے نبی کی شان سارا قرآن میرے نبی کی صفت میرے نبی کی نعت مجھے سرکار کی وہ شان سناؤ وہ بات سناؤ جو اللہ تعالیٰ نے توریت میں میرے نبی کی شان بیان فرمائی ہے۔ حضرت عطا فرماتے ہیں۔

قُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِی التَّوْرَاةِ۔

میں نے عرض کی مجھے وہ نعت سناؤ وہ بات سناؤ جو توریت میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ نے سن کر فرمایا۔

قَالَ اَجَلْ وَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمَوْصُوْفٌ فِی التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِہٖ فِی الْقُرْآنِ۔

ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم توریت میں بھی بعض صفات میرے نبی کی موجود ہیں۔ جو قرآن پاک میں بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے توریت میں بھی اپنے محبوب کی یہ شان بیان کی کہ اے غیب کی خبریں دینے والے محبوب ہم نے آپ کو حاضر و ناظر بنا کر دنیا میں بھیجا جنّت کی بشارت دینے والا جہنم سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ان پڑھوں کو حفاظت کرنیوالا بنا کر بھیجا۔ اے میرے حبیب تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے دنیا میں تیرا نام متوکل اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا رکھا نہ تو سخت دل ہے نہ زبان دراز نہ بازاروں میں شور کرنے والا محبوب تم اتنے کریم ہو اگر تم سے کوئی برائی کرے تم بدلہ نیکی میں دیتے ہو اور برائی کرنے والے کو اپنے رَبِّ عزّ و جل کے نام پر معاف کر دیتے ہو اللہ تعالیٰ یار کو وفات عطا نہ کرے گا۔ جب

تک اس کے ذریعے ٹیڑھے دین کو سیدھا نہ کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ محبوب کے صدقے لوگوں کو ایمان نصیب کرے گا ہر طرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پرچار ہو جائے گا۔ بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف۔ باب فضائل سید المرسلین، سبحان اللہ میرے دوستو کتنا پیارا میلاد نبی پاک کا صحابی بیان فرما رہا ہے سرکار کے صحابی کی تقریر سن کر تابعی جھوم رہے ہیں کہ ہمارا نبی ایسا ممتاز نبی ہے۔ ایسا عالمگیر رسول ہے کہ قرآن تو قرآن پچھلی کتابیں بھی ہمارے نبی کا میلاد بیان کر رہی ہیں ہمارے نبی کی عظمت بیان کر رہی ہیں جب پچھلی کتابوں میں سرکار کے ترانے موجود ہیں جب توریت و انجیل میرے نبی کا میلاد بیان کر رہی ہیں تو پھر ہم کیوں نہ میلاد بیان کریں، کیوں نہ سرکار کے نغمے گائیں کیوں نہ جشن میلاد کے جلسے کریں کیوں نہ محبوب کے ترانے گائیں کیوں نہ یوں کہیں کہ:۔

عرب شریف دے چن ورگا پیدا صاحب جمال نہیں ہو سکدا
بلکہ سارے زمانے دے شاعراں دا ایڈا سوہنا خیال نہیں ہو سکدا
اوہدا ثانی ایس کائنات اندر کوئی مائی دا لال نہیں ہو سکدا
ناصر اوہدی شان نے اک پاسے پیدا دوجا بلال نہیں ہو سکدا

میرے دوستو ان تمام روایات سے پتہ چلا کہ سرکار کا میلاد پاک صحابہ کرام نے منایا۔ تابعیوں نے منایا جلسے کئے سرکار کی عظمت بیان کی۔ کملی والے کے کمالات دوستوں کو سنائے اب بھی کوئی نہ مانے تو اس کا اپنا نصیب۔ اتنے دلائل سننے کے بعد چند دوست کہتے ہیں یار کمال ہے۔ آج تک ہم نے یہ باتیں نہیں سنی تھیں۔ اگر واقعی یہ باتیں صحیح ہیں تو پھر

توضرور کملی والے کے میلاد کے جلسے کرنے چاہیئے۔ عظمت نبی کے ترانے بجانے چاہیئے۔ لیکن یہ جو تم جلوس نکالتے ہو نعرے بازی کرتے ہو، گلیاں سجاتے ہو۔ بازار سجاتے ہو، محلے سجاتے ہو، یا رسول اللہ کے نعرے لگاتے ہو یہ تو کم از کم جائز نہیں؟

سامعین کرام! الحمد للہ اگر منکرین جلسے میلاد کے منانے کے قائل ہو جائیں تو ان شاء اللہ ہم جلوس کا ثبوت محلّے گلیاں سجانے کا ثبوت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ثبوت بھی دکھائیں گے۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام باتیں بھی جائز ہیں کہ نہیں۔

تُبّع بادشاہ

امام الانبیاء، حبیب کبریا، فخر دو عالم، نور مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت پاک سے ایک ہزار سال پہلے ایک بادشاہ گزرا ہے جس کا نام حُمیر بن وردع اور اس کا لقب تھا تُبّع۔ بہت ذہین اور باکمال انسان تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اسے پوری روئے زمین کی سلطنت عطا فرمائی تھی۔ اس کا دارالخلافہ یمن تھا قرآن مجید میں دو جگہ تُبّع اور اس کی قوم کا ذکر خالق کائنات نے فرمایا پہلی مرتبہ پ ۲۵ سورۃ دخان آیت ۳۷۔ اَھُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو سوچو کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تُبّع کی قوم۔ دوسری مرتبہ پ ۲۶ سورۃ قٓ آیت ۱۴۔

وَاَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ۔	اور آیکہ والوں نے اور تُبّع کی قوم نے۔

ایک مرتبہ یہی تبع بادشاہ پوری روئے زمین کا دورہ کرنے کے لئے یمن

سے چلا جب یہ دورے کے لئے نکلا ہوگا۔ اس کی کتنی ٹھاٹھ باٹھ ہوگی؟
کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ تبع نے ایک لاکھ تیس ہزار فوجی اسلحے سے
لیس سواریوں پر سوار کرائے اور آگے پیچھے پہرہ دیتے جاتے ایک لاکھ تیرہ ہزار
فوجی مسلح پیدل بادشاہ کے پیچھے جا رہے تھے چار سو علماء جو توریت زبور کے جید
عالم تھے وہ بھی رہنمائی کے لئے ساتھ تھے۔

میرے دوستو، پہلے زمانے کے سلطان جب بھی دوروں پر جاتے تو
علمائے ربانین کو ساتھ رکھتے تاکہ ان کی رہنمائی میں صراط مستقیم سے وابستہ
رہیں اور آج کل کے بادشاہ جب دوروں پر جاتے ہیں تو سیاسی لیڈروں کو
قوم کا خون چوسنے والے بے رحم ظالموں کو قوم کو دھوکہ دینے والے چوروں کو قلمی
میراثیوں کو ساتھ لے جاتے ہیں۔ پھر ان کا جو حال ہوتا ہے وہ دنیا جانتی ہے
خیر تو تبع بادشاہ دو لاکھ تنتالیس ہزار فوجی چار سو علماء کی معیت میں دورے پر نکلا۔
دورہ کرتے کرتے وہ جہاں بھی جاتا لوگ اس کا پرجوش استقبال کرتے۔
اس کی آمد پر نعرے لگاتے ہر علاقے کے وزیر سفیر اس کا شایانِ شان استقبال
کرتے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی خدمت کرتے بادشاہ خوش ہو کر وہاں
سے آگے چلا جاتا۔ تبع دورے کرتا کرتا مکہ شریف پہنچا تو مکہ شریف کے کسی آدمی
نے بادشاہ کا استقبال نہ کیا نہ نعرے لگائے نہ حوصلہ افزائی کی۔ تبع بڑا حیران ہوا
کہ کمال ہے میں جہاں بھی گیا ہوں لوگوں نے مجھے عزت دی میرا شاندار استقبال
کیا لیکن اس شہر میں سے کسی کو توفیق نہیں ہوئی آخر وجہ کیا ہے؟ تبع نے
ایک وزیر کو بلا کر سب بات پوچھی تو وزیر نے کہا "اے سلطانِ زمانہ بات
یہ ہے کہ مکہ کے لوگ بڑے مغرور اور متکبر ہیں یہ کسی آدمی کو اپنے برابر نہیں

سمجھتے تبع نے کہا آخر کیا بات ہے؟ وزیر نے کہا سرکار یہاں بیت اللہ شریف ہے جسے یہ لوگ خانہ خدا کہتے ہیں جس کی زیارت کیلئے لوگ دور دراز سے یہاں آتے ہیں۔ کعبہ شریف کی زیارت کے ساتھ ان کی بھی بڑی خدمت ہوتی ہے۔ بادشاہ نے کہا، اگر یہ بات ہے تو میں کعبہ کو گرا دوں گا۔ نہ یہ رہے گا نہ یہ ایسے مغرور بن کے رہیں گے۔ وزیر بات سن کر باہر آیا۔ بادشاہ نے کعبہ شریف کو گرانے کا حکم دینے کیلئے اٹھا تو اللہ تعالیٰ کا غضب جلال میں آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کے سر میں درد پیدا کر دیا جس کی وجہ سے وہ ایک قدم بھی باہر نہ نکال سکا۔ درد اتنا شدید تھا کہ سنبھلے نہ سنبھالا گیا فوراً ڈاکٹروں طبیبوں کو بلایا گیا لیکن فرق ہونے کی بجائے درد بڑھتا گیا حالت یہ ہو گئی کہ بادشاہ نے سمجھا کہ اب میں زندہ نہیں رہ سکتا بادشاہ کے لشکر میں ایک روحانی طبیب بھی تھا وہ بھی بادشاہ کو دیکھنے کے لئے آیا۔ جب بادشاہ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ مرض آسمانی ہے علاج زمین کے ہو رہے ہیں۔ اس روحانی طبیب نے کہا بادشاہ ایک بات پوچھوں ناراض تو نہیں ہو گے۔ بادشاہ نے کہا نہیں، اس نے کہا کہ تم نے کہیں کعبہ شریف کو گرانے کا پروگرام تو نہیں بنایا۔ اس نے کہا بالکل روحانی طبیب نے کہا، اے تبع کعبہ شریف کا مالک کوئی انسان نہیں بلکہ خالق کائنات ہے جو زمین و آسمان کا پروردگار ہے۔ ایک عام انسان اپنے گھر کو نہیں گرنے دیتا وہ خالقِ کل کیسے اپنے گھر کو گرتا برداشت کر سکتا ہے۔ اگر خیریت چاہتے ہو اگر صحت چاہتے ہو تو فوراً توبہ کرو کعبہ شریف کو گرانے کا خیال دل سے نکال دو، دوائی کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ بغیر دوائی کے شفاء عطا فرما دے گا۔ روحانی طبیب یہ بات کہہ کے اٹھا بادشاہ کی آنکھوں میں آنسو

جاری ہو گئے۔ سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ عرض کی اے رب کائنات میں بھول گیا ہوں۔ مجھے پتہ نہیں تھا یا اللہ تجھے اپنی عزت جلالت کی قسم مجھے معاف کر دے جب یہ بات کہی تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرما دی۔ سر درد ٹھیک ہو گیا۔ خون آنا بند ہو گیا۔ بیماری چلی گئی۔ ایسے لگتا تھا بیماری آئی نہیں سبحان اللہ مالک خالق جو ہوا بے پرواہ جو ہوا۔ اسی لئے تو کھڑی کے قلندر کہتے کہتے دنیا سے پردہ فرما گئے کہ :۔

لطف کریندا تے کرم فرمیندا تے ہرڑے کم سنوارے
سب خلقت دا راکھا اوہی تے بھید چھپانے سارے
ہر عاجز تے اوہ رحمت کردا تے کرے قبول دعائیں
بن منگے اوہ لکھ دیون والا تے محرم دل دا سائیں

تبع کو جب اللہ تعالیٰ نے شفاء بخشی وہ بڑا خوش ہوا۔ اپنا پرانا مذہب چھوڑ کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین کو قبول کر لیا۔ ملت ابراہیمی کا پروانہ بن گیا۔ کعبہ شریف کا طواف کیا۔ اس زمانے میں کعبہ پہ غلاف نہیں ہوتا تھا۔ تبع نے بیماری سے شفاء ملنے کی خوشی میں سب سے پہلے کعبہ شریف پہ غلاف چڑھایا جو آج تک چلا آ رہا ہے پھر حج کی سعادت حاصل کی۔ پورے مکہ والوں کی دعوت کی، کعبہ سے سارے بتوں کو صاف کرایا۔ ناپاک عورتوں کا داخلہ بند کر دیا۔ کعبہ شریف کا اس دور میں کوئی دروازہ نہیں تھا۔ دروازہ بنوا کر کعبہ شریف کو تالا لگا کر چابی مجاور کو دی تاکہ ہر بندہ کعبہ شریف کے اندر جا کر بے حرمتی نہ کرتا رہے۔ چند دن کے بعد مکہ شریف سے پھر دورہ کرنے کے لئے نکلا، فوج بھی ساتھ ہے، علماء بھی ساتھ ہیں چلتے چلتے وہاں پہنچا جہاں

آج مدینہ پاک موجود ہے۔ مدینہ پاک میں چند دن گزارے۔ چند دن کے بعد فوج کو حکم دیا کہ چلو تیاری کرو فوج تیار ہوگئی۔ لیکن علماء نے تیاری نہ کی بادشاہ چار سو یا چار ہزار علماء کے پاس آیا اور کہا کہ کیا بات ہے آپ حضرات تیار کیوں نہیں ہوتے ان علماء کے سب سے بڑے سردار شامول نے فرمایا۔ بادشاہ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو آپ ہمیں اجازت دیں ہم ہمیشہ کے لئے یہاں ڈیرے لگالیں۔ بادشاہ بڑا حیران ہوا اور مسکرا کر کہا حضرت صاحب آپ جیسے علماء بڑے سیدھے اور بھولے ہوتے ہیں۔ شامول نے کہا وہ کیسے تو تبع نے کہا کہ ہم نے پوری زمین پورے علاقے کا پوری سلطنت کا دورہ کیا ہے۔ بڑے بڑے حسین وجمیل شہر آئے پیارے پیارے سرسبز شاداب علاقے آئے آپ نہیں رُکے تو ان علاقوں میں ان شہروں میں نہیں رکے اور اگر رکنے پر آگئے ہیں تو اس جنگل میں پروگرام بن گیا ہے۔ تبع کی بات سن کر علماء کے سردار شامول بولے اے بادشاہ آپ کو کیا خبر اس جنگل کی شان کا آپ کو کیا پتہ اس علاقے کا اگر آپ کو پتہ ہوتا آپ کو خبر ہوتی تو آپ کبھی ایسی بات نہ کرتے۔ تبع بات سن کر حیران ہوگیا کہ واقعی کوئی بات ہے تو تبھی چار ہزار علماء کرام اس جنگل میں ہمیشہ رہنے کا پروگرام بنا رہے ہیں پوچھا مولانا آخر اس جنگل میں رہنے کا مقصد کیا ہے؟ عالم ربانی نے فرمایا دنیا کی خاطر نہیں دولت کی خاطر نہیں، زر زمین کی خاطر نہیں، سلطنت اور بادشاہی کی خاطر نہیں بلکہ صرف اور صرف نبی آخرالزمان امام الانبیاء حبیب کبریا مالک ارض وسماء حضرت سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے۔ بادشاہ نے کہا آپ کو کیسے پتہ چلا کہ اس جنگل میں نبی آخرالزمان تشریف لائیں گے، تو

عالم ربانی نے فرمایا کہ ہم نے توریت اور زبور میں پڑھا ہے۔ اے بادشاہ اب تو تمہیں یہ جنگل نظر آرہا ہے۔ لیکن ایک وقت آئے گا یہ جنگل منگل بن جائے گا۔ یہ دیہات یہ قصبہ کائنات کے لئے مرکزِ ہدایت بن جائے گا۔ سرکار آخرالزمان پیدا مکہ شریف میں ہوں گے۔ اپنی زندگی کے باون برس وہیں گزاریں گے۔ لیکن زندگی کے آخری دس برس یہاں آکر گزاریں گے۔ اسلام کا جھنڈا بلند کریں گے۔ بت پرستوں کو خدا پرست بنائیں گے۔ پتھروں کے سامنے جھکنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکائیں گے۔ پھر یہیں آپ کا وصال ہوگا یہیں آپ کا روضہ انور بنے گا اسی روضے پر ستر ہزار شام کو اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے نازل ہوا کریں گے۔ اسی مدینہ کی گلیوں کی چوکیداری فرشتے کیا کریں۔ سرکار کے روضہ پہ دنیا بھر کے مسلمان آئیں گے۔ غوث قطب ابدال یہیں سے آکر فیض لیا کریں گے۔

میرے دوستو دیکھ لو آج میرے آقا کے روضے پہ کائنات کا ہر مسلمان جانے کے لئے بیتاب ہے، سب جانے کے لئے بیقرار ہیں جو ایک مرتبہ جاتا ہے کہتا مولا کریم ہر سال یار کے در کی حاضری نصیب فرما لیکن نجدی نہیں جاتے نہ مسلمانوں کو جانے دیتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ حج کرنے جاؤ تو حج کر کے گھروں کو چلے جاؤ۔ مدینے شریف جانے کی ضرورت نہیں وہاں کیا رکھا ہے اگر جانا ہی ہے تو سرکار کے روضے کی نیت سے نہ جاؤ صرف مسجد نبوی کی حاضری کی نیت سے جاؤ۔ یہ مسئلہ اہلحدیث اور غلام خانیوں دیوبندیوں کا ہے۔ فقہ محمدیہ کلاں صہ ۱۰۵۔ فتح المجید شرح کتاب التوحید۔ مسئلہ زیارت نبوی صہ ۱۸۱۔ فتویٰ ثنائیہ اول صہ ۷۰۔ مقیاس وہابیت صہ ۲۴۰۔ ۲۴۲۔ حج و زیارت صہ ۱۹

یہ بدنصیب نہ خود در پاک پر جاتے ہیں نہ جانے دیتے ہیں یہ حالانکہ میرے کملی والے نے فرمایا۔

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ ۔ | جس میرے اُمتی نے کعبہ شریف کا طواف کیا۔ حج کی دولت سے مالامال

ہوا۔ لیکن :۔

فَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ ۔ | حج کے بعد میری زیارت نہ کی تو اس نے میرے ساتھ زیادتی کی۔

صحابہ نے عرض کی آقا آپ کی زیارت کا فائدہ کیا ہوگا۔ حج تو ہو گیا میرے آقا نے فرمایا میری زیارت کے میرے اُمتی کو دو فائدے ہوں گے۔ آقا کون کونسے فرمایا پہلا فائدہ یہ کہ :۔

مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّۃَ | جس میرے اُمتی نے مکہ شریف کا حج کیا۔

ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ | پھر وہاں سے میری زیارت کا پروگرام بنایا۔ میری مسجد میں،

کُتِبَتْ لَہٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ ۔ | اللہ تعالیٰ اس کو دو مقبول حجوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

سبحان اللہ کیا شان ہے میرے آقا کے دیدار کا سرکار نے فرمایا۔ میرے غلاموں اگر کعبہ تک تمہاری حاضری محدود رہی تو صرف ایک حج ہوگا۔ پتہ نہیں وہ بھی قبول ہوتا ہے کہ نہیں لیکن میری زیارت کا یہ فائدہ ہوگا کہ ایک نہیں دو حج کا ثواب تمہارے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اور دوہ

بھی مقبول حج اسی لئے تو محمد اعظم چشتی ساری عمر کہتے رہے کہ

یا رب ہور نہ منگاں تیتھوں تے مینوں یار دے دیس پچا دے
جتھے جھاڑو دین فرشتے اوہ سوہنا شہر وکھادے!
جہناں گلیاں وچہ پھریا سوہنا اونہاں گلیاں دی خاک بنادے
اعظم تے جے کرم کمادیں اینہوں یار دی دید کرادے

دوسرا فائدہ کیا ہوگا۔ میرے آقا نے فرمایا۔

مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا | جو صرف اور صرف مدینہ شریف میں میری زیارت کو آئے۔ میرے

دیدار کے لئے آئے اور کوئی مقصد نہ ہو اور کوئی غرض نہ ہو تو پھر کیا ہوگا۔

فرمایا:۔

كَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ | پھر مجھ پر میرے اُمتی کا حق ہے کہ میں قیامت والے دن اس کی شفاعت کرکے اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤں۔ سبحان اللہ۔

جس کی شفاعت میرے آقا نے کردی اس کے تو وارے نیارے ہوں گے۔ وہ تو نعرے لگاتا ہوا جنت میں جاتے گا۔ صحابہ نے عرض کی آقا یہ تو زندگی کی بات ہے۔ یہ تو آپ کی ظاہری حیات کاملہ ہے۔ جب آپ دنیا سے پردہ فرماجائیں گے۔ پھر حاجی کیا کریں آپ کی کیسے زیارت کریں۔ کیونکہ آپ تو قبر انور میں تشریف لے جائیں گے۔ میرے آقا نے فرمایا پھر بھی میرے اُمتی حج کے بعد میری زیارت کو آئیں۔ میری قبر کو دیکھیں یہاں بیٹھ کر ایسے زیارت کریں جیسے

زندہ آدمی کی زیارت کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ،

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ ۔ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ	جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ ایسے سمجھے کہ میں نے زندہ نبی کی زندگانی میں زیارت کی۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر نبی بعد وفات کے زندہ ہوتا ہے۔ تو میں بھی بعد وفات کے زندہ رہوں گا آقا جو آپ کی قبر انور کی زیارت کرے گا۔ اس کو بھی کوئی فائدہ ہوگا میرے آقا مسکرا پڑے فرمایا ضرور ہوگا آقا کون سا فائدہ فرمایا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ	جس میرے اُمتی نے میری قبرِ انور کی زیارت کی۔
كُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا شَهِیْدًا	قیامت والے دن میں خالق کائنات کی بارگاہ اس اُمتی کے ایمان کی اور اپنے در پہ حاضری کی گواہی دونگا

پھر شفاعت کرکے اس کو جنت کا مستحق بنا دوں گا۔ اللہ اکبر۔ جذب القلوب ص۲۰۳-۲۰۴۔ پتہ چلا جو حج کرنے جاتے وہ مدینہ شریف ضرور جاتے پر نجدی لوگ نہیں جاتے کیوں نہیں جاتے اس لئے کہ مدینہ کے آقا ان بدنصیبوں کو اپنے در پہ آنے ہی نہیں دیتے در رسول پر قسمت والے جاتے ہیں نصیب والے جاتے ہیں۔ عاشق جاتے ہیں محبت والے جاتے ہیں جب جاتے ہیں سرکار کا در نظر آتا ہے۔ سرکار کی قبر پاک دیکھتے ہیں تو بے ساختہ یوں پکار کر

کہتے ہیں۔

؎ تیری خیر ہووے پہرے دارا
روضے دی جالی چم لین دے
اساں ویکھنا اے رب دا نظارہ
روضے دی جالی چم لین دے
نہ اُدھ طور نہ عرش معلیٰ
اوتھے ہی ویلے رب دی تجلیٰ
ایہہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دا پاک دوارہ
روضے دی جالی چم لین دے
ساڈے مولا نے ایہہ دن دکھلائے
آکے ڈیرے غریباں نے لائے
ایتھے رب دا حبیب پیارا اے
روضے دی جالی چم لین دے

عاشقوں کا حج

نجدی کہتے ہیں مدینے شریف نہ جاؤ۔ کیا ضرورت ہے۔ وہاں کیا رکھا ہے۔ وہاں جانے کا کوئی فائدہ نہیں بس حج کرنا تھا کر لیا۔ فرض ادا ہو گیا۔ پر عاشقوں سے پوچھو غلامانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھو حج کر کے مدینہ شریف جانا چاہیئے کہ نہیں قلندر گولڑہ غوث زمان سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی پہ چشتی سیالوی علیہ الرحمۃ ہر سال حج کرنے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ حج کر کے مدینہ شریف سرکار کے در پاک پہ حاضری کے لئے پہنچے تو کئی جانے والے نے اپنے ساتھی سے کہا

دیکھو یہ پیر مہر علی شاہ ہیں۔ اکثر حج کرنے آتے ہیں۔ کتنا عشق ہے ان کو کعبہ شریف سے کتنا پیار ہے۔ ان کو جب آپ نے سنا تو مسکرا کر فرمایا بھائی آپ کی محبت کا شکریہ آپ نے اندازہ صحیح نہیں لگایا۔ اُس نے عرض کیا حضور کیوں؟ آپ حج کرنے نہیں آتے؟ کعبہ شریف کا طواف کرنے نہیں آتے۔ حجر اسود کے بوسے لینے صفا مروہ پہ دوڑ لگانے نہیں آتے۔ آپ نے فرمایا یہ سب بہانے ہیں۔ حقیقت ہمارے آنے کی کچھ اور ہے حضور حقیقت کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ۔

کوئی پانی دے بھر آئیاں

حج دا بہانہ اے دیکھن مدنی دا گھر آئیاں

بے مثل خزینہ اے

لوکاں دیاں لکھ ٹھاراں ساڈی ٹھار مدینہ اے

مدینہ شریف کی قدر پوچھنی ہے تو محبانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھو ان خشک اور نجدی مُلاؤں کو کیا خبر مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ بہت بڑے نقشبندی عالم فاضل ولی کامل تھے۔ آپ حج کرنے کے لئے ایران سے مکہ شریف تشریف لائے قافلہ بھی ساتھ ہے۔ حج کرنے کے بعد آپ کا قافلہ مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوا۔ آپ اپنے گھر کی طرف روانہ ہو پڑے ساتھیوں نے کہا جامی صاحب مدینے شریف چلو سرکار کی زیارت کے لئے چلو کیونکہ ہمارے نبی پاک نے فرمایا جس نے حج کی اور میری زیارت نہیں کی اُس نے میرے ساتھ ظلم کیا مولانا عبدالرحمن جامی نے فرمایا میں نے بھی یہ حدیث پاک پڑھی ہے پڑھی ہی نہیں بلکہ کئی لوگوں کو پڑھائی ہے۔ لوگوں نے کہا پھر کیوں نہیں مدینہ شریف جاتے فرمایا اس لئے کہ اگر میں چلا گیا تو سرکارِ مدینہ

فرمائیں گے۔ حاجی حج کے بہانے ہمیں ملنے آئے ہو؟ اگر پوچھ لیا تو کیا جواب دوں گا۔ اب جاتا ہوں گھر پھر وہاں سے اپنے آقا کے روضے کی نیّت سے چلوں گا اور درِ انور پر حاضری دوں گا۔ درِ رسول کی حاضری ص۱۲ سیرت النبی بعد وصال النبی دوم ص۲۰۸۔ اللہ اکبر۔

اسی لئے اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ :۔

؎ اُن کی طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اُس پاک در کی ہے

سُبحان اللہ! کیا پیارے خیالات ہیں۔ اعلیٰحضرت جب مدینے پاک پہنچتے ہیں سرکار کا نور بھرا مینار نظر آتا ہے۔ پھر قبر پاک پر حاضری ہوتی ہے تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو آجاتے ہیں۔ پھر رو کر کہتے ہیں آقا شریعت اجازت نہیں دیتی۔ آقا تیرا فرمان اجازت نہیں دیتا نہیں تو آپ کا در ہوتا احمد رضا کا سر ہوتا۔ پھر بیتاب ہو کر عرض کرتے ہیں۔

؎ اے شوق دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجیئے کہ سر کو خبر نہ ہو
اِن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

محترم سامعین بات دُور چلی گئی عرض یہ کر رہا تھا کہ تبّع نے کہا اے علماء کی جماعت کیا بات ہے اس جنگل میں اس دیہات میں اس گاؤں میں رہنے کا اچانک کیوں پروگرام بن گیا ہے تو علمائے ربانین کے سردار عالم

شامول نے فرمایا اس لئے کہ یہاں نبی آخر الزمان تشریف لائیں گے اور یہی ان کا آستانہ عالیہ بنے گا ہم اس لئے یہاں رہ رہے ہیں ہو سکتا ہے۔ اس محبوب کی زیارت ہو جائے ہمارا بیڑا پار ہو جائے جب بادشاہ نے یہ سنا سرکار کی عظمت اور آپ کی شان سنی تو وہ بھی میرے کملی والے پر عاشق ہو گیا کہ وہ نبی کتنی شانوں کا مالک ہو گا۔ جس کے قصیدے اللہ تعالے نے توریت زبور میں بھی بیان فرمائے ہیں بادشاہ نے بھی فی الحال آگے جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا اُن علماء کی رہائش کے لئے ایک بہترین کالونی بنوائی جس میں چار سو یا چار ہزار مکانات تعمیر کرائے پھر ان علماء کو بیوی بچوں سمیت ان مکانوں میں ٹھہرایا پھر ایک سال تک وہ بھی نبی آخر الزمان کی آمد کا انتظار کرتا رہا۔ ایک سال کے بعد اس نے اس کالونی میں ایک عالیشان ڈبل سٹوری مکان بنوایا۔ علماء نے جب دیکھا تو سمجھے کہ شاید بادشاہ کا بھی پروگرام یہیں رہنے کا ہے جب مکان بن گیا تو تُبّع نے اس کو بند کرا کے اس کو تالا لگوا دیا پھر اپنے منشی کو اپنے سیکرٹری کو بلایا اور حکم دیا کہ ایک خط لکھو خط کیا تھا؟

تُبّع کا خط

اِلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ نَبِیِّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِنْ تُبَّعَ الْاَوَّلِ۔

یہ خط تُبّع اوّل حمیر بن وردع کی طرف سے محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں جو اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں اور آخری نبی ہیں اور خالق کائنات کے پیغمبر ہیں۔ اے میرے آقا آپ کی خدمت میں تبّع

کا سلام عرض ہو اور

اِنِّیْ آمَنْتُ | میں آپ کا کلمہ پڑھ کے آپ پر

آج سے ایمان لا چکا ہوں اور میں اسی دین کو اپنا دین تسلیم کرتا ہوں جو آپ دنیا میں لے کر آئیں گے۔ میں آپ کے مالک و خالق کو بھی دل و جان سے مانتا ہوں۔ اسلام کے تمام احکامات کو میں قبول کرتا ہوں پھر اُس نے عربی میں یوں اشعار لکھوائے کہ :۔

؎ شَہِدْتُ عَلٰی اَحْمَدَ اَنَّہٗ
رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ بَارِیَ النَّسَمِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جو تمام روحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔

؎ فَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلٰی عُمْرِہٖ
کُنْتُ وَزِیْرًا لَّہٗ وَابْنُ عَمِّ

اگر میں ان کی ولادت تک زندہ رہا تو میں اُن کا مددگار بنوں گا۔ ان کی محبت میں گم ہو کر انہیں میں سے ہو جاؤں گا۔

پھر لکھا آقا اگر میں آپ کی زیارت نہ کر سکا تو مجھے بھول نہ جانا بلکہ،

فَاشْفَعْ لِیْ | قیامت والے دن تک اپنا غلام سمجھ کر اپنا اُمتی سمجھ کر میری شفاعت کرنا

تبعؑ نے جب خط لکھوالیا تو آخر میں اپنی سونے کی بنی ہوتی مُہر لگوا کر نیچے اپنے دستخط کر دیئے پھر وہ خط اور مکان کی چابیاں علمائے ربانین کے سردار جناب شامول کے حوالے کیں۔ بادشاہ نے فرمایا مولانا صاحب اگر آپ کی زندگی میں

حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئیں تو یہ خط بھی پیش کرنا اور یہ رہائش کے لئے مکان کا تحفہ بھی میری طرف سے پیش کرنا اگر آپ کے زمانے میں نبی آخرالزمان تشریف نہ لائیں تو اپنی اولاد میں سے کسی نیک بچے کو یہ چیزیں دینا۔ ان کو بھی یہی وصیت کرنا حتیٰ کہ میرا یہ تحفہ میرے نبیؐ تک پہنچ جائے۔ جناب شامول نے فرمایا حضورؐ آپ فکر نہ کریں انشاء اللہ آپ کی یہ امانت سرکار کی بارگاہ تک ضرور پہنچے گی۔ اب بادشاہ وہاں سے رخصت ہونے لگا دوبارہ علماء کرام کا امتحان لینے کے لئے کہ یہ نبی آخرالزمان کے عشق میں کتنے سچے ہیں کہنے لگا کہ یہ جنگل ہے پتہ نہیں سرکار کب تشریف لائیں اب بھی وقت ہے چلو میرے ساتھ تو علماء ربانیں نے فرمایا کہ بادشاہ صاحب۔

؎ دلبر دے دروازے اُتّے تے بُکیّاں لاسیّے جھوکاں
نویں نویں نہ یار بنایئے تے وانگ کمینے لوکاں!

بادشاہ مسکرا پڑا جب جانے لگا تو بار بار مدینہ شریف کو دیکھتا ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا محبوب تشریف لائے گا قسمت والے زیارت کریں گے۔ قسمت والے اُن کی دید کریں گے کتنی خوش بخت یہ جگہ ہے۔ جہاں والیٔ دوجہاں کی آمد ہو گی۔ پھر گویا کہنے لگا جس کا ترجمہ اعلیحضرت بریلی نے کھینچا کہ۔

؎ مدینے کے خطّے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے
چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے!

بادشاہ مدینہ شریف چھوڑ کر ہندوستان کے دورے کی طرف روانہ ہوا۔ جب ہندوستان کے شہر بقلستان میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر پر کروڑہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ تُبّع کا وہ خط شامول سے چلتا چلتا حضرت ابو ایوب انصاری جن کا اصل نام تھا خالد بن زید کے پاس پہنچا یہ جناب شامول کے اکیسویں[۲۱] بیٹے تھے۔ اللہ اکبر

حضرت ابو ایوب انصاری نے وہ خط اپنے خاص غلام ابو یعلیٰ کو دیا ہوا تھا۔ کہ اسے سنبھال کے رکھنا جب نبی آخر الزمان تشریف لائیں گے میں واپس لے لوں گا۔ معارج النبوت دوم ص ۳۹۔ ۴۳۔ مدارج النبوت اوّل ص ۲۰۴۔ تفسیر خازن جلد ۲ ص ۱۱۵۔ تفسیر روح البیان پ ۲۵۔ زرقانی شریف جلد ۱ ص ۳۵۔ وفار الوفا جلد ۱ ص ۱۳۳۔

حضرت تُبّع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے ٹھیک ایک ہزار سال بعد سرکار مدینہ سرورِ قلب سینہ میری اور ساری کائنات کی جان جناب سیّدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم مکّہ شریف میں پیدا ہوئے میرے آقا نے چالیس سال کی عمر پاک میں نبوّت کا اعلان فرمایا۔ تقریباً بارہ[۱۲] سال تک میرے نبی نے مکّہ شریف میں اسلام کی احیاء کی خاطر اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر تبلیغ فرمائی۔ کفّار مکہ نے بارہ[۱۲] سال میں میرے رسول کو اتنی تکلیفیں دیں۔ جن کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ انہوں نے کملی والے کو مجنوں کہا۔ مجذوب کہا، دیوانہ کہا، طرح طرح کی گستاخیاں کیں۔ پتھر مارے، راستے میں کوڑے پھینکے گالیاں دیں پر صدقے جاؤں اخلاق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر میرا پیغمبر گالیاں سُن کے، پتھر کھا کے بھی ان کے لئے ہدایت کی دُعا فرماتا۔ بارہ[۱۲] سال

اللہ تعالیٰ نے یار کا اور یار کے غلاموں کا دین کی خاطر امتحان لیا۔ جب بارہ سال بیت گئے۔ خالقِ کائنات نے فرمایا محبوب! عرض کی جی مولا کریم فرمایا تو اور تیرے ساتھی دین کے پرچے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اب مکّہ چھوڑ کر اپنے بچپن کے ساتھی صدیق اکبر کو ساتھ لے کر مدینہ شریف چلے جاؤ صحابہ کو بھی حکم دے دو وہ بھی مدینہ شریف پہنچ جائیں میرے کملی والے نے اعلان عام فرما دیا سارے صحابہ مدینہ شریف چلے گئے۔ ایک رات میرے نبی بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت صدیق اکبر کو ساتھ لے کر مدینہ شریف کی طرف ہجرت فرما گئے کفارِ مکّہ دیکھتے رہے پر سرکار نظر نہ آئے۔

بُریدہ کی قسمت

صبح کفارِ مکّہ کو پتہ چلا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تو مکّہ شریف چھوڑ کر مدینہ شریف چلے گئے ہیں۔ انہیں بڑا افسوس ہوا۔ سرکار کو بڑا تلاش کیا۔ لیکن میرے نبی کو تلاش نہ کر سکے۔ آخر کار انہوں نے اعلان کر دیا جو بندہ مسلمانوں کے نبی کو قتل کر دے یا قید کر کے ہمارے پاس لائے گا اس کو سُرخ رنگ کے سَو اُونٹ انعام دیئے جائیں گے۔ اس اعلان کو سُن کر بڑے بڑے پہلوان بڑے بڑے بہادر اپنے ساتھیوں کو لے کر کملی والے کی تلاش میں نکلے کہ کسی طرح وہ نبی مل جائے اور قید کر کے لائیں اور انعام حاصل کریں۔ ان تلاش کرنے والے بہادروں میں سے ایک بہادر تھے بُریدہ بن الخصیب اسلمی جو ستّر آدمیوں کو ساتھ لے کر سرکار مدینہ کو تلاش کرنے نکلے کسی نے بتایا کہ مسلمانوں کا نبی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ یثرب جا رہا ہے۔ بریدہ نے ساتھیوں سمیت گھوڑے دوڑائے اور مدینہ شریف سے کچھ فاصلے پر آ کر انہوں نے سرکار کا محاصرہ

کر لیا۔ اس کے ساتھی محاصرہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ بریدہ میرے کملی والے آقا کے پاس آیا۔ سرکار نے جب بریدہ کو ساتھیوں سمیت دیکھا گھبراتے نہیں پریشان نہیں ہوتے بلکہ مسکرا کر بریدہ سے پوچھا کہ میاں کیا نام ہے تمہارا؟ بریدہ نے جواب دیا کہ میرا نام بریدہ ہے۔ میرے آقا نے نام سن کر فرمایا صدیق عرض کی جی فرمایا یہ تو ہمیں گرفتار کرنے آیا ہے۔ لیکن اس کا نام بتاتا ہے یہ ہمیں گرفتار نہیں کر سکتا بلکہ یہ ہماری محبت میں گرفتار ہو جائے گا۔

قَدْ بَرَدَ اَمْرُنَا وَ صَلُحَ ۔	ہمارا کام اچھا ہے اور اس کے آخر صلح ہے۔

فرمایا بریدہ کس خاندان سے، کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ بریدہ نے کہا قبیلہ بنی اسلم سے میرے آقا نے فرمایا صدیق جی آقا فرمایا سَلِمْنَا قبیلہ میں نرمی سلامتی اور خیر ہے۔ سبحان اللہ۔ میرے آقا نے فرمایا۔ قبیلہ اسلم تو بہت بڑا ہے اس کی تو بڑی شاخیں ہیں۔ تم کس شاخ سے تعلق رکھتے ہو؟ بریدہ نے کہا کہ بنی سہم سے میرے آقا نے فرمایا بریدہ مبارک ہو کہا کس بات کی فرمایا۔

اَصَبْتَ سَهْمُكَ	تو نے اپنا حصہ پا لیا ہے۔

میرے دوستو! تاریخ اسلام یہ بتاتی ہے کہ بریدہ میرے نبی کی میٹھی اور پیاری گفتگو سن کر بڑا متاثر ہوا۔ آیا تھا گرفتار کرنے پر ہو گرفتار گیا۔ آیا تھا قید کرنے پر زلف رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خود قیدی بن گیا۔ میرے نبی کی پیاری باتیں سن کر بریدہ نے پوچھا اے ماہ جبیں اے حسن و جمال کے پیکر، اے دلوں میں پیار گھول دینے والے پیارے تو کون ہے؟ تیرا نام کیا ہے؟ میرے آقا نے مسکرا کر فرمایا۔

اَنَا مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ	اے بریدہ میں اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ہوں۔

جب سرکار کا نام سنا تو پھر کیا ہوا کہ :۔

؎ لگ گئی چوٹ محبت والی تے عشق نشے وچہ آیا
تن من دی رہی خبر نہ کائی تے ایسا عشق نے تیر چلایا
کُنڈلن زلف سیاہ سجن دے تاب جھلے ہُن کیہڑا
ماہنہاں نیناں وچہ نیناں پا کے تے لٹ کھڑیا دل میرا

جب بریدہ نے میرے نبی کا نام سنا تو قسمت جاگ گئی۔ مقدر کا ستارہ چمک گیا۔ بریدہ رحمت عالم کے قدموں میں گر پڑا اور عرض کی سرکار مجھے کلمہ پڑھایئے۔ جب ساتھیوں نے دیکھا بریدہ نے کلمہ پڑھ لیا ہے تو پوچھا بریدہ یہ کیا تو نبی کو گرفتار کر کے سنو اونٹ انعام لینے کے لئے گھر سے نکلا تھا۔ بریدہ نے کہا ساتھیوں کیا بتاؤں نکلا تو اسی ارادے سے تھا پر سودا اب بھی گھاٹے میں نہیں سودا پہلے سے بھی بہت اُونچا ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا وہ کیسے فرمایا اگر سرکار کو گرفتار کرتا تو قسمت میں سنو اونٹ ہوتے۔ اب خود سرکار کی زلف کا قیدی بن گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت انعام میں دے دی ہے۔ جب ساتھیوں نے یہ منظر دیکھا تو وہ بھی کلمہ پڑھ کے میرے محبوب کے غلام بن گئے۔

معارج النبوت جلد ۳ صفحہ ۲۲۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۔ سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۵۵۔

اب سرکار بریدہ کو اور اس کے ساتھیوں کو کلمہ پڑھا کر آگے چلنے لگے تو

حضرت بریدہ اور دوسرے ستر صحابہ بھی ساتھ چل پڑے۔ میرے آقا نے فرمایا۔ بریدہ اپنے ساتھیوں کو لے کر گھر جاؤ۔ عرض کی آقا کون سا گھر؟ اب تو ہمارا گھر وہی ہو گا جو آپ کا ہو گا۔ آقا جدھر آپ جائیں گے۔ اُدھر یہ غلام بھی ساتھ ہوں گے آقا کریم سینے سے لگا کر گھر سے نکالا نہیں کرتے۔ اپنی ذات سے دُور نہیں کیا کرتے۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں۔ میرے نبی نے فرمایا۔ میں تو یثرب جا رہا ہوں۔ عرض کی حضور ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں گے۔ فرمایا کیا کرو گے آقا آپ آگے آگے ہمارے قائد بن کے چلیں گے ہم آپ کے پیچھے غلام بن کے چلیں گے۔ جلوس نکال کر آپ کے نعرے لگاتے چلیں گے۔ جھنڈا بلند کرتے اور آپ کی عظمت کے ڈنکے بجاتے چلیں گے۔ فرمایا تمہاری مرضی۔

میرے نبی نے ایک اپنے غلام اوس بن حجر اور مسعود بن ھنیدہ کو فرمایا کہ تم دونوں ساتھی تیز تیز یثرب جاؤ اور ان کو جا کر بتاؤ کہ چند دنوں کے بعد محمد عربی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم اپنے ساتھیوں سمیت تمہارے پاس پہنچ رہے ہیں میرا انتظار کرو۔ جب مدینہ شریف میں سرکار کی آمد کی خبر پہنچی تو ہر گھر میں خوشی کے ترانے بجنے لگے۔ ہر صحابی مسرت میں جھوم گیا۔ ہر غلام نے سرکار کی آمد پر تیاری شروع کر دی اپنے رواج کے مطابق اپنی حیثیت کے مطابق جیسے آج کوئی معزز ہستی ہمارے علاقے میں تشریف لاتے کوئی ولی کامل کوئی سُنّی حنفی بریلوی عالم باعمل ہمارے علاقے میں آتے تو علاقے کے لوگ گلیاں سجاتے ہیں۔ مسجدوں میں جھنڈیاں لگاتے ہیں۔ طرح طرح کی لائٹنگ کرتے ہیں۔ خوش آمدید اور مرحبا اھلاً سھلاً کے استقبالیئے بینر لگواتے ہیں۔ مریدین چاہنے والے لوگ قطاریں بنا کر استقبال کرتے ہیں نعرے لگاتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ

کا ولی آرہا ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سچا عاشق آرہا ہے۔ خیال کرو جب تم اللہ تعالیٰ کے ولی کی آمد پر سرکار کے سچے عاشق پر اتنی خوشیاں مناتے ہو تو اس وقت ان لوگوں کی خوشیوں کی کیا کیفیت ہوگی۔ جہاں ولی نہیں نبی تشریف لارہے تھے۔ خادم نہیں مخدوم آرہے تھے۔ غلام نہیں آقا تشریف لارہے تھے۔ انصار مدینہ۔ کون انصار مدینہ جنہوں نے اپنی جان اپنا مال اپنی اولاد اپنی زمین سرکار کے قدموں پر نچھاور کر دی۔

میرے دوستو! میرے آقا کے تمام صحابہ شان والے ہیں عظمت والے ہیں، کمال والے ہیں۔ ہر صحابی ایک عظمت کا مینار رکھتا ہے۔ ہر صحابی کے لئے میرے خالق کا بیان ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔	محبوب تیرے تمام صحابہ سے میں راضی ہوں وہ مجھ سے راضی ہیں۔

پر انصار مدینہ کی شان میرے نبی نے کچھ انوکھی بیان فرمائی میرے آقا نے فرمایا۔

حُبُّ الْاَنْصَارِ اٰیَۃُ الْاِیْمَانِ۔ مسلم شریف جلد ۱ ص ۶۰	میرے انصاری صحابی کی محبت ایمان کی نشانی ہے۔

اور

آیَۃُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ	منافق کی نشانی یہ ہے کہ وہ انصاری صحابی سے بغض عداوت دشمنی رکھے گا۔

کیوں اس لئے کہ۔

فَمَنْ اَحَبَّهُمْ	پس جس نے میرے انصار صحابہ سے محبّت کی ۔
اَحَبَّهُ اللّٰهُ	حقیقت میں اُس نے اللہ تعالیٰ سے محبّت کی ۔
وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ	اور جس نے میرے انصار سے عداوت کی بغض رکھا ۔
اَبْغَضَهُ اللّٰهُ	اس نے حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے عداوت کی ۔
بخاری شریف ۔ مسلم شریف	

میرے دوستو ! یہ میرے آقا نے انصاریوں کے بارے اس لئے فرمایا کہ اُن کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دل وجان سے پیارے تھے وہ سرکار مدینہ کے بغیر ایک لمحہ بھی زندگی گزارنا پسند نہیں کرتے تھے ۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صہ ۱۰۳ میں یہ حدیث پاک موجود ہے ۔ جب میرے آقا نے مکّہ شریف فتح فرمایا تو میرے آقا نے تمام دشمنوں پر مہربانی فرماتے ہوئے اعلان فرما دیا تھا کہ جو ہتھیار پھینک دے گا وہ ہماری امان میں آجائے گا جو گھر کا دروازہ بند کرے گا ۔ اس کو بھی معاف کر دیا جائے گا ۔ جو ابوسفیان سردار مکّہ کے گھر پناہ لے گا وہ بھی امن پا جائے گا ۔ جب میرے آقا نے یہ اعلان فرمایا تو بعض انصار صحابہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ سرکار کو خاندان کی محبّت نے جکڑ لیا ہے ہو سکتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اب کہیں مکّہ شریف ہی نہ دوبارہ ٹھہر جائیں ادھر انہوں نے یہ کہا کہ اُدھر خالق کائنات نے فرمایا ۔ میرے حبیب عرض کی جی ربِّ جلیل فرمایا تیرے انصار صحابہ تیرے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر شک میں پڑ گئے کہ کہیں ہمارا نبی مکّہ ہی میں قیام نہ کرے ۔

مجبوریا یہ تو تیرے بغیر مر جائیں گے ان دیوانوں مستانوں کو تسلی دے ۔ میرے آقا نے تمام انصار صحابہ کو جمع فرمایا اور پوچھا میں کون ہوں ؟ انصاریوں نے کہا آقا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۔ میرے محبوب نے فرمایا انصار ۔ عرض کی جی حضور فرمایا جانتے ہو میں نے ہجرت کدھر کی ہے ؟ آقا آپ ہی جانتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف اور تمہاری طرف پھر میرے حضور نے فرمایا ۔ تم شک میں پڑ گئے ہو کہیں ہمارا رسول مکہ میں ہی دوبارہ نہ آباد ہو جائے سنو ۔

فَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ	اگر میری زندگی گزرے گی تو تمہارے ساتھ گزرے گی ۔
وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ	اگر مجھے موت آئے گی تو تمہارے پاس آئے گی ۔

میرے صحابہ پریشان نہ ہوں گھبراؤ نہیں میرا جینا میرا مرنا اب تمہارے ساتھ ہے دنیا ادھر کی ادھر ہو سکتی ہے پر تمہارا نبی تم سے جدا نہیں ہو سکتا ۔ انصار کی چیخیں نکل گئیں ۔ جذبات پہ قابو نہ رکھ سکے ۔ عرض کی آقا یہ بعض بچوں نے کلمات کہے ہیں ناراض نہ ہونا اور وہ بھی صرف اور صرف آپ کی محبت میں ڈوب کر ۔ ہیں میرے کریم آقا نے فرمایا ۔

إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُصَدِّقَانِكُمْ ۔	میرے انصار پریشان نہ ہو نکی بات نہیں تمہاری بات کی اللہ تعالیٰ بھی تصدیق کرتا ہے ۔ اور اس کا رسول

بھی کہ تم واقعی سچے ہو میرے آقا نے فرمایا اے انصار مدینہ عرض کی جی آقا فرمایا تمہیں ایک بات نہ بتا دوں ۔ عرض کی آقا حکم ہو فرمایا تم تو یونہی پریشان ہو

رہے ہو میں تو انزلوں سے تمہارے مقدر میں لکھا گیا ہوں آقا وہ کیسے فرمایا۔

وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ۔
بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۳۳

اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم نہ ہوتا تو میں پیدا ہی انصار میں ہوتا۔ اللہ اکبر۔

سرکار کا انتظار

تو عرض کر رہا تھا کہ انصار مدینہ نے سرکار کی آمد کی خبر سن کر بڑی خوشی محسوس کی مدینہ شریف کے راستے سج گئے۔ گلیاں سنور گئیں سارا مدینہ شریف آقا کی آمد کا منتظر ہر روز صحابہ کرام سرکار کی راہ دیکھنے کے لئے مدینہ شریف سے دور پہاڑوں پر چڑھ جاتے اور راہ تکتے رہتے پیر اٹھا کے کبھی دور دیکھتے، کبھی پہاڑوں کی اوٹ میں سے دیکھتے جب اچھی طرح دھوپ چڑھ جاتی پھر مایوس ہو کر واپس گھروں میں آجاتے روزانہ کا یہی معمول تھا۔ کھڑی کے قلندر حضرت میاں محمد علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ان کا حال سَرو کے بوٹے کی طرح تھا۔ سرو کا بوٹا آپ نے دیکھا ہوگا۔ باغوں میں ہوتا ہے۔ بالکل سیدھا ایسے لگتا ہے جیسے حیران ہے کسی کا راستہ دیکھ رہا ہے کسی کا انتظار کر رہا ہے کسی نے میاں صاحب سے پوچھا کہ یا حضرت یہ درخت بالکل سیدھا کیوں جاتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپ نے اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

سرو آزاد حیران کھلوتا تے بیر زمینے گڈے
اُچا ہو ہو رستہ دیکھے تے یار کدوں سیر کڈھے

تو انصار مدینہ کا بھی یہی حال تھا۔ ہر روز آتے سرکار کا رستہ دیکھتے

رہتے جب مایوس ہو جاتے تو کہتے کہ :-

؎ چڑھ وے چناں کر روشن خانے تے ہوون دور اندھیرے
وچہ اُڈیکاں راہواں تکن تے شوق جہناں نوں تیرے

آقا کب آؤ گے کب قدم مبارک ٹکاؤ گے کب جھلک دکھاؤ گے کیوں کہ

؎ ہر گھر آپ دا آپ تیاری کیتی تے سوہنیا کل امیراں
متاں او دلبر ایدھر آوے تے روشن بدر منیراں

ایک دن انصار مدینہ سرکار کا راستہ دیکھ واپس جا رہے تھے کہ ادھر سلطان کائنات کی آمد ہو گئی۔ کسی صحابی کو پتہ نہ چلا ایک یہودی ایک پہاڑی پر کھڑا بکریاں چرا رہا تھا۔ اس کی نظر پڑی کہ سرکار کائنات آگے آگے ہیں حضرت بریدہ نے ہاتھ میں جھنڈا پکڑا ہوا ہے۔ ستر کے قریب صحابہ کرام ساتھ ساتھ جلوس کی شکل میں نعرے لگاتے چلے آتے ہیں۔ میرے آقا نے سفید لباس زیب تن فرمایا ہوا ہے۔ چہرے سے نور کے فوارے نکل رہے تھے اس یہودی نے جب یہ منظر دیکھا تو زور سے کہنے لگا۔ اے اپنے نبی کا انتظار کرنے والو،

هٰذَا صَاحِبُكُمُ الَّذِي تَنْتَظِرُوْنَ	یہ ہے تمہارا آقا و مولا۔ جس کا تم ہر روز انتظار کرتے رہے ہو۔

معارج النبوت جلد ۳ صد ۲۴ ۔ سبل الھدی والرشاد ۳۷۷/۳

جب انصار مدینہ نے یہ آواز سنی تو صحابہ کرام کے جذبات محبت قابو سے باہر ہو گئے۔ ہر صحابی نے سرکار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ	وہ دیکھو اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول آگیا ہے۔
جَاءَ نَبِیُّ اللّٰہِ	وہ دیکھو اللہ تعالیٰ کے نبی تشریف لا رہے ہیں۔

ہر صحابی کہہ رہا تھا کہ:۔

؎ اَج ہو گیا کرم سوکھا لاجے او آگیا کملی والا جے
اوچیاں نشاناں والا جے پڑھو لا الٰہ الا اللہ پاک محمد صلِ علیٰ

جب سرکار مدینہ تشریف لائے تو پانچ سو صحابہ کرام نے تلواریں گلے میں لٹکالیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے، نعرے لگاتے ہوئے جلوس کی شکل میں سرکار کے استقبال کے لئے سرکار کی طرف دوڑے ان کے پاس یہی تلواریں تھیں۔ بندوقیں نہ تھیں توپیں نہ تھیں۔ وگرنہ وہ توپوں کی سلامی دیتے ہوائی جہاز نہ تھے وگرنہ وہ جہاز سے اپنے آقا پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے کاریں نہ تھیں۔ وگرنہ کاروں سکوٹروں بسوں کا جلوس ساتھ لے کر جاتے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پیر والے دن مدینہ شریف سے تین میل دور ایک بستی قبا شریف تھی وہاں تشریف لائے۔ آپ دس دن یا چودہ دن قبا میں جلوہ فرما ہوئے چودہ دن کے بعد آپ قبا والوں کو دعائیں دیتے ہوئے مدینہ شریف کی طرف چلے۔

سرکار مدینہ میں

ادھر مدینہ شریف میں اعلان ہو گیا لوگو عنقریب امام الانبیاء حبیبِ کبریا، مالک ارض وسماء شافع روزِ جزا، خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شہر میں تشریف لانیوالے

ہیں۔ جب مدینہ پاک کے شہریوں نے یہ اعلان سُنا تو دیوانہ وار سرکار کے استقبال کے لئے سڑکوں پر نکل آئے۔ ہر شہری سرکار کی آمد پہ خوشی کے نعرے لگا رہا تھا۔ خوبصورت لباس جسم پہ اُس دور کا اسلحہ لیس کیا ہوا۔ سرکار کی آمد کا منتظر مدینہ پاک کے بچے ہاتھوں میں دف لے کر سرکار کی آمد کی خوشی میں ترانے گانے لگے عورتیں سرکار کے دیدار کے لئے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں۔ مدینہ پاک کے حبشی مسلمان سڑکوں پر نکل کر جسموں پر ہتھیار سجا کر جنگی کرتب دکھا کر خوشی کرنے لگے نوجوان اور بزرگ انصار صحابہ سرکار کی آمد پہ اپنی آنکھیں بچھانے لگے غرض کہ ہر طرف جشن ہی جشن، خوشیاں ہی خوشیاں سرکار کی آمد پہ پورا مدینہ جھوم جھوم کر کہہ رہا تھا۔ آمدِ مصطفیٰ۔ مرحبا مرحبا۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو مدینہ پاک کی معصوم بچیوں نے انصار مدینہ کی باعزت پاک بیبیوں نے یوں کہنا شروع کیا کہ:۔

؎ طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا
مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوِدَاعِ

دیکھو اے کائنات والو ہم پہ وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے۔

؎ وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا
مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ

ہم پر شکر واجب ہے اس دعوت دینے والے آقا کی دعوت پر

؎ اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

اے ہمارے پاس نبی بن کر تشریف لانے والے آپ کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے گی۔

جُوں جُوں سرکار مدینہ پاک کے قریب آتے جا رہے تھے۔ صحابہ کرام کا جذبہ محبت تُوں تُوں جوش میں آتا جا رہا تھا۔ سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب ہم مدینہ شریف پہنچے تو لوگ سڑکوں پر نکل آئے اور مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ مدینہ شریف کے بچے اور خادم یہ نعرے لگا رہے تھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اللہ اکبر رسول اللہ تشریف لائے ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ جَاءَ مُحَمَّدٌ	اللہ اکبر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ہیں۔ سیرت نبویہ جلد ۲ صہ ۲۶۸

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن سے لے کر بڑھاپے تک ساری زندگی مدینہ شریف میں گزاری ہے میں نے ساری زندگی میں مدینہ والوں کو ایک مرتبہ جتنا خوش ہوتے دیکھا ہے اتنا کبھی نہیں، لوگوں نے پوچھا حضور وہ موقع کون سا تھا۔ جس میں سارے مدینہ شریف کے لوگ بھرپور خوشیاں منا رہے تھے فرمایا۔

مَا رَاَیْتُ اَھْلُ الْمَدِیْنَةِ فَرِحُوْا لِشَیْءٍ فَرِحَھُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ	یہ وہ موقع تھا جب میرے آقا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ شریف میں تشریف لاتے تھے سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۳ صہ ۳۸۶

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جس روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف تشریف لاتے۔

فَلَمْ اَرَيَوْمًا اَحْسَنَ مِنْهُ وَلَا اَضْوَأَ۔	میں نے اس دن سے زیادہ حسین و جمیل اور روشن دن نہیں دیکھا۔ دلائل النبوۃ جلد ۲ صہ ۵۰۸

کیوں ؟ اس لئے کہ سرکار کی آمد پہ مدینہ شریف کی ہر چیز منور ہو گئی۔ ہر شئے منور ہو گئی ہوتی بھی کیوں نہ ؟ آقائے کائنات جو تشریف لاتے تھے۔ محبوب خدا جو تشریف لائے تھے۔ نبیوں کے پیشوا جو آتے تھے۔ وہ محبوب آتے تھے جس کے حسن کی خیرات اللہ تعالیٰ نے سورج کو دی چاند کو عطا فرمائی ستاروں کو بخشی۔ جس کے صدقے پوری کائنات میں نور پھیلا۔ جس کے جلوے کی تاب حضرت یوسف علیہ السلام بھی برداشت نہ کر سکے۔ جس کے حسن و جمال کی تعریف کھڑی کے قلندر نے کی۔

لال گلابی مکھڑے اُتے گیسو کالے کالے
سورج رات سرے تے چائی کوتی دیکھن کرماں والے

آگے فرماتے ہیں کہ :۔

توں نیتیں تکیا محبوب میرا تے جہنوں ویکھ کے چن شرمادے
ادھی راتیں دن چڑھ آوے جدوں رُخ توں نقاب اٹھاوے

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب محبوبِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ پاک میں تشریف لاتے تو انصار مدینہ نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور سرکار کی بارگاہ میں یوں عرض کیا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا بِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ۔	اوکملی والیا، اواللہ تعالیٰ کے محبوبا اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلے سے آپ کے ذریعے سے ہم مدینہ والوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ جلد۳ ص۱۹۹۔

سبحان اللہ جب سرکار مدینہ پاک میں تشریف لے گئے۔ مدینہ والوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جب ربیع الاوّل میں سرکار کی دنیا میں آمد ہوئی اُس دن سُنّی بھی اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے۔ سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں آقا شکر ہے اس خالقِ کائنات کا جس نے ہمیں آپ کا اُمتّی بنایا۔

شکرِ خدا محمدی ہم کو بنایا اُمتّی

کس کو ملا یہ مرتبہ صَلِّ علیٰ محمّدٖ

سرکارِ مدینہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم جب مدینہ شریف کے بازاروں میں داخل ہوتے تو ہجوم کی وجہ سے راستہ تنگ ہوگیا۔ سرکار کے دیدار کے متانے صحیح طریقے سے چہرہ والضحیٰ دیکھ نہ سکے۔ واللیل زلفوں کی زیارت نہ کر سکے تو مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ مسلم شریف جلد۲ ص۴۱۹۔

صحاح ستّہ کی معتبر حدیث پاک کا مطالعہ کر کے دیکھیں۔ حضرت برا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُیُوْتِ	مدینہ شریف کے مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔
وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ فِی	لڑکے اور غلام راستوں میں نعرے

الطَّرِيْقِ۔	لگا رہے تھے کون سے،
يَنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔	یارسول اللہ، یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

پتہ چلا یارسول اللہ کے نعرے لگانا بدعت نہیں، شرک نہیں ناجائز نہیں بلکہ انصارِ مدینہ کی صحابہ کرام کی سنّت ہے۔ اب جو کہے کہ میں سپاہِ صحابہ ہوں صحابی کا سپاہی ہوں اور یہ نعرہ نہ لگائے تو سمجھ لینا وہ اپنے دعوے میں سچّا نہیں۔ اے سُنّی تمہیں مبارک ہو تیرا عقیدہ تیرا نعرہ وہی ہے جو صحابہ کرام کا تھا غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا تھا۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں۔

؎ یا رسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے
جس نے یہ نعرہ لگایا اس کا بیڑا پار ہے

ادھر میرے آقا دولہا بن کے اونٹنی پر سوار ہو کے صحابہ کے جلوس میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ اُدھر پورے مدینہ میں یارسول اللہ یا حبیب اللہ کے نعروں کی گونج میں ہوائیں معطّر ہو رہی ہیں۔ جنہوں نے ابھی تک سرکار کی زیارت نہیں کی تھی وہ ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے یارو وہ کملی والا وہ طٰہٰ کے چہرے والا۔ مَازَاغَ کے سُرمے والا والّیل کے گیسو کے کُنڈل والا۔ یُوحٰی کے لب والا۔ یٰسین کے دانتوں والا۔ اَلَمْ نَشْرَحْ کی چھاتی والا۔ یَدُ اللّٰهِ کے گورے ہاتھوں والا کہاں ہے۔ ہمیں بھی دکھاؤ۔ سرکار کے صحابہ کی بیویاں بھی ایک دوسرے سے پوچھتی تھیں نی بہنوں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری کہاں ہے۔ میں بھی زیارت کرنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ آج تک ایسا حسین وجمیل منظر ہم نے نہیں دیکھا۔ سرکار مسکراتے جاتے ہیں۔ اپنے غلاموں

کے نعرے بھی سنتے جاتے ہیں۔اب سرکار کے ہر صحابی کی ہر غلام کی تمنا تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے مہمان بنیں میرے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں۔ میرے گھر کو اپنی ذات سے منور فرمائیں۔مدینہ شریف کے سرداروں، رئیسوں نوابوں بلکہ ہر دیوانے کی خواہش تھی اللہ تعالیٰ کا یار میرا مہمان بن کر میرے مقدر سنوارے۔سرکار کی سواری جارہی ہے۔جب قبیلہ بنو حارث کے محلے سے گزرنے لگی تو حضرت سعد بن ربیع اور آپ کے ساتھیوں نے میرے آقا کی ڈاچی کا راستہ روک لیا۔پھر بڑے پیار سے، بڑی محبت سے، بڑی عقیدت سے ہاتھ جوڑ کر عرض کی" اے جانِ جہاں، اے دلبرِ کائنات ہمیں خدمت کا موقع دیں۔ ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ آقا ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے ہماری برادری بھی بہت ہے۔ہمارے پاس اسلحہ کے بھی انبار لگے ہوئے ہیں۔ہم اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔پر تیری ذات پہ کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔میرا محبوب مسکرا پڑا فرمایا:۔

جَزَاكَ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ بہترین محبت کا بدلہ عطا فرمائے۔میرا راستہ چھوڑ دو میری اونٹنی کی مہار کو بھی چھوڑ دو، آقا کیوں؟ فرمایا۔

فَقَالَ دَعُوا النَّاقَةَ فَاِنَّهَا مَامُوْرَةٌ۔

اس کا راستہ چھوڑ دو یہ اپنی منزلِ مقصود کو جانتی ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتی ہے۔میں نے کس کا مہمان بننا ہے کس کا پردہ ہنا بننا ہے۔

اللہ اکبر۔سیرت ابن ہشام جلد ا ص ۴۹۵۔

میرے دوستو خیال کرو اونٹنی جانور ہے اُسے کیا پتہ کہ میں نے کہاں

جاتا ہے اور پھر پہلی مرتبہ مدینہ شریف آئی ہے۔ لیکن میرے نبی فرماتے ہیں۔
اسے میرے ٹھہرنے کی جگہ کا پتہ ہے اس کو کیسے پتہ چل گیا یاد رکھو یہ اونٹنی کا
کمال نہیں تھا بلکہ نسبت نبی کا کمال تھا چونکہ اس کے سینے سے میرے نبی کے
قدم مبارک لگے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یار کے قدموں کی برکت سے اونٹنی کو
بھی علم عطا فرما دیا کہ فلاں جگہ کملی والے نے قیام فرمانا ہے خیال کرو۔ جب
میرے نبی کی سواری کے علم کا یہ مقام ہے تو سوار ہونے والے آقا امام الانبیاء
کے علم کا کیا مقام ہوگا۔ سبحان اللہ۔

بنو حارث نے جب کملی والے کا فرمان سنا تو راستہ چھوڑ دیا۔ گردنیں جھکا
کر عرض کرنے لگے آقا جیسے آپ کا حکم۔ میرے آقا کی سواری آگے چل پڑی۔ اب
تمام صحابہ سوچ میں پڑ گئے کہ سرکار کس کے مہمان بنیں گے کون وہ خوش نصیب
ہوگا۔ جس کے گھر میرا نبی پڑاؤ فرمائے گا کیونکہ ہر پروانے کی تمنا ہے۔ ان پروانوں
میں سے ایک پروانہ ایک دیوانہ جس کا نام تھا حضرت خالد بن زید المعروف
ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی دل میں سوچ رہے تھے کہ پتہ نہیں
میرا نبی کس کے ہاں قیام فرماتا ہے۔ حضرت خالد کی بیوی نے کہا ابو ایوب تم بھی کوشش
کرو سرکار کو اپنے گھر بلانے کی دعوت دیں شاید سرکار تیرے گھر کا مقدر سنوار دیں۔
حضرت ابو ایوب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے فرمایا اے میری رفیقہ حیات دل تو میرا
بھی کرتا ہے۔ لیکن جب میں اپنے گھر کی طرف نظر کرتا ہوں تو اپنا گھر سرکار کے قابل
نہیں پایا۔ میرے گھر میں کوئی اعلیٰ بستر نہیں جو سرکار کے لئے بچھاؤں کوئی پلنگ
نہیں جو خدمت کے لئے پیش کروں کوئی جگہ نہیں جو سرکار کی شایانِ شان ہو
کیا کروں نہ مال ہے نہ دولت سوچ رہا ہوں۔ پھر آنکھوں میں آنسو آ گئے ہاتھ

اُٹھا کر خالقِ کائنات کی بارگاہ میں دُعا کی، اے ربِّ کائنات تو اچھی طرح جانتا ہے میرے سینے میں تیرے محبوب کا کتنا پیار ہے کتنا عشق ہے پر مجبور ہوں۔ دعوت دوں تو کیسے دوں تو ہی کوئی سبب پیدا فرما ورنہ میرے بس کی بات نہیں ادھر حضرت ابو ایوب رو رہے ہیں۔ ادھر میرے آقا کی سواری جا رہی ہے میرے آقا کی سواری قبیلہ بنو بیاضہ کے پاس سے گزری انہوں نے بھی سرکار کی بارگاہ میں خدمت کی عرض کی۔ میرے آقا نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو پہلے غلاموں کو دیا۔ پھر میرے رسول کی سواری بنو ساعدہ کے پاس سے گزری۔ انہوں نے بھی قیام کی دعوت دی۔ مہمان نوازی کے لئے عرض کیا۔ میرے آقا نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو پہلوں کو دے چکے تھے۔ پھر میرے آقا کی سواری قبیلہ بنی نجار کے محلّے سے گزری یہ وہی قبیلہ ہے جو میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت سلمیٰ بنت عمرو کا میکہ تھا۔ رشتے کے لحاظ سے میرے آقا کے وہ تمام خاندان والے ماموں لگتے تھے۔ سرکار جب اس قبیلے میں سے گزرنے لگے تو تمام قبیلے کی معصوم بچیوں نے میرے نبی کے اردگرد گھیرا ڈال لیا اور میرے نبی کی شان میں ترانے پڑھنے شروع کر دیئے۔ میرے محبوب نے جب ان بچیوں کو خوشی سے گاتے ہوئے جھومتے ہوئے دیکھا تو فرمایا بیٹا تم کون ہو؟ یہ خوشیاں کیوں کر رہی ہو تو مدینہ شریف کی ان بچیوں نے جواب دیا۔

ہم ہیں بچیاں نجّار کے عالی گھرانے کی
اور خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

مسلمانوں کے بچے بچیاں مسرور تھے سارے
گلی کوچے خدا کی حمد سے مسرور تھے سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہوتی جاتی تھی
درود و نعت کے نغمات کی آواز آتی تھی
ہر اِک مشتاق تھا پیارے نبی کی مہمانی کا
تمنا تھی شرف بخشیں مجھی کو میزبانی کا!

نَحْنُ جَوَارٌ مِنْ بَنِی النَّجَارِ
یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ

اے اللہ تعالیٰ کے حبیب ہم بنی نجار کی بچیاں ہیں ہم خوش نصیب ہیں کہ آپ ہمیں کتنے اچھے ہمسائے اور پڑوسی ملے ہیں۔

بنی نجار کی بچیوں کی یہ بات سن کر میرے آقا مسکرا پڑے اور ان بچیوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ:۔

اَتُحِبُّوْنِیْ	اے بچیوں کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟

بچیوں نے سُنا تو والہانہ انداز میں پیار بھرے الفاظ میں عرض کی۔

اَیْ وَاللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔	ہاں ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم ہم آپ سے محبت کرتی ہیں۔ میرے کریم

آقا کا دریائے رحمت جوش میں آگیا اور تین مرتبہ فرمایا۔

قَالَ اَنَا وَاللّٰہِ اُحِبُّکُمْ	اے بچیوں اللہ تعالیٰ کی قسم میں محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم سے بڑی محبت کرتا ہوں۔ سُبحان اللہ۔

بچیّوں نے محبت کا اظہار کیسے کیا۔ سرکار کی آمد پر جشن منا کر تو میرے آقا نے اُن کا جشن دیکھ کر قسم کھا کر کہا اگر تمہیں میرے ساتھ پیار ہے تو میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔ پتہ چلا جو سرکار کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ میرا نبی اس سے پیار کرتا ہے سُنّی تمہیں مبارک ہو اللہ تعالیٰ کا محبوب تیرے بھی جشن میلاد کو دیکھ کر ضرور کہتا ہوگا۔ میرے غلاموں،

اَنَا وَاللّٰہِ اُحِبُّکُمْ	اے میرا جشن منانے والو مجھے تم سے محبت ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَر۔

بنی نجار کے سردار حضرت سلیط بن قیس اپنے ساتھیوں کو لے کر سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی آقا ہم آپ کے رشتے میں ماموں بھی لگتے ہیں اور پورے مدینہ شریف میں ہماری برادری بھی بڑی پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کی حفاظت کرنے کی قوت بھی، اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ لہٰذا مہمانی کا شرف ہمیں عطا فرمایا جائے۔ میرے نبی مسکرا کر فرمانے لگے تمہاری عقیدت کا شکریہ آج میرا راستہ چھوڑ دو جس کے دروازے کے سامنے میری اونٹنی بیٹھے گی میں اس کا مہمان بنوں گا۔ بنی نجار نے بھی سرکار کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے راستہ چھوڑ دیا۔ اب سرکار کی سواری چل پڑی خالقِ کائنات نے فرمایا جبرئیل عرض کی جی ربِّ جلیل فرمایا میرے یار کی عظمت دیکھ رہے ہو۔ مولا کریم دیکھ رہا ہوں مکّے والے پتھر مارتے تھے، گالیاں دیتے تھے۔ برا بھلا کہتے تھے پر مدینہ کے لوگ اپنی جانیں اپنی آنکھیں میرے محبوب کے قدموں میں بچھا رہے ہیں۔ عرض کی اے ربّ کائنات یہ سب تیرے حکم پر ہو رہا ہے۔ خالقِ کائنات نے فرمایا اے جبرئیل عرض کی جی ربِّ جلیل فرمایا جا جا کے اونٹنی کے کان میں کہہ

دے کہ اب ابو ایوب انصاری کے مکان کے سامنے بیٹھ جا۔ عرض کی مولا کریم وہ کیوں یار کو رتبیوں کا سرداروں کا نوابوں کا مہمان نہیں بنایا۔ ابو ایوب کا مہمان کیوں بنا رہا ہے فرمایا میں بتانا چاہتا ہوں جب آسمانوں کا سورج طلوع ہوتا ہے پہلے اونچوں کو چمکاتا ہے لیکن آمنہ کا چاند جب طلوع ہوتا ہے پہلے غریبوں کو چمکاتا ہے۔ آقا تے کائنات کی سواری چلتی چلتی وہاں پہنچی جہاں آج مسجد نبوی ہے سامنے حضرت ابو ایوب انصاری کا گھر تھا وہاں آ کر بیٹھ گئی۔ میرے نبی اُترے نہیں ڈاچی پر بیٹھے رہے جب سرکار نہیں اُترے ڈاچی پھر کھڑی ہو گئی پھر چند قدم آگے چلی مڑ کے پھر اُسی جگہ بیٹھ گئی۔ پھر زبان سے بڑبڑانے لگی۔ میرے نبی مسکرا پڑے نیچے اُتر آئے۔ صحابہ نے عرض کی آقا یہ کیا کہتی ہے۔ کیوں بولی ہے جانوروں کی بولیاں جاننے والا نبی بولا کہ یہ کہتی ہے۔ آقا اتر جایئے اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ سرکار اُتر آئے ادھر ابو ایوب کی بیوی نے کہا۔ اے ابو ایوب وہ دیکھ سرکار ہمارے گھر کے سامنے اونٹنی سے نیچے اتر آتے ہیں۔ حضرت ابو ایوب کو صحابہ نے مبارک باد دی فرمایا۔ ابو ایوب مبارک ہو کملی والا تیرا مہمان بن گیا ہے۔ تو ابو ایوب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کسی صحابی نے پوچھا ابو ایوب روتے کیوں ہو؟ فرمایا کہ :۔

کیڈی قسمت چنگی میری تے محبوب میرے گھر آیا
مدتاں دے ایس اجڑے گھر نوں پل وچ باغ بنایا

کھڑی کا قلندر بولا اور فرمایا :۔

نیک نصیب جنہاں دے ہوون تے بن وندے نیک سبب سائے
جھکی دل نوں کرلے بندیا مدتاں بخشے رب سائے

حضرت ابو ایوب سرکار کی آمد دیکھ کر بولے کہ:۔

ے او حبیبِ خدا سرورِ انبیاء
جس دا صدیاں توں سی انتظار آگیا
سُکّے ہوئے چمن وچہ بہار آگئی
روندے ہوئے دلاں نوں قرار آگیا
ایس دنیا دی توقیر نوں کی کراں
ایس دنیا دی جاگیر نوں کیہہ کراں
میرے اُتّے خدا دا کرم ہوگیا
میرے حصّے محمد صلی اللہ علیہ وسلم دا پیار آگیا
میرے جگراتیاں دا صلہ رل گیا!
رونا اعظم میرا میرے گھر آگیا
ناز کیوں نہ کراں اپنی تقدیر تے
وچہ غلاماں دے میرا شمار آگیا

دلائل النبوۃ ۔ مدارج النبوۃ ۔ سبل الہدیٰ ۔ سیرت رسول جلد ۵ صفحہ ۶۰، ۶۱۲
اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۹-۱۱۰ ۔

حضرت ابو ایوب نے اپنے غلام ابو لیلیٰ کو آواز دی، عرض کی جی حضور فرمایا جلدی کرو، وہ سامنے جو منور چہرے والا مسافر اونٹنی سے اتر رہا ہے اُس کا سامان اٹھا کر گھر لے آؤ۔ عرض کی بہت اچھا ابو لیلیٰ بھی دوڑا حضرت ابو ایوب بھی دوڑے، اُمِّ ایوب بھی دوڑیں کہ سرکارِ کائنات کا سامان اٹھا کر گھر لے آئیں حضرت ابو ایوب انصاری اور آپ کی بیوی سامان اٹھا کر بڑے فخر سے

لا رہی ہیں۔ سرکار کھڑے مسکراتے رہے۔ جب حضرت ابوایوب کا غلام سامان اٹھانے لگا تو میرے نبی نے اس کا بازو پکڑ لیا اور مسکرا کر اس سے پوچھا کہ:۔

أَنْتَ أَبُوْ يَعْلَى | کیا تمہارا نام ابو لیعلیٰ ہے۔

یہ سن کر ابو لیعلیٰ حیران ہو گیا۔ سرکار مدینہ کو پہچان نہ سکا۔ عرض کرنے لگا سرکار میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ آپ کون ہیں۔ میرا نام کیسے پہچانتے ہو۔ زندگی میں پہلی ملاقات ہے۔ میرے کریم آقا نے فرمایا تم نہیں جانتے تو کیا ہوا میں تجھے نہیں جانتا ہوں تم وہی نہیں ہو جس کے پاس تبع بادشاہ کا خط بطور امانت محفوظ ہے۔ ابو لیعلیٰ اور حیران ہوا عرض کی حضور واقعی لیکن آپ کون ہیں؟

فرمایا:۔

أَنَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ | میں ہی اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

جا پہلے وہ خط لے آ سامان بعد میں اٹھانا۔ قربان جاؤں کملی والے کے علم غیب پر ہزار سال پہلے کا خط لکھا ہوا میرے نبی سے پوشیدہ نہیں۔ پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ خط بھی اس کے پاس موجود ہے۔ ابوایوب سے نہیں پوچھتے۔ اس کی بیوی سے نہیں پوچھتے، کسی اور صحابی سے نہیں پوچھتے، پوچھتے ہیں تو اسی سے پوچھتے ہیں جس کے پاس وہ خط تھا۔

میرے دوستو خیال کرو اگر سرکار کی ولادت سے ہزار سال پہلے کا خط نہیں بھولا جس کے پاس ہے اس کو نہیں بھولے تو کیا وفات شریف کے بعد اپنی قبر پاک میں اپنی اُمت کو بھول سکتے ہیں؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ ابو لیعلیٰ نے وہ خط میرے آقا کی خدمت میں پیش کیا۔ سرکار نے خط لے کر حضرت علی کو دیا۔ فرمایا علی عرض کی جی آقا فرمایا اسے پڑھو حضرت علی پڑھتے جاتے ہیں میرے

بنی مسکراتے جاتے ہیں۔ جب خط مکمل پڑھ لیا گیا۔ سرکار نے فرمایا میرے صحابہ تبع میرا غلام ہے۔ اب خبردار اس کو کوئی گالی نہ دے۔ کیونکہ وہ مسلمان تھا مسلمان ہے، قیامت والے دن میری شفاعت کے جھنڈے کے نیچے ہوگا۔
تفسیر روح البیان۔ تفسیر خازن۔ تفسیر نسفی۔ تفسیر کبیر۔ ضیاء القرآن جلد ۴ ص ۶۶۲

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سامان حضرت ابوایوب انصاری اور آپ کے گھر والے اٹھا کر لے گئے۔ اب سرکار بھی تشریف لے آئے۔ سرکار نے مکان دیکھا فرمایا ابوایوب بڑا پیارا مکان ہے۔ حضرت ابوایوب نے مکان کی چابیاں سرکار کی خدمت میں پیش کیں۔ عرض کی آقا خط والی امانت پہلے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور یہ مکان والی امانت ہے یہ بھی سنبھال لیں۔ آقا یہ مکان میرا نہیں یہ تو آپ کا ہے جو بادشاہ نے آپ کی خاطر بنوایا تھا۔ میرے آقا مسکرا پڑے فرمایا نہیں تم بھی رہو میں بھی رہوں گا۔
زرقانی شریف جلد ا ص ۳۵۔ وفاء الوفا جلد ا ص ۱۳۳۔

میرے دوستو! ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر صحابہ کرام نے جلوس نکالا۔ صحابہ نے جلوس میں شرکت کی میرے آقا نے خود قیادت فرمائی۔ صحابہ کرام نے خوشی کا اظہار کیا۔ سرکار کی آمد پر نعتیں پڑھی گئیں۔ اللہ اکبر اور یا رسول اللہ کے نعرے بلند کئے گئے صحابہ کرام نے خوشی میں کرتب اور کھیل پیش کئے اس دور کے اسلحے کی نمائش کی گئی اب بتلائیے آج کل جو بارہ ۱۲ ربیع الاول کو سرکار کی آمد پہ جلوس نکالا جاتا ہے کیا یہ اس جلوس کا نقشہ نہیں ہوتا اگر نہیں تو بتلائیے؟ اگر وہی طریقہ ہوتا ہے تو آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنے

نبی کی عظمت والے جلوس میں شامل ہو کر یا رسول اللہ اور اللہ اکبر کے نعرے لگا کر صحابہ کرام کی سنّت پر عمل پیرا ہو جائیں۔ انشاءاللہ دین دنیا سنور جائے گی۔

حضرات محترم! اگر ایمانداری سے ان تمام روایت کو پڑھا جائے تو پتہ چلتا ہے۔ ہمارے کملی والے کا جشنِ میلاد سرکار کی ولادت سے پہلے بھی عاشقانِ نبی مناتے آتے ہیں۔ خود میرے آقا نے جشن منایا صحابہ کرام نے منایا لیکن بعض لوگ جو جشن میلاد سے چڑتے ہیں وہ کوئی نہ کوئی عذر پیش کر دیتے ہیں۔ جی ٹھیک ہے لیکن کیا جی لیکن! جی یہ روایت کمزور ہے ضعیف ہے ہم نہیں مانتے اب نہ ماننے کا علاج تو کوئی نہیں۔

بقولِ ان کے

چلو بقول ان کے صحابہ نے جشن نہیں منایا مان لیتے ہیں! کیا صحابہ نے جشن میلاد سے کہیں منع بھی کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو دلائل سے ثابت کریں انشاءاللہ ہم بھی نہیں منائیں گے پر قیامت آسکتی ہے یہ دلائل نہیں دکھا سکتے۔ دکھائیں بھی کیسے جب خود انہوں نے سرکار کی آمد کی خوشی کی ہے۔ خیر تو چلو جی صحابہ کرام نے جشنِ میلاد نہیں منایا۔ کیوں نہیں منایا تو اس کی کئی وجوہات بھی ہو سکتی ہیں۔

۱:۔ پہلی وجہ یہ کہ ابھی اسلام کے ابتدائی دور تھے۔

۲:۔ دوسری وجہ دن رات دینی کاموں میں مصروفیات۔

۳:۔ جہادات میں مصروفیات۔

۴:۔ اسلام کی سربلندی کی خاطر کوشش۔

۵:۔ کافروں کو اسلام کی طرف راغب کرنے کی دوڑ دھوپ وغیرہ۔

جب یہ باتیں کی جائیں تو کہتے ہیں دیکھو نا جی جب صحابہ نے نہیں کیا

تو لازمی طور پہ یہ جشن میلاد صحابہ کی زندگی کے بعد ہوا اور سرکار کا فرمان ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے دور میں کام نہیں ہوا وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور بدعتی جہنمی ہے۔ اللہ اکبر۔

میرے دوستو! اگر یہ قانون ہر جگہ لاگو کیا جائے تو پھر تو اسلام کے اکثر کام بدعات میں شامل ہو جائیں مثلاً سرکار کے زمانے صحابہ کے دور میں پکی مساجد نہیں تھیں۔ اب پوری دنیا میں پکی اور طرح طرح کے خوبصورت ڈیزائن کی مساجد ہیں۔ سرکار کے زمانے میں قرآن مجید کے مختلف پارے نہیں تھے۔ قرآن ایسی صورت میں نہیں تھا۔ زبریں زیریں تمام اعرابات نہیں تھے۔ لیکن اب قرآن مجید کی بڑی بڑی خوبصورت جلدیں ہیں۔ مختلف پارے ہیں ہر حرف پر اعراب ہیں۔ میرے نبی کے زمانے میں صحابہ کے دور میں بخاری مسلم ترمذی نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ، موطا امام مالک وغیرہ حدیث کی کتابیں نہیں تھیں اب ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام صحابہ کے دور میں یہ فقہ کی کتابیں، یہ فقہی مسائل پر عمل نہیں تھا۔ لیکن اب یہ سب کچھ موجود ہے۔ سرکار کے دور میں صحابہ کے زمانے میں جمعہ پہ خطبہ میں صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کا نام نہیں لیا جاتا تھا۔ لیکن اب ہر مسجد میں جمعہ کے خطبے میں صحابہ کرام خلفائے راشدین، اہلبیت کرام کا نام لیا جاتا ہے تو کیا یہ تمام کام بدعت ہیں بھلا اگر بدعت ہیں تو لگاؤ فتویٰ! اگر بدعت ہیں تو یہ سارے کام تم بھی کرتے ہو، بتاؤ اپنے بارے تمہارا کیا خیال ہے تم جہنمی ہو کہ نہیں اگر ان تمام باتوں پہ بدعت کا فتویٰ نہیں لگاتے شرک نہیں کہتے ناجائز نہیں کہتے حالانکہ تمام کام صحابہ کے دور کے بعد ہوتے تو کیا جشنِ میلاد سے اتنی تکلیف

ہے۔ اتنا دکھ ہے، اتنا ڈپریشن ہے کہ جشنِ میلاد کرنے والے تمہارے فتوؤں کی زد میں آگئے ہیں۔ کچھ سوچو، کچھ خوفِ خدا کرو، کچھ شرم نبی کرو۔

میرے دوستو! یاد رکھو حقیقت یہ ہے جو کام دورِ نبوت میں نہ ہو سکا وہ دورِ صحابہ میں ہوا، جو کام صحابہ کے دور میں نہیں ہوا وہ مجتہدین نے کیا جو کام مجتہدین کے زمانے میں نہ ہوا، وہ محدثین نے کیا اسی طرح انشاء اللہ قیامت تک اسلام کی شان میں ترقی میں ہے۔ اسلام تو ایسا شجر ہے ایسا پودا ہے جو طیب بھی ہے اور پاک بھی یاد رکھو درخت ایک دور میں کبھی مکمل نہیں ہو جاتا بلکہ آہستہ آہستہ اپنی منزل کی طرف جاتا ہے۔ انشاء اللہ اسی طرح اسلام بھی قیامت تک کامیابی کی طرف گامزن رہے گا۔ جو لوگ ہر بات میں دورِ صحابہ سے ثبوت ثبوت کی رٹ لگاتے ہیں۔ ان کا اپنا کوئی کام صحابہ کے دور کے مطابق نہیں۔

میرے دوستو! یہ جشنِ میلاد جو منایا جاتا ہے جو اس میں شامل ہوتے وہ سرکار کی محبت کی خاطر سرکار کے پیار کی خاطر اس میں شامل ہوتے ہیں ہر وہ کام جو محبتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر کیا جائے اور بظاہر شریعت اس کام کو منع نہ کرے وہ جائز ہے چاہے وہ کام صحابہ نے کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ بزرگوں نے کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

محبت کا کام

دیکھو جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو مسیلمہ کذاب نے بڑے زور شور کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ صدیق اکبر کو پتہ چلا آپ نے اس بے ایمان کو جہنم رسید کرنے کے لئے ایک لشکر جرار اس کے مقابلے میں بھیجا۔

لڑائی ہوئی مسلمانوں کی اور مسلمہ کذاب کے ساتھیوں میں خوب جنگ ہوئی یہ جنگ یمامہ کے نام سے اسلام کی تاریخ میں مشہور ہے۔ جب لڑائی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے سرکار کے غلاموں کو فتح عطا فرمائی۔ مسلمہ کذاب بے ایمان مارا گیا اور جہنم رسید ہوا۔ لیکن اس جنگ میں مسلمانوں کے سات سو یا اس سے بھی زیادہ سپاہی شہید ہوئے ان سپاہیوں میں اکثر قرآن پاک کے حافظ اور قاری تھے جنہوں نے براہِ راست سرکار مدینہ سے قرآن سُن سُن کر یاد کیا تھا۔ حضرت فاروق اعظم کو بڑی تشویش ہوئی۔ جب فوج مدینہ شریف پہنچی تو سیّدنا فاروق اعظم نے سیّدنا صدیق سے عرض کیا کہ امیر المؤمنین اگر اسی طرح لڑائیاں ہوتی رہیں قرآن مجید کے قاری اور حافظ شہید ہوتے رہے تو اللہ تعالیٰ کا قرآن تو دنیا سے غائب ہو جاتے گا لہٰذا میرا مشورہ یہ ہے کہ قرآن کو کتابی شکل میں جمع کر دیا جائے سیّدنا صدیق اکبر نے جب یہ بات سنی تو فرمایا۔

كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم	اے عمر وہ کام تم کیسے کرو گے جو اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں کیا۔

سیّدنا عمر نے فرمایا۔ امیر المؤمنین آپ کا فرمان بالکل برحق ہے۔ بالکل صحیح ہے۔ یہ کام سرکار نے نہیں کیا لیکن :۔

هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ	لیکن اللہ تعالیٰ کی عزّت و جلالت کی قسم یہ کام جو ہم کرنے لگے ہیں ہے

تو بہترین ہے تو اچھا ہے تو خوبیوں والا سیّدنا صدیق اکبر حضرت عمر کی بات کو سن کر مسکرا پڑے فرمایا عمر تیری بات نے میرے سینے کو کھول دیا ہے۔ تیری

بات واقعی بڑی پائیدار ہے۔ عمل کے قابل ہے۔ سیدنا صدیق اکبر نے اس بات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کرنے کے لئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اپنے پاس بلایا اور زید سے فرمایا اے زید عرض کی جی امیر المؤمنین۔ فرمایا میرا پروگرام ہے کہ قرآن مجید جو کہ جگہ جگہ بکھرا ہوا ہے کوئی آیت کسی کے پاس کوئی کسی کے پاس ہے۔ ان سب کو جمع کر کے ایک کتاب کی شکل میں اکٹھا کیا جائے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم عقلمند ہو نوجوان ہو۔ میرے کملی والے کے کاتب وحی رہے ہو لہٰذا تم تمام قرآن مجید کی آیات جمع کر کے ایک کتابی شکل میں قرآن پاک کو محفوظ کرو۔ حضرت زید بن ثابت نے جب یہ بات سنی تو آپ نے بھی عرض کیا کہ :۔

كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ۔	اے امیر المؤمنین، اے فاروق اعظم آپ وہ کام کیسے کریں گے جو میرے کملی والے نے اپنے دور میں اپنی ظاہری زندگی پاک میں نہیں کیا۔

تو سیدنا صدیق اکبر نے آگے سے فرمایا۔ اے زید ٹھیک ہے کملی والے نے نہیں کیا لیکن،

هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ	ہے تو یہ کام اچھا

حضرت زید فرماتے ہیں صدیق اکبر کی بات سن کر میں نے قرآن پاک جمع کرنا شروع کر دیا پھر سارا قرآن جمع کر کے سیدنا صدیق اکبر کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ بخاری شریف ص ۷۴۵۔ باب الجمع القرآن تفہیم البخاری جلد ۱، ص ۱۳۰، ۱۳۱، میرے دوستو خیال کرو، صحابہ کرام کیا جواب دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے یہ

کام کملی والے نے نہیں کیا لیکن ہے تو اچھا کام اسی طرح ہم کہتے ہیں۔ اے منکرین جشنِ میلاد اگرچہ یہ کام سرکار نے نہیں کیا صحابہ کرام نے نہیں کیا ہے تو اچھا کام سبحان اللہ۔ اب دیکھئے جو اچھا کام شروع کرے جو بہترین عمل شروع کرے اس کو فائدہ کیا ہوتا ہے۔ میرے آقا نے فرمایا۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً۔	جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اچھا کام شروع کرے۔
فَلَهٗ اَجْرُهَا	اس کو اپنے عمل کا ثواب ملے گا۔
وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا	اور قیامت تک جو بندہ اس پر عمل کرے گا اس کا بھی اس کو ثواب ملے گا۔

جس نے شروع کیا اور کرنیوالے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ مشکوٰۃ شریف کتاب العلم مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا ص ۱۹۶۔ سبحان اللہ اب دیکھیں میلاد ہے کیا اس میں ہوتا کیا ہے تلاوت کلام ہوتی سرکار کی نعت پڑھی جاتی ہے۔ آقا کی سیرت بیان کی جاتی ہے۔ نبی پاک پہ درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ اب بتائیے یہ سارے کام اچھے ہیں کہ نہیں ؟ یقیناً ایک غیر آدمی بھی گواہی دے گا اچھا کام ہے تو اب پھر سلام ہو اس کی عظمت کو جس نے یہ جشن میلاد کا جلوس شروع کیا۔ کملی والے کی آمد کی خوشی کا اہتمام کیا سرکار کی آمد میں اپنے علاقوں کو سجایا۔ انشاء اللہ قیامت تک اس کو ثواب قبر میں ملتا رہے گا اور کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا رہے گا۔ اسی لئے سرکار کے دیوانے سرکار کی محفلیں سجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ :۔

؎ آؤ سجنوں بیلیو رل مل کے اَج محفل پاک سجا لیئے
یا دبنی وِچہ اٹھرو کیر کے تے اپنے اپنے گناہ بخشا لیئے
مکی مدنی دے نام دا وِرد کریئے سُتّے ہوئے نصیب جگا لیئے
ہوراں دِل فیضان فیر ویکھ لاں گے کملی والے نوں پہلاں سُنا لیئے

بیدرد میرے دوستو بعض لوگ ہمیں طعنہ دیتے ہیں کہ تم بڑے بیدرد ہو کیوں ؟ کہ بارہ کو سرکار مدینہ کی وفات شریف ہے اور تم بارہ ربیع الاوّل کو خوشیاں مناتے ہو جشن مناتے ہو، جلوس نکالتے ہو۔ میرے دوستو، یاد رکھو وفات کا غم بھی اُسی کو ہوتا ہے۔ جسے ولادت کی خوشی ہو جو آنے کی خوشی نہیں کرتا وہ جانے کا غم کیسے کرے گا نہ ان کو آنے کی خوشی ہے نہ جانے کا غم یہ تو صرف سرکار کی ولادت پاک کی خوشی روکنے کے لئے یہ حیلے بہانے کرتے ہیں لوگوں کو کہتے ہیں یہ بارہ وفات کا دن ہے یہ کوئی خوشی کا دن ہے۔ اگر ان کو زیادہ ہی غم ہے تو ایسے کرتے ہیں یہ بارہ ربیع الاوّل کو غم منا لیا کریں ہم خوشی منا لیا کریں گے یہ بچھوڑی بچھا لیا کریں ہم جلوس نکال لیا کریں گے۔ یہ صف ماتم بچھا لیا کریں ہم جشن کر لیا کریں گے کچھ تو کریں پر ان کو پتہ ہے غم بھی وہ کرے۔ جسے سرکار کے آنے کی خوشی ہے۔ ہمارا نبی سے کیا تعلق ہم برائے نام نبی کا نام لیتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ولادت پہلے ہوتی ہے، وفات بعد میں آنا پہلے ہوتا ہے جانا بعد میں، زندگی پہلے مرگ بعد میں ہم کہتے ہیں کہ عاشقوں کو، سرکار کے دیوانوں کو پہلے جی بھر کے حضور پاک کی آمد کی خوشی تو کر لینے دو پھر وفات کی بات بھی کریں گے۔ تیسری بات یہ ہے کہ سرکار کی وفات شریف بارہ ربیع الاوّل

کو نہیں بلکہ ربیع الاوّل شریف کی دو کو، یا تین کو، یا سات کو، یا نو کو ہوئی ہے۔
چوتھی بات یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار کو موت آئی لیکن چند لمحوں کے
لئے چند گھڑیوں کے لئے پھر اللہ تعالیٰ نے یار کو اسی وقت زندہ کر دیا ۔
جیسے چاند ہو چودھویں کا پوری آب و تاب سے چمک رہا ہو، اچانک اس
پر بادل کا ٹکڑا آجائے لوگوں کی نگاہوں سے چھپ جائے لوگ کہیں
چاند کہاں گیا پھر بادل ہٹ جائے تو فوراً وہی آب و تاب لوگ کہیں
وہ دیکھو پھر نکل آیا۔ اسی طرح میرے نبی پر موت کا ہلکا سا بادل آیا معمولی
سا پردہ آیا پھر اسی طرح حیات طیبہ وہی زندگی پہلے سے بھی بہتر، یہی بات
میرے اعلیحضرت امام اہلسنت نے فرمائی کہ :۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اُسی آن کے بعد اُن کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے
یہ ہیں حَیٌّ اَبَدِیٌّ ان کو رضا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

حیات النبی کا مسئلہ میرے آقا نے اپنی زبان پاک سے خود ہی حل فرما
دیا سرکار تشریف فرما ہیں۔ میرے آقا کے غلام بھی زیارت سے مشرف ہو
رہے ہیں۔ میرے کملی والے نے فرمایا میرے صحابہ عرض کی جی آقا فرمایا مجھ پر ہمیشہ
درود و سلام پڑھا کرو لیکن جب جمعہ کا دن آئے تو کثرت سے زیادہ سے
زیادہ درود و سلام کا ورد کیا کرو آقا کیوں ؟ فرمایا جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ

نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا اسی دن آپ کی وفات ہوئی جمعہ کو کثرت سے ساتھ فرشتے آسمانوں سے زمین پر آتے ہیں قیامت بھی جمعہ والے دن آئے گی لہذا یہ دن بڑا بابرکت ہے۔ صحابہ نے عرض کی آقا آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ لیکن سرکار یہ آپ کی زندگی کا وظیفہ ہے یا آپ کی وفات کے بعد بھی اس پر عمل کریں۔ کیونکہ بعد وفات انسان کی وہ حالت نہیں رہتی جو اس دنیا میں ہوتی ہے۔ انسان کا جسم گل سڑ جاتا ہے۔ ہڈیاں رہ جاتی ہیں ماس گل جاتا ہے انسان کی حالت بدل جاتی ہے۔ میرے آقا نے فرمایا۔ میرے غلاموں یہ حالت عام انسانوں کے ساتھ تو ہو سکتی ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں سرکار نبیوں کو کوئی خاص رعائتیں ہوتی ہیں۔ میرے آقا نے فرمایا ہاں آقا کون سی فرمایا جب اللہ تعالیٰ کے نبی دنیا سے پردہ کرتے ہیں تو خالقِ کائنات زمین کو حکم دیتا ہے۔ مٹی کو آرڈر دیتا ہے۔ اے زمین اے مٹی خیال کرنا یہ آنے والا کوئی عام انسان نہیں بلکہ یہ میرا نبی ہے میرا رسول ہے اس کے جسم کو کھانا تو درکنار اس کو چھونا بھی نہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ۔	بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ بات حرام کر دی ہے۔

کون سی کہ:۔

أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ	نبیوں کے اجسام کو کھائے آقا جب زمین نبیوں کے جسم کو نہیں کھاتی تو

پھر ہوتا کیا ہے۔ فرمایا ہوتا کیا ہے۔

فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ	اللہ تعالیٰ کا ہر نبی اپنی اپنی قبر میں

زندہ ہوتا ہے۔ آقا دنیا میں انسان زندہ ہیں پر یہ تو کھاتے بھی ہیں پیتے بھی ہیں۔ میرے آقا مسکرا پڑے فرمایا کیا ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا ہر نبی بھی زندہ رہ کر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں کھاتا ہے۔ پیتا بھی ہے۔ سبحان اللہ۔	حَیٌّ یُرْزَقُ

ابن ماجہ شریف ص۷۷، مشکوٰۃ شریف ص۱۲۱، ابوداؤد شریف، نسائی شریف سنن کبریٰ۔ ابن شیبہ۔

صحابہ نے کہا آقا اللہ تعالیٰ کے نبی دنیا میں ہر وقت اللہ اللہ عزوجل کرتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں کیا بعد وفات کے بھی یہ کام کرتے ہیں۔ میرے آقا نے فرمایا بیشک کیونکہ،

اللہ تعالیٰ کا ہر نبی اپنی قبر میں زندہ ہے اور اپنی اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔	اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ

شفاء السقام ص۱۳۴۔ حیات الانبیاء۔ امام بیہقی۔ فتح الباری۔ خصائص کبریٰ مدارج النبوت۔ نیل الاوطار۔

میرے آقا نے فرمایا۔ میرے صحابہ عرض کی جی حضور فرمایا:۔

میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔	حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَمَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ

صحابہ کرام حیران ہو گئے کہ زندگی تو واقعی بہتر ہے پر موت کیسے بہتر

ہو گی۔ سیّدنا فاروقِ اعظم نے عرض کی آقا زندگی تو واقعی بہتر ہے۔ آپ کی حیات تو واقعی بڑی اچھی چیز ہے پر موت کیسے اچھی ہو گی۔ وفات کیسے بہتر ہو گی۔ میرے نبی مُسکرا پڑے فرمایا کہ میری زندگی تمہارے لئے اس طرح بہتر ہے کہ میں تمہیں حلال حرام کی خبر دیتا ہوں۔ اس کی پہچان بتاتا ہوں اس کی سزا جزا بتاتا ہوں۔ اور میری موت تمہارے لئے یوں بہتر ہو گی کہ:۔

تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ | تمہارے تمام اعمال ہر روز میری بارگاہ میں قبر میں میرے رُو برُو پیش کئے جائیں گے۔ میں اپنی اُمّت

کے اعمال و افعال دیکھا کروں گا جب تمہاری نیکیاں اچھائیاں تمہارے اچھے کام میں دیکھوں گا تو

حَمِدْتُ اللّٰهَ عَلَيْهِ | تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤں گا اس کی تعریف کروں گا۔ خالقِ کائنات

کی تعریف کروں گا کہ شکر ہے میری اُمّت اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر رہی ہے اور اگر اُمّت کے بُرے اعمال، ان کے گناہ دیکھوں گا، بدیاں اور خطائیں دیکھوں گا تو پھر کیا ہو گا۔

اَسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ لَكُمْ | بس تمہارے لئے بخشش کی دُعا کروں گا معافی کے لئے درخواست

کروں گا کہ اے خالقِ کائنات میری اُمّت کو بخش دے۔

مجمع الزوائد جلد ۹ صہ ۲۴۔ حجۃ اللہ علی العالمین صہ ۷۱۳۔ شواہد الحق صہ ۲۶۲

سبحان اللہ کتنا رحیم شفیق نبی ہے ساری دنیا گناہ کر رہی ہے پر وہ بجیال

رسول قبر پاک میں رو رو کر اُمّت کے لئے دعائیں فرما رہا ہے۔ پر اُمّت میں چند ایسے بھی بد نصیب ہیں جو اس شافع نبی کو زندہ بھی تسلیم نہیں کرتے تُف ہے ایسی مسلمانی پر خیر تو سرکار فرماتے ہیں کہ میں قبر میں تمہارے لئے بخشش کی دُعا کروں گا ادھر اللہ تعالیٰ نے بھی اعلان فرمادیا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا | اے انسان اگر تو اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے تو میرے یار کے دروازے

پر آجا تو بھی دعا مانگ میرا محبوب بھی تیرے لئے دعا مانگے گا پھر ہوگا کیا فرمایا پھر میں نے تیرے گناہ نہیں دیکھنے یار کے گورے گورے ید اللہ والے ہاتھوں کی برکت سے تیرے گناہوں پر قلم پھیر کر رحمتوں کی برسات کر دوں گا۔

(پ ۵، سورۃ نساء)

پتہ چلا ہم سرکار کا جشن اس لئے مناتے ہیں کہ ہمارا نبی کل بھی زندہ تھا آج بھی زندہ ہے۔ انشاء اللہ ہمیشہ زندہ ہی رہے گا۔ میرے دوستو عرض یہ کر رہا تھا کہ سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد پاک حضور پاک کی آمد سے پہلے بھی منایا گیا۔ میرے آقا نے خود بھی منایا صحابہ کرام نے بھی منایا۔

میلاد پاک اور اولیاء اُمّت

اور میرے کملی والے کی اُمّت نے منایا اور اولیاء کرام نے بھی منایا اور آج تک سنی مسلمان سرکار کے میلاد میں شریک ہوتے آئے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک جشن میلاد میں شریک ہوتے رہیں گے۔ چھٹی صدی کے مجدّد بہت بڑے محدّث

حضرت علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ غوث پاک کے زمانے میں تشریف لائے اور پھر غوث پاک کے مرید بھی بنے۔ جنہوں نے قرآن و حدیث کی بڑی خدمت کی اپنی زندگی میں ایک ہزار کتابیں لکھی اور دو لاکھ کافروں کو اپنی تبلیغ سے سرکار کا غلام بنا کر مسلمان کیا۔ جن کے ہزاروں شاگرد تھے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ جیسے ولی بھی آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ آپ ایک دن اپنے مدرسہ میں شاگردوں کو قرآن و حدیث کا درس دے رہے تھے۔ فارغ ہو چکے تو ایک آدمی نے کہا حضور اگر اجازت دیں تو ایک مسئلہ نہ پوچھ لوں۔ آپ نے اجازت دی سوالی نے عرض کیا حضور مسئلہ یہ ہے کہ بعض لوگ سرکار کا میلاد مناتے ہیں بعض منع کرتے ہیں۔ اس کے ... وضاحت فرمائیں۔ منانا چاہیئے کہ نہیں اور یہ محفل میلاد کا سلسلہ کب سے شروع ہوا ہے۔

میرے دوستو! توجہ کرو یہ مسئلہ آج سے ایک ہزار سال پہلے پوچھا جا رہا ہے کیونکہ علامہ ابن جوزی کی ولادت ۵۱۱ ہجری اور وفات ۱۲ رمضان شریف ۵۹۷ ہجری کو بغداد شریف میں ہوئی۔ آپ نے جو جواب دیا سنیئے، آپ نے فرمایا، میاں سوالی یہ محفل میلاد کا سلسلہ کوئی نیا تو نہیں سرکار کب سے ہے فرمایا:

یہ میلاد شریف کی محفلیں ہمیشہ سے یعنی ہماری ولادت سے پہلے تیرے پیدا ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جب	فَلَا زَالَ اَهْلُ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ ۔

سے میرے آقا تشریف لائے ہیں۔ اس وقت سے بلکہ سرکار کی آمد سے ا

پہلے سے حرمین شریفین کے لوگ یعنی مکہ شریف اور مدینہ شریف کے لوگ مناتے آ رہے ہیں سرکار صرف مکّہ اور مدینہ والے محفل میلاد مناتے ہیں فرمایا نہیں نہیں بلکہ

وَالْمِصْرِ وَالشَّامِ	مصر والے بھی میرے آقا کا میلاد مناتے ہیں۔

یمن والے بھی سرکار کا جشن مناتے ہیں شام والے بھی حضور کی آمد کی خوشی کرتے ہیں۔ وَسَائِرِ بِلَادِ الْعَرَبِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اور تمام دنیا کے مسلمان چاہے وہ مشرق میں رہتے ہوں یا مغرب میں تمام کے تمام محفل کا اہتمام کرتے ہیں۔ یَحْتَفِلُوْنَ بِمَجْلِسِ مَوْلِدِ النَّبِی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ساری دنیا کے مومن سرکار مدینہ کی محافل سجاتے ہیں۔ وَیَفْرَحُوْنَ بِقُدُوْمِ هِلَالِ شَهْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ جب دنیا میں ربیع الاوّل کا چاند دکھائی دیتا ہے تو پوری کائنات کے مسلمان خوشیاں مناتے ہیں۔ سرکار کیسے خوشیاں مناتے ہیں فرمایا۔

وَیَغْتَسِلُوْنَ وَیَلْبَسُوْنَ بِالثِّیَابِ الْفَاخِرَةِ	اچھی طرح غسل کرتے ہیں بڑے پیارے پیارے عمدہ نفیس قسم کے لباس پہنتے ہیں۔ خوب

بن سنور کر ایک دوسرے پہ عطر و گلاب چھڑکتے ہیں۔ پھر سرکار کی آمد پر جو جس ____________

کے پاس ہوتا ہے دل کھول کر سرکار کی خوشی میں خرچ کرتے ہیں یعنی ہر آدمی اپنی طاقت کے مطابق خوشیاں کرتا ہے کوئی مٹھائی بانٹتا ہے کوئی کھانا تقسیم کرتا ہے کوئی دیگیں پکاتا ہے کوئی نقدی تقسیم کرتا ہے۔ جتنی اللہ تعالیٰ نے جس کو طاقت دی ہوتی ہے خرچہ کرتا ہے سرکار کی ولادت کی خوشی کرتا ہے گھر گھر میں میلاد ہوتی ہے علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ یہ ساری تقریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں اے سوالی جانتے ہو اس محفل میلاد کا فائدہ کیا ہوتا ہے؟ عرض کی حضور آپ ہی بتائیں فرمایا۔

وَمِمَّا جُرِّبَ عَنْ ذٰلِكَ	جہاں جہاں محفل میلاد ہوتی ہے وہاں وہاں تجربہ کیا گیا آزمایا گیا ہے آنکھوں سے دیکھا گیا ہے کیا کہ:۔
كَثْرَةُ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ	وہاں اللہ تعالیٰ خوب خیر و برکت کا نزول فرماتا ہے سلامتی اور عافیت

نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سرکار کے میلاد کے صدقے رزق میں مال میں دولت میں اولاد میں خوب زیادتی فرماتا ہے اور پورا سال جہاں میلاد ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ امن و امان فرماتا ہے اور گھروں میں سکون اور قرار نازل فرماتا ہے کیونکہ فرمایا۔

بِبَرَكَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ	یہ سرکار کے میلاد کی برکت سے۔ المیلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ص۵۷۔ص۵۸

سوالی نے عرض کیا حضور جو منع کرے جو بدعت شرک کے فتوے لگاتے اس)

کا کیا جواب دیا جاتے فرمایا تم بجائے جواب دینے کے سرکار کا میلاد مناتے جاؤ درود پہنچاتے جاؤ کملی والے کو خوش کرتے جاؤ۔ انہیں اپنا کام کرنے دو تم اپنا کام کرتے جاؤ حضور اگر ہم میلاد کریں تو ہمیں کتنا نفع ہوگا۔ فرمایا میں فتویٰ دیتا ہوں جو دنیا میں کملی والے کا میلاد مناتے۔ اللہ تعالیٰ اس کو تین فائدے عطا فرمائے گا۔ دو آخرت میں ایک دنیا میں عرض کی گئی حضور وہ آخرت کے کیا فائدے ہیں فرمایا جو میرے نبی کا دنیا میں میلاد شریف منائے پہلے تو وہ جہنم میں انشاء اللہ نہیں جائے گا اگر کسی خطا کی وجہ سے کسی گناہ کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا گیا تو ہوگا کیا فرمایا:۔

حِجَابًا مِّنَ النَّارِ وَسِتْرًا	وہ میلاد شریف کی خوشی وہ میلاد پر خرچ ہونے والا مال دوزخ کے سامنے آگ کے سامنے ڈھیک بن کر پردہ بن کر کھڑا ہو جائے گا۔ اس کو

جہنم میں جلنے سے بچالے گا وہ خوشی جہنم کو کہے گی۔ اے دوزخ خیال کرنا یہ وہ ہے جس نے دنیا کی زندگی میں حبیب خدا سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منایا تھا۔ سبحان اللہ۔ دوسرا فائدہ کیا ہوگا فرمایا:۔

وَمَنْ اَنْفَقَ فِیْ مَوْلِدِہٖ دِرْھَمًا	جو سرکار کی خوشی میں ایک درہم درہم کہتے ہیں چار آنے کے سکے

کو فرمایا روپیہ نہیں، پچاس نہیں، سو نہیں، ہزار نہیں، لاکھ نہیں صرف ایک چونی خرچ کرے۔

پھر ہوگا کیا۔

كَانَ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَهٗ شَافِعًا وَمُشَفَّعًا

قیامت والے دن میرا نبی اس میلاد منانے والے کی شفاعت کر کے اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا کیونکہ سرکار کی شفاعت ہی ایسی شفاعت ہو گی جو ٹھکرائی نہیں جائے گی۔ تیسرا فائدہ دنیا میں ہو گا۔ کون سا فرمایا:

وَاَخْلَفَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِكُلِّ دِرْهَمٍ عَشْرًا

جو سرکار کے میلاد پر ایک درہم خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دس درہم زیادہ ثواب عطا کرے گا۔

مولد العروس ص ۸

میرے دوستو! سرکار کے میلاد شریف کے کتنے فائدے ہیں۔ یہ فائدے احمد رضا خاں بریلوی نے نہیں بتائے۔ مولانا سردار احمد فیصل آبادی نے نہیں بتائے کسی سُنّی حنفی بریلوی مفتی محدّث عالم واعظ نے نہیں بتائے بلکہ یہ فائدے آج سے ایک ہزار سال پہلے حنبلی مذہب کے چوٹی کے محدّث چھٹی صدی کے مجدّد نے بتائے اگر جشن میلاد بدعت ہوتا، شرک ہوتا تو کیا اتنے اللہ تعالیٰ انعامات فرماتا بدعت شرک کرنے پر انعامات نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہوتا ہے یہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ جس گھر میں میلاد شریف منایا جائے وہاں خیر و برکت سلامتی عافیت اور قرار نازل ہوتا ہے میلاد کرنے والا جہنم سے بچ جائے گا۔ مدنی سرکار کی شفاعت کا مستحق ہو گا۔ دنیا میں رزق میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا ہوش کریں وہ لوگ جو کہتے ہیں یہ میلاد بریلویوں کی ایجاد ہے یہ ہندوستانی رسم ہے۔ عرب شریف میں پوری دنیا میں کہیں

یہ میلاد شریف نہیں ہوتا یہ بدعتیوں نے نیا کام شروع کیا ہے۔ ان نجدی ملاؤں سے پوچھو کہ اے گستاخانِ نبی یہ ابن جوزی ہندوستان کی بات کر رہے ہیں نہیں، نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی بات کر رہے ہیں۔ کب جب تمہاری گستاخ روحیں ابھی والدین کے پشتوں میں بھی نہیں آئی تھیں۔ لہٰذا اے سُنّی دیوانو مسلمان ان گستاخانِ رسول کی بات نہ مان آ سرکار کا میلاد منا اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مالا مال ہو جا اور کہتا جا کہ :۔

گھر گھر جشن نبی دا ہووے تے تھاں تھاں محفل سج دی
سارے سال مہینیاں نالوں تے گھڑی اے سوہنی اج دی
مکھڑا ویکھ حبیب میرے دا تے خلقت جاوے رَج دی
رحمت ہے مقصود نبی دی تے سب دے پردے کج دی

میرے دوستو! آپ کتابیں پڑھ کر دیکھیں ہر صدی میں مسلمان اپنے اپنے دستور کے مطابق اپنے اپنے رسم و رواج کے مطابق سرکار مدینہ کا میلاد مناتے آئے اور اُس دور کے محدّث اور مفکّر ان لوگوں کو دادِ تحسین دیتے رہے۔ اور رب جو اللہ تعالیٰ اُن لوگوں پر اپنی عنایات کی بارشیں برساتا رہا وہ بھی اپنی کتابوں میں درج فرماتے رہے نویں صدی کے مجدد فنا فی الرسول امام المحدثین حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جس گھر میں یا محلّہ میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا میلاد شریف منایا جائے تو اس مسجد کو اور محلّے کو اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟

فرماتے ہیں :۔

وَصَلَّتِ الْمَلَائِكَةُ عَلٰی اَھْلِ ذٰلِکَ الْمَکَانِ	فرشتے اُن گھر والوں پر نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر محبوب کا میلاد منانے والوں

کے لئے رحمت و بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کی دعاؤں پر بارش کے اُن اُمتیوں پر رحمتوں کی برسات کر دیتا ہے۔ سبحان اللہ علامہ سیوطی فرماتے ہیں جہاں کملی والے کا میلاد منایا جاتے وہاں اللہ تعالیٰ کیا کرم فرماتا ہے؟ فرماتے ہیں۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ قَرَأَ فِیْ بَیْتِہٖ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ۔	کہ جس مسلمان کے گھر سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف بیان کیا جاتے جشن میلاد منایا جاتے تو،
اِلَّا رَفَعَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی الْقَحْطَ وَالْوَبَاءَ وَالْحَرَقَ وَالْغَرَقَ وَ الْاٰفَاتِ وَ الْبَلِیَّاتِ وَالْبُغْضَ وَالْحَسَدَ وَعَیْنَ السُّوْءِ وَاللُّصُوْصِ عَنْ اَھْلِ ذٰلِکَ الْبَیْتِ۔	اللہ تبارک و تعالیٰ اس گھر سے قحط کے خطرے کو، وباء کے خطرے کو، گھر میں آگ لگنے کے خطرے کو، مال ضائع ہونے کے خطرے کو، ہر قسم کی آفتوں اور پریشانیوں کے خطرات کو اور بغض و حسد کے خطرے کو بری نگاہ اور چوروں کے خطروں سے پاک کر دیتا ہے۔
فَاِذَا مَاتَ ھَوَّنَ اللّٰہُ	اور جب میلاد کرنے والا عاشق

عَلَیْہِ جَوَابِ مُنْکَرٍ وَ نَکِیْرٍ۔

رسول مسلمان فوت ہوتا ہے دنیا سے پردہ کرتا ہے قبر میں تشریف لے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ حساب لینے والے فرشتوں منکر نکیر سے فرماتا ہے

خبردار اس بندے سے حساب ذرا محبت کے ساتھ لینا پیار سے لینا کیونکہ یہ میرے یار کا میلاد خواں تھا محبوب کی آمد پر جشن منایا کرتا تھا نعمت کبریٰ ص۱۰۰ سبحان اللہ صدقے جاؤں آقا تیرے میلاد پر اسی لئے محمد اکرم دردی صاحب بولے کہ :۔

گل عشق دی مالا پائیے تاں گل بن دی اے
محبوب دے ای سد لائیے تاں گل بن دی اے
سب ورد وظیفے چھڈ کے یار دے ناں والا !
بس اکو ورد پکائیے تاں گل بن دی اے
جس یار دا صدقہ دردی مٹھے کھانے آں
اُس یار دے ای گن گائیے تاں گل بن دی اے

میلاد کی چھٹی

امام المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے سرکار مدینہ کے میلاد پاک پر ایک رسالہ لکھا ہے حُسْنُ الْمَقْصَدِ فِیْ عَمَلِ الْمَوْلِدْ اس کے ص۴۲ پر لکھتے ہیں کہ ساتویں ہجری کے بہت بڑے محدث حضرت علامہ امام محمد بن ابراہیم مالکی علیہ الرحمتہ ہر سال بارہ ربیع الاول کو سرکار کا جشن منایا کرتے تھے۔ حضرت علامہ ناصر الدین علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ہم اس زمانے میں اس

دور میں مدرسے میں دینی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ دن رات صبح شام درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا ہر وقت قرآن و حدیث کی تعلیم ہوتی نماز کی اور کھانے کی چھٹی ہوتی بقایا وقت پڑھائی میں گزرتا ایک دن بارہ ربیع الاوّل کو ہم کو ہمارے استاد محترم پڑھا رہے تھے کہ ہمارے مدرسے کے پاس سے علامہ محمد بن ابراہیم مالکی علیہ الرحمتہ کا گزر ہوا آپ نے دیکھا کلاسیں لگی ہوتی ہیں۔ تعلیم کا سلسلہ جاری ہے پڑھائی ہو رہی ہے ۔علامہ محمد بن ابراہیم مالکی ہمارے استاد کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:۔

اے فقیہ اے قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم دینے والے استاد محترم آج کا دن تو بڑی خوشی کا دن ہے ۔بڑی	یَا فَقِیْہُ ھٰذَا الْیَوْمَ سُرُوْرًا۔

مسرت کا دن ہے ، سرکار کی ولادت کا دن ہے ۔کملی والے کی آمد آمد کا دن ہے ۔آج تو سرکار کی ولادت کی خوشی میں بچوں کو، طالب علموں کو، قرآن و حدیث فقہ کی تعلیم حاصل کرنے والوں کو چھٹی دے دو ۔علامہ ناصر الدین فرماتے ہیں، کہ علامہ محمد بن ابراہیم مالکی محدّث علیہ الرحمتہ کی بات کو سن کر ہمارے استاد ہم کو سرکار کے جشن کی خوشی میں چھٹی کر دیتے ۔ہم سب گھروں کو چلے جاتے ۔اللہ اکبر

اب سنیئے گیارہویں صدی کے مجدّد، کشتۂ عشق رسالت حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمتہ کیا فرماتے ہیں ؟ کون عبدالحق ؟ جنہیں ہر روز جاگتے ہوئے دہلی میں سرکار مدینہ کی زیارت نصیب ہوتی تھی۔ جنہوں نے ہندوستان کی سرزمین پر اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی احیاء کی خاطر دن رات کام کر کے اسلام کے پرچم کو بلند کیا

جن کی قبر پہ آج بھی اللہ تعالیٰ کی کروڑہا رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

لَا یَزَالُ اَھْلُ الْاِسْلَامِ یَحْتَفِلُوْنَ بِشَھْرِ مَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔	تمام دنیا کے مسلمان ہمیشہ سے ربیع الاوّل شریف میں سرکار کا میلاد مناتے آئے ہیں میلاد کی محفلیں سجاتے آئے ہیں۔ جشن میلاد کرتے آئے ہیں۔
وَیَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ	اور سرکار کی ولادت کی خوشی میں خوب دعوتوں کا اہتمام کرتے آئے ہیں۔
وَیَتَصَدَّقُوْنَ فِیْ لَیَالِیْہِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ۔	اور ربیع الاوّل شریف کی راتوں میں طرح طرح کے صدقے اور خیرات کرتے آئے ہیں۔
وَیُظْھِرُوْنَ السُّرُوْرَ	اور سرکار کی آمد پر خوب خوب خوشیاں کرتے آئے ہیں۔ جیسے آج کل ربیع الاوّل شریف کا چاند نظر آتے ہی ہر سُنّی کے

گھر خوشیوں کی بہار آجاتی ہے ہر عاشق کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ ہمارا آقا آرہا ہے۔ ہمارے مولا کی آمد آمد کا موسم آگیا ہے۔ گناہ گاروں کے شافع آرہے ہیں۔ جب ربیع الاوّل شریف کی یہ سہانی گھڑی آتی ہے تو ہر طرف ایک ہی آواز گونجتی ہے کون سی کہ:۔

شعر
فلک کے نظارو زمیں کی بہارو سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں
اٹھو غم کے مارو چلو بے سہارو خبر یہ سناؤ حضور آگئے ہیں!

سماں ہے ثنا تے حبیبِ خدا کا ۔ یہ میلاد ہے سرورِ انبیاء کا
نبی کے گداؤ سب ایک دوسرے کو گلے سے لگاؤ حضور آ گئے ہیں
کہاں ہیں ظہوری کہاں اُن کی باتیں کرم ہی کرم ہے یہ دن اور راتیں
جہاں یہ بھی جاؤ دلوں کو جگاؤ یہی کہتے جاؤ حضور آ گئے ہیں !

ہاں تو عرض یہ کر رہا تھا کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب ربیع الاوّل شریف آتا ہے تو لوگ خوب خوشیاں کرتے ہیں سرکار کا میلاد کر کے خوب نیکیاں کماتے ہیں ہر گھر میں میلاد پڑھا جاتا ہے ہر گھر کو دلہن کی طرح سجایا جاتا ہے ۔ میلاد کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتوں کا نزول فرماتا ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں ۔

فَرَحِمَ اللّٰہُ اِمْرًا ۔	اللہ تعالیٰ اس آدمی پر اپنی رحمتوں کا نزول فرماتے ۔
اِتَّخَذَ لَیَالِیَ شَھْرِ مَوْلِدِہٖ الْمُبَارَکِ اَعْیَادًا	جو میلاد شریف کے مہینہ کی راتوں کو عید بنائے ۔
لِیَکُوْنَ اَشَدَّ عِلَّۃً عَلٰی مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّ عِنَادٌ ۔	اُس آدمی کی خوشی دیکھ کر جن لوگوں کے دلوں میں بغض رسول کی بیماری ہے وہ اور بڑھ جائے ۔

ما ثبت بالسنۃ ص۱۰۲ ۔ مواہب لدنیہ جلد ۱ ص۲۷ ۔ تاریخ خمیس جلد ۱ ص۲۲۳

محدث دہلوی کی دُعا

میرے دوستو پتہ چلا جو سرکار کا میلاد مناتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے اور میلاد نہ کرنے والے میلاد کی محفلیں دیکھ کر میلاد کا جلوس دیکھ کر دل میں جلتے رہتے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک یہ جلتے ہی رہیں گے ۔ اعلیحضرت یہی

تو فرما گئے کہ :-

؎ رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے اس فانی دنیا میں چورانوے [۹۴] سال زندگی گزاری تیرہ سال کی عمر سے آپ نے دین کی خدمت شروع کی پوری زندگی قرآن وحدیث پڑھتے پڑھاتے گزری ایک سو سولہ [۱۱۶] مختلف موضوعات پر کتابیں تحریر فرمائیں۔ کبھی تہجد اور اشراق چاشت کے نوافل بھی نہ چھوڑے آخر کار موت کا وقت آ گیا وہ موت جو کسی کا لحاظ نہیں کرتی۔ امیر غریب کا فرق نہیں کرتی۔ اکیس [۲۱] تاریخ ربیع الاول شریف کا مہینہ سنہ ۱۰۵۲ ہجری کا سال زمانے کے محدث قطب زماں کو پتہ چل گیا کہ اب میرا آخری وقت آ گیا ہے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا مصلّے پر بیٹھ کر دعا کی، کون سی دعا کی۔ اے اللہ عزوجل میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے میں آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال میں فساد نیت موجود رہتی ہے۔ اللہ اکبر ہر روز سرکار کے جلوے دیکھنے والا دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں زندگی گزارنے والا زمانے کا محدث دیکھو کیا کہہ رہا ہے۔

میرے دوستو! خیال کرو جب ان جیسے بزرگوں کی یہ عاجزی اور انکساری ہے تو ہم جو دن رات گناہوں میں زندگی بسر کرتے ہیں کس عمل پر ناز کر سکتے ہیں خیر تو شاہ صاحب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں مولا کریم میرے پاس کوئی ایسا عمل نہیں جو تیرے دربار میں پیش کر کے اپنی نجات کے لئے دعا کروں۔ آگے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں مولا کریم ہاں مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل

بڑا اچھا عمل ہے جو تیری کرم نوازی سے مجھے عنایت ہوا وہ کون سا وہ یہ کہ میں مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ درود و سلام پڑھا کرتا تھا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ محترم سامعین پتہ چلا کہ یہ کھڑے ہو کر درود و سلام مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام اور یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک پڑھنا یہ کوئی نئی بدعت نہیں نیا کام نہیں بلکہ یہ تو پرانے بزرگوں کا طریقہ کار چلا آ رہا ہے ہاں تو شاہ صاحب عرض کرتے ہیں یا اللہ عزوجل میرے پاس ایک ہی اچھا عمل ہے وہ یہ کہ میلاد شریف کے موقع پر کھڑے ہو کر تیرے یار پہ درود و سلام کی لڑیاں نچھاور کیا کرتا تھا۔ اے اللہ عزوجل وہ کون سا مقام ہے وہ کون سی جگہ ہے جہاں تیرے یار کا میلاد مبارک ہو وہاں تیری رحمت نازل نہ ہوتی ہو؟ نہیں بلکہ اس مقام پر سب سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ اس لئے اے کائنات پر رحم فرمانے والے مجھے پکا یقین ہے میرا یہ عمل کبھی ضائع نہیں جائے گا۔ بلکہ یقیناً تیری بارگاہ عالیہ میں قبول ہوگا اور دنیا کا کوئی انسان تیرے یار پہ درود و سلام پڑھے اور اس کے صدقے اس کے وسیلے سے دعا کرے تو کبھی بھی وہ دعا رد نہیں کرتا بلکہ ضرور قبول فرماتا ہے۔ لہٰذا میری بھی دعاؤں کو قبول فرما اپنی رحمتوں میں جگہ عطا فرما۔ اخبار الاخیار ص ۶۲۴۔

میرے دوستو پتہ چلا کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بھی جشن میلاد منایا گیا سرکار نے خود بھی میلاد منایا۔ صحابہ کرام نے بھی منایا اور اولیائے امت نے بھی منایا ہر دور کے مسلمان بھی جشنِ میلاد مناتے آئے۔

ہر دور کے تقاضے

مگر ہر دور کے لوگ اپنے اپنے رسم کے مطابق رواج کے مطابق جشن میلاد کرتے رہے کیونکہ ہر دور کے اپنے اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔ ایک ہی عمل مختلف دور میں مختلف شکل اختیار کر لیتا ہے۔ مگر اصل میں اُس عمل کی روح ایک ہو۔ آگے شکلیں الگ ہو جائیں تو کوئی فرق نہیں پڑھتا۔ چیز حرام نہیں ہوجاتی وہ کام ناجائز نہیں ہوجاتا کیوں؟ اس لئے کہ اس کی حقیقت تو ایک ہے دیکھئے قرآن مجید پ۱۰ سورۃ انفال آیت ۶۰ میں خالقِ کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ۔	اے میرے محبوب کے غلاموں تیار رکھو ان کے لئے (یعنی کافروں کیلئے) جتنی استطاعت رکھتے ہو قوت اور طاقت۔
وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ۔	اور بندھے ہوئے گھوڑے کیوں؟
فرمایا!	
تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ۔	تاکہ تم ڈرا سکو اپنی جنگی تیاریوں سے اللہ تعالیٰ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو۔

پتہ چلا اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہنے کی اور سامان حرب کی نمائش اور طاقت قوت کے مظاہرے کی اجازت دی ہے کیوں تاکہ کافر ہر وقت مسلمانوں سے خوف زدہ رہیں۔ اب دیکھنا یہ

ہے کہ صحابہ کرام نے اور ہمارے اسلاف نے کیسے جہاد کا سامان تیار کیا کیسے خوفزدہ کافروں کو کیا تو تاریخ اسلام یہ بتاتی ہے۔ قرآن حدیث گواہ ہے کہ صحابہ کرام نے میدانِ جہاد کے لئے تیر کمان، نیزے، بھالے، تلواریں برچھے تیار کئے۔ لیکن صحابہ کرام کے دور کے بعد جُوں جُوں وقت گزرا تو یہ تمام چیزیں ختم ہوگئیں۔ ان کی جگہ توپوں اور بندوقوں نے لے لی۔ پھر وقت آگے چلا تو یہ بھی ختم ہوگئیں اس کی جگہ جنگی بیڑے بحریہ کی آبدوزیں، بمبار طیارے ایف ۱۶ میزائل ٹینک کلاشنکوفیں ریڈاروں نے لے لی۔ حالانکہ یہ تمام جدید آلات استعمال کر رہے ہیں۔ کروڑوں اربوں روپے لگا کر تیار کر رہے ہیں اب یہاں کوئی ایسا عالم کھڑا ہو جائے۔ شرک و بدعت کا مخالف کھڑا ہو جائے اور یہ کہے کہ یہ تمام چیزیں جو مسلمان تیار کر رہے ہیں یہ بدعت ہے کیوں؟ اس لئے کہ یہ سامان حرب سرکار نے نہیں استعمال کئے۔ صحابہ کرام نے دوران جنگ نہیں استعمال کئے۔ ہمارے اسلاف نے نہیں بنائے۔ لہٰذا یہ بدعت ہے اور ہر بدعتی جہنمی ہے تو آپ ایسے آدمی کو کیا جواب دیں گے؟ یہی جواب دیں گے مولانا ٹھیک ہے۔ ہمارے پیارے نبی نے نہیں استعمال کئے۔ صحابہ کرام اور بزرگوں نے نہیں بنائے یہ ہیں تو آلات حرب ہیں تو کافروں کو ڈرانے دھمکانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ نے مطلقاً فرمایا کہ کافروں کو خوفزدہ کرنے کے لئے اپنی طاقت جمع کرو۔ لہٰذا ہم تو قرآن مجید پر عمل کرتے ہوئے اپنے جدید دور کے مطابق اپنی قوت جمع کر رہے ہیں۔ اپنی طاقت کافروں کو دکھا رہے ہیں اگر پھر بھی مولانا نہ مانیں تو لازماً آپ کہیں گے اس کا دماغ خراب ہے۔ اس کے دماغ

کا علاج کرایا جائے کوئی مولانا کے کہنے پر یہ آلات چھوڑے گا نہیں! اسی طرح بلاتشبیہ و مثال دورِ جدید نے اظہارِ مسرت کے طریقے بدل دیئے۔ اگرچہ سرکار نے صحابہ کبار نے ہمارے اسلاف نے اسی طرح جشن نہیں منایا۔ پر منایا تو ہے روح تو ایک ہے نیچے اصل تو ایک ہے انداز بدل گئے۔ پر حقیقت نہیں بدلی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے مطلقاً فرمایا۔ فَلْيَفْرَحُوْا کہ میری رحمت میرے فضل کی عطا پر خوشیاں مناؤ اگرچہ انداز بدل گئے پر روح حقیقت تو ایک ہی ہے۔ اب مولوی لاکھ زور لگائیں فتوے بازی کریں، مسلمانوں کو مشرک بدعتی کہیں پر مسلمان سرکار کا جشن چھوڑ نہیں سکتے ہر سُنّی یہی کہے گا ان مولویوں کا دماغ خراب ہے ان کا علاج کراؤ کیونکہ یہ ہمیں سرکار کے جشن سے، سرکار کی محبت سے، سرکار کے پیار سے دور کر رہے ہیں۔ کیسی پیاری بات کہی ناصر صاحب نے کہ:۔

جیہڑا کہے حضور توں دور تینوں ایسے پاپی توں چہرہ وٹ کے بہو
جیہڑا رستہ مدینے نوں جاوندا نئیں ایسے رستے توں ذرا ہٹ کے بہو
جیہڑی تینوں مدینے تک لے چلے اوہو جئی کوئی کھٹی کھٹ کے بہو
رٹے لاونے چھوڑ دے ہور ناصر صرف نام حضور دا رٹ کے بہو

میرے دوستو! ہوشیار رہو ان لوگوں سے یہ لوگ تمہیں سرکار کی محبت سے خالی کرنا چاہتے ہیں۔ سرکار سے دور کرنا چاہتے ہیں یہ جب سے پیدا ہوئے ہیں فتوے لگا رہے ہیں اور ہر سال جب بھی ربیع الاوّل شریف کا چاند طلوع ہوتا ہے یہ سرگرم ہو جاتے ہیں۔ ان کے فتوؤں میں تیزی آجاتی ہے۔

میلاد کے دشمن

تقریباً آج سے سو سال پہلے جب دیوبند بنا تو پہلے دیوبندیوں کے قطب ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی نے میلاد شریف کے خلاف اپنا منہ کھولا کیا کہا کہ یہ میلاد منانے والے ہندوؤں کی طرح ہر سال میلاد مناتے ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

"پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔"

فتاویٰ میلاد عرس صـ۱۱ براہین قاطعہ صـ۱۴۸

اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان بھی اپنے نبی کا یوم ولادت اسی طرح مناتے ہیں جیسے ہندو کنھیا ان کا اوتار تھا اس کا دن مناتے ہیں توبہ توبہ کہاں سرکار کی ولادت کہاں ہندوؤں کے جھوٹے خدا کی پیدائش۔ کہاں جاکر ملایا۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں ایک سوال کے جواب میں کہ

سوال :۔ مروجہ مجلس میلاد بدعت ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ مجلس مولود مروجہ بدعت ہے اور بسبب خلط امور منکرہ کے مکروہ تحریمی ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ صـ۱۱۵۔

بس یہیں سے تمام دیوبندیوں نے حرام حرام کی رٹ لگانا شروع کر دی جہاں جہاں مولوی رشید کے پیروکار پھیلتے گئے یہ نعرے لگاتے گئے۔ ہمارے پاکستان میں جہاں بھی دیوبندی ہیں یہی فتوے لگاتے ہیں۔ ہمارے یہاں سرگودہا میں ایک خارجی مولوی ہے وہ بھی ہر سال میلاد شریف کے آنے سے پہلے جل کر ایک پمفلٹ شائع کرتا ہے۔ اس میں بھی یہی لکھا

ہوتا ہے کہ میلاد کا جشن کیوں منایا جاتا ہے۔ صحابہ نے منایا، صدیق نے منایا، عمر نے، عثمان نے، علی نے، عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے منایا؟ نہیں منایا تو تم کیوں مناتے ہو؟ اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ یہ خارجی مولوی اپنے پمفلٹ کے شروع میں یہ بات بھی لکھتا ہے کہ اس کا جواب ہم دیوبندی ندوی علماء سے نہیں صرف بریلوی اور ان کے دوستوں سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ عید میلاد النبی۔ علماء کرام سے دست بستہ سوال ص۲، ص۳ انشاء اللہ مولوی صاحب جواب ہم ہی دیں گے کیونکہ نبی جو ہمارا ہی ہوا تم اور تمہارے کارندوں کا تو اس کے ساتھ تعلق نہیں، تعلق ہے تو الحمد للہ ہم سُنّی حنفی بریلوی مسلمانوں کا ہے ہم یہاں بھی اس آقا کے گیت گاتے ہیں۔ قبر میں بھی اس کے گیت گائیں حشر کو بھی اس نبی کے نعرے لگاتے ہوئے پلصراط سے دوڑتے ہوئے گزریں گے۔ اے سُنّیوں کو میلاد منانے والوں کو مشرک کہنے والو اگر یہ کام بدعت ہے شرک ہے حرام ہے ناجائز ہے تو ایمانداری سے یہی فتویٰ سب پر لگانا جنہوں نے بھی سرکار کا میلاد منایا ہے تاکہ تمہاری مساوات کا پتہ چل جائے تمہاری مسلمانی کا پتہ چل جائے۔ آیئے سُنیئے تاریخ دیوبند کیا کہتی ہے۔

حاجی امداد اللہ کے گھر محفل میلاد

تمام دیوبندیوں کے متفقہ پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر کا طریقہ کار تو یہ ہے کہ محفل میلاد شریف میں شریک ہوتا ہے! شریک ہی نہیں بلکہ محفل میلاد کو ذریعہ برکات سمجھ کر خود بھی اپنے گھر میں منعقد کرتا ہوں اور قیام (یعنی بوقت ولادت کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا) میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

کلیاتِ امدادیہ صفحہ ۸ ۔ سبحان اللہ پیر میلاد میں شریک ہوتا ہے ۔ مرید فتوے
لگاتے ہیں ۔ پیر صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے مرید ناجائز اور بدعت کہتا جاتا ہے
حاجی صاحب فرماتے ہیں مجھے قیام میں بڑا لطف آتا ہے کیوں آتا ہے ؟
اس لئے کہ سرکار سے نسبت جو قائم ہے آقا سے تعلق جو قائم ہے ایک
مرتبہ سرکار کے ایک دیوانے کے گھر محفل میلاد ہو رہی تھی حضرت علامہ سید
دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ خالق کائنات کے حبیب کی ولادت بیان فرما رہے
تھے ایک جم غفیر موجود ہے ان لوگوں میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بھی تشریف
فرما ہیں سرکار کی ولادت پاک کا حال سن رہے ہیں آنکھیں بند ہیں لبوں پر
درود وسلام کی لڑیاں، دل میں سرکار کے عشق کی شمع جلائے بیٹھے ہیں ۔ اچانک
حاجی صاحب میلاد سنتے سنتے کھڑے ہو گئے آپ کی وجہ سے پوری محفل میں
وجد کی کیفیت طاری ہو گئی جب محفل میلاد اختتام کو پہنچی تو آپ کے مریدوں
نے سوال کیا ۔ حضور آپ دورانِ تقریر کھڑے کیوں ہو گئے تھے ۔ حالانکہ ابھی
درود وسلام پڑھنے کا وقت ہی نہیں آیا تھا ابھی وعظ ہو رہا تھا ۔ آپ نے
فرمایا میرے مرید تمہیں کیا بتاؤں ۔ جب شاہ صاحب تقریر فرما رہے تھے ۔
سرکار کی عظمت بیان فرما رہے تھے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا سرکار
خود اپنی شان سننے کے لئے ہماری محفل میں تشریف لاتے ہیں میں برداشت
نہ کر سکا کہ میرا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور امداد اللہ بیٹھا رہے
میں سرکار کی تعظیم کی خاطر کھڑا ہو گیا تھا اور درود وسلام پڑھنا شروع کر
دیا تھا ۔ ماہنامہ رضوان لاہور رسالت اپریل ۵۲ ۱۹ء ۔ شریعت ہدایت بخشش
جلد ۳ صفحہ ۸ ۔ پتہ چلا جہاں سرکار کا میلاد ہو آقا خود بنفس نفیس تشریف لاتے

ہیں پر قوم کو پتہ نہیں چلتا ہاں اگر کوئی اس محفل میں صاحب دل بیٹھا ہو وہ سرکار کی زیارت ضرور کرتا ہے اسی لئے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ :-

سہ سر محفل کرم اتنا میری سرکار ہو جائے
نگاہیں منتظر رہ جائیں اور دیدار ہو جائے
فنا اتنا تو ہو جاؤں میں تیری ذات عالی میں
جو مجھ کو دیکھ لے اس کو تیرا دیدار ہو جائے

حاجی امداد اللہ علیہ الرحمتہ جب تک ہندوستان میں رہے آپ باقاعدگی سے میلاد شریف کی محفلوں میں جاتے بھی رہے اور گھر پر بھی محفل میلاد کا اہتمام کرتے رہے ایک دن ایک مرید نے پوچھا حضور آپ خود بھی میلاد کرتے ہیں میلاد کی محفلوں میں بھی جاتے ہیں لیکن بعض علماء اس میلاد کو ناجائز کہتے ہیں ؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں مولود شریف سرکار کا اس لئے کرتا ہوں کہ تمام اہل حرمین (مکہ شریف، مدینہ شریف) والے کرتے ہیں ۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور سرکار کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے البتہ جو زیادتیاں (مثلاً ڈھول گانے خلاف شرع کام) لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں ۔

شمائم امدادیہ صفحہ ۹۸ - ۸۸ ۔

حاجی امداد اللہ صاحب پھر مکہ شریف میں چلے گئے وہاں پر بھی آپ باقاعدگی کے ساتھ محفل میلاد مناتے اور لوگوں کے گھروں میں بھی تشریف لے جاتے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کے افاضات یومیہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۲ میں یہ بات موجود ہے کہ ایک مرتبہ مولوی رشید احمد گنگوہی مکہ شریف گئے تو حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک آدمی آیا جو کہ مکہ شریف

کا رہنے والا تھا کہ حضور میرے گھر میں آج سرکار کا میلاد ہے۔ آپ نے ضرور تشریف لانا ہے۔ آپ نے فرمایا ضرور آؤں گا وہ چلا گیا۔ حاجی صاحب جب میلاد شریف کی محفل میں جانے لگے تو رشید احمد سے فرمایا مولوی صاحب محفل میلاد میں چلو گے! تو مولوی رشید احمد دیوبندی نے جواب دیا کہ نا، نا حضرت میں نہیں جاتا کیونکہ میں ہندوستان میں لوگوں کو منع کرتا ہوں اگر یہاں شریک ہو گیا تو وہاں کے لوگ کہیں گے کہ یہاں منع کرتے ہو وہاں شریک ہو گئے تھے۔ حاجی صاحب خود تو چلے گئے پر مولوی جی نہ گئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اگر یہ کام ناجائز تھا ہندوؤں اور عیسائیوں کا طریقہ تھا بدعت تھا تو مولوی رشید کا یہ فرض تھا کہ حاجی صاحب کو بُرے کام سے ناجائز کام سے منع کرتے کہ حضرت شرعاً یہ کام نہ کریں مولوی جی نے منع نہیں کیا بلکہ جانے کا دل تو کرتا تھا لیکن رُک اس لیے گئے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ کیا یہی ان کی شریعت ہے؟ کیا یہی ان کی مسلمانی ہے؟ کیا یہی ان کی ایمانداری ہے؟ ان سے سوال کرو کہ کیا حاجی صاحب ساری زندگی حرام کا ارتکاب کرتے رہے۔ شریعت کے خلاف کرتے رہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو پوچھیے مولوی رشید مولوی قاسم مولوی اشرف علی تھانوی مولوی خلیل تمام دیوبندی علماء نے ایسے خلاف شریعت کام کرنے والے پیر کی بیعت کیوں کی؟ اگر کہو کہ وہ جائز کرتے تھے ٹھیک کرتے تھے تو ان سے پوچھو کہ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کیا قصور کیا ہے ہم پر کیوں فتوے لگاتے ہو؟ پتہ چلا شریعت ان کے گھر کی ہے جس پر چاہا حرام کا فتویٰ لگا دیا جو چاہا حلال کر دیا۔ پر الحمد للہ سُنّی ایسے نہیں ہونے دیں گے۔ شریعت دیوبندیوں

نجدیوں کی نہیں اللہ عزوجل اور ان کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ اللہ اکبر۔

میرے دوستو! صرف حاجی امداد اللہ صاحب ہی نہیں آپ دیوبندی تاریخ کا مطالعہ کریں آپ کو کئی مولوی ملیں گے جو میلاد شریف کیا کرتے تھے دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم حاجی سیّد عابد حسین جو کہ دارالعلوم کے بانیوں سے ہیں جب انہوں نے دارالعلوم دیوبند بنا لیا تو ۱۲۸۲ھ میں ان کو خواب میں سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی سرکار نے فرمایا حاجی صاحب مدرسہ تو بنا لیا ہے پر مسجد نہیں بنائی۔ یہاں ایک مسجد بھی بناؤ۔ حاجی صاحب صبح اُٹھے سرکار کے حکم پر مدرسہ میں جہاں آقا نے اشارہ فرمایا تھا وہیں مسجد بنوائی پھر ہر جمعہ کو بعد نماز مغرب اسی مسجد میں میلاد شریف ہوا کرتا تھا جس میں بہت زیادہ پیسے خرچ ہوتے تھے۔ حاجی صاحب اکتالیس برس تک دارالعلوم کے مہتمم رہے جب تک زندہ رہے میلاد شریف ہمیشہ کرتے رہے۔ سیرت النبی بعد از وصال جلد ۲ ص ۱۸۱۔

اب پوچھیئے ان سے جو میلاد شریف کو حرام کہتے ہیں کیا دیوبند کے مہتمم اور بانی اکتالیس برس تک حرام کرتے رہے عیسائیوں اور ہندوؤں والا طریقہ اپنائے رہے یا ان کو آپ کے مسئلے کا علم نہیں تھا۔ چلو نہیں تھا تو مولوی قاسم نانوتوی ہی بتا دیتے کیونکہ وہ سب سے پہلے دیوبند کے شیخ الحدیث تھے کہ حاجی صاحب یہ بدعت ہے ناجائز ہے ہم تو سال بعد میلاد شریف کی شیرینی حلوہ مٹھائی تقسیم کرتے ہیں پھر دیوبند کے بانی پورے اکتالیس برس ہر ہفتہ بعد مغرب میلاد پر کثرت سے روپے خرچ کرتے رہے لگائیے فتویٰ کیا کہتے ہیں علمائے

دیوبندان کے بارے ؟ میرے دوستو ، محفلِ میلاد میں شریک ہونا وہاں پر تبرک وغیرہ کھانا باعث برکت ہے۔ ہم تو کھاتے ہیں برکت سمجھ کر یہ کھا یہ بھی جاتے ہیں ناجائز سمجھ کر میلاد کی محفل میں ہم شامل ہوتے ہیں ثواب سمجھ کر یہ بھی حاضر ہوتے ہیں تقیہ کے ساتھ کیسے تو آیئے ہم آپ کو دیوبند کے چوٹی کے حکیم الاُمت کی بات بتلاتے ہیں ۔

اشرف علی تھانوی کا طریقہ واردات

مولوی اشرف علی تھانوی جب دیوبند سے علم دین پڑھ کر فارغ ہوئے تو پڑھانے کے لئے جگہ تلاش کرتے رہے کوئی جگہ نہ ملی کیونکہ دیوبند مسلک کے مدرسے تھے ہی نہیں اگر کچھ تھے تو بہت ہی تھوڑے مولوی صاحب نے روزی کمانے کے لئے سُنیوں والا لبادہ اوڑھا اور کانپور میں ایک سُنی مدرسہ میں سُنی بن کر پڑھانے لگے ۔ اندر اندر سے اپنی وہابیوں والی تبلیغ بھی کرتے رہے لوگوں کو اپنا ہمنوا بھی بناتے رہے ساتھ ساتھ میلاد شریف کی محافل میں جاتے صلوٰۃ و سلام پڑھتے ختم درود پڑھتے سارے سُنیوں والے کام کرتے تاکہ لوگوں کو پتہ نہ چلے کہ یہ وہابی ہے اندر سے ان تمام باتوں کو حرام بھی سمجھتے ادھر ان کے استاد مولوی رشید احمد گنگوہی کو پتہ چل گیا کہ ہمارا چوٹی کا شاگرد سُنیوں کے مدرسہ میں سُنی بن کر پڑھا بھی رہا ہے اور میلاد شریف پڑھتا ہے قیام میں صلوٰۃ وسلام بھی پڑھتا ہے فاتحہ قل بھی کرتا ہے بڑا غصہ آیا مولوی رشید نے اشرف علی صاحب کو خط لکھا بھئی یہ کیا ہم نے تمہیں کیا پڑھایا سکھایا تم نے کیا جا کر شروع کر دیا ہے ۔ مولوی صاحب نے جواب جو دیا وہ تذکرۃ الرشید ص۱۱۵ میں عربی

عبارت میں موجود ہے ہم اس کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

اشرف علی صاحب نے مولوی رشید احمد کو خط میں یوں لکھا۔

"اے میرے سردار خدا کے لئے میری معذرت قبول کیجئے اور اپنے خلق عظیم کی وجہ سے مجھے اپنی (دیوبندی وہابی) جماعت سے خارج نہ کیجئے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن بھی آپ کے ساتھ ہوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ میں کانپور کے مدرسہ میں اپنے عقیدے کا کھل کر اظہار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں عوام کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتا۔ میں بہتری اسی میں سمجھتا ہوں اپنا عقیدہ چھپائے رکھوں تاکہ عوام کی طرف سے نقصان اور تکلیف نہ پہنچے۔ انشاء اللہ ایک وقت آئے گا میں اپنے آپ کو ظاہر کر دوں گا۔" اللہ اکبر

میرے دوستو! دیکھو دیوبندیوں کا حکیم الامّت کیسے سُنّیوں کو دھوکا دینے کے لئے سُنّی بن کر میلاد کر کے ختم درود پڑھ کے، صلوٰۃ وسلام پڑھ کے بیوقوف بنا رہا ہے۔ اسی اشرف علی تھانوی کی سُنّت پر عمل کرتے ہوئے کئی وہابی جب ان کو اپنے ملک میں مساجد اور مدرسے نہیں ملتے تو سُنّی حنفی بریلوی بن کے ہماری مسجدوں میں آجاتے ہیں اور آہستہ آہستہ لوگوں کو اندر سے وہابی بناتے رہتے ہیں نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ چند سالوں کے بعد وہ مسجد ہی وہابیوں کے قبضے میں چلی جاتی ہے۔ فقیر الحمد للہ پورے پاکستان میں تقریروں پر جاتا ہے کئی دوستوں نے بتایا کہ علیقی صاحب یہ مسجد سُنّیوں کی تھی۔ لیکن ایک مولوی وہابی سُنّی بن کے آیا اس نے چند سال کے بعد تمام

محلے کو وہابی بنا دیا اب یہ مسجد بھی وہابیوں کے قبضے میں، ہمارے سرگودہا کے ساتھ تحصیل ساہیوال ہے وہاں ایک دیوبندی مولوی سید عبدالشکور دیوبند کا فارغ بیس۲۰ سال تک سُنّی بن کے شاہانی مرکزی مسجد میں جمعہ پڑھاتا رہا اندر سے اپنی وہابیت کی تبلیغ کرتا رہا۔ بیس۲۰ سال کے بعد اس کا پردہ چاک ہوا لوگوں نے مسجد کے امام جو کہ سیّد بھی تھے ولی کامل بھی سیّد منظور شاہ علیہ الرحمۃ نے دھکّے دے کر مسجد سے نکال دیا۔ اب اس نے ایک ساہیوال میں دیوبندیت اور وہابیت کا مرکز بنایا ہوا ہے۔ جس کی شاخیں پورے سرگودہا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزّ وجل نجدیوں خارجیوں رافضیوں کی وبا سے محفوظ رکھے آمین۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اشرف علی تھانوی نے اپنے استاد کو یہ جواب دیا آگے سے استاد نے پھر کیا کہا۔

"کہ بہرحال یہ کام جائز نہیں" تو مولوی صاحب نے پھر جواب دیا وہاں کانپور میں بدوں شرکت ان مجالس (میلاد) کے کسی طرح قیام (رہنا) ممکن نہیں ذرا انکار کیا لوگ وہابی کہہ دیتے ہیں اور ذلیل کرتے ہیں زبانی جسمانی توہین کرتے ہیں حیلہ بہانہ ہر وقت ممکن نہیں، بعض اوقات ممکن ہے اور انکار کرتا ہوں نوے فیصد موقع پر عذر کر لیا اور دس جگہ شرکت کر لی۔ تذکرۃ الرشید جلد ۱ صہ ۱۱۸۔ محفل میلاد میں شرکت کرتے ہیں اسی صفحہ پر یہ عبارت ہے۔ بہرحال وہاں بدوں (بغیر) شرکت (محافل میلاد) کے قیام کرنا (رہنا) قریب بہ محال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیاوی منفعت (فائدہ) بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے۔ پتہ چلا کہ مولوی اشرف علی تھانوی صرف پیسے کی خاطر محفل میلاد میں جاتے تھے اب بتائیں عاشقانِ دیوبند کیا فتویٰ

لگتا ہے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب پردہ حرام کرتے رہے یا حلال ان کی محافل میں شرکت جائز تھی یا ناجائز ذرا سوچ سمجھ کر قلم اٹھانا کہیں گھر کے چراغ سے ہی گھر کو آگ نہ لگ جائے۔ قربان اعلیحضرت تیری تحریر پہ کیا خوب فرما گئے کہ :۔

سب سے مفتر ہیں یہ وھابی
سُنّی بن کے رجھاتے یہ ھیں
سُنّی حنفی چشتی بن بن !
کے بہکاتے یہ ھیں !

میرے دوستو ! پتہ چلا جب ان کو دنیاوی مطلب ہوتا ہے۔ لوگوں سے مفاد لینا ہوتا ہے تو سب کچھ جائز ہو جاتا ہے۔ جب مطلب نکل گیا تو وہی چیز حرام ہو جاتی ہے۔ آیئے ہم آپ کو پاکستان کی ایک مشہور مثال بتلاتے ہیں۔

عید میلاد کا جلوس اور مفتی محمود کی قیادت

جب ۱۹۷۷ء میں بھٹو کے خلاف تحریک چلی تو تمام پاکستان کی مذہبی جماعتوں نے اتحاد کر لیا نام رکھا گیا قومی اتحاد اس اتحاد کے صدر بنے مفتی محمود دیوبندی اس اتحاد میں سُنّی دیوبندی وہابی اہلحدیث رافضی خارجی تمام لوگ شامل تھے۔ اس اتحاد کے زمانے میں جب ربیع الاوّل شریف کا چاند طلوع ہوا تو گیارہ ربیع الاوّل کو اخباروں میں یہ خبر لگی۔ کون سی سنیئے۔ اسلامی قوانین کے نفاذ کے بعد قومی اتحاد کی تحریک کا مثبت مقصد حاصل ہو گا۔ مفتی محمود معاشرے کو مکمّل

طور پر اسلامی بنانے میں کچھ وقت لگے گا۔ عید میلاد کے موقع پر مفتی محمود کی قیادت میں عظیم الشان جلوس نکالا جائے گا۔ روزنامہ حریت ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود اور نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خان کل یہاں عید میلاد النبی کے جلوس کی قیادت کریں گے یہ جلوس نیلا گنبد سے نکل کر مسجد شہداء لاہور میں ختم ہوگا۔ روزنامہ مشرق کراچی ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء۔ جب تک یہ اتحاد رہا تو دیوبندیوں کے چوٹی کے مفتی محمود صدر جمعیت علماء اسلام جلوس کی قیادت کرتے رہے۔ اگر یہ حرام تھا تو مفتی محمود نے یہ حرام کام کیوں کیا۔ حرام کام کرنے کا حکم کیوں دیا۔ بدعت کا حکم کیوں دیا۔ خود بدعتی کیوں بنا۔ اب فیصلہ دیوبندی حضرات پر ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی دیوبندی کہے کہ مفتی محمود نے جلوس کی قیادت نہیں کی تو آج بھی اخباروں کو دیکھا جاسکتا ہے نہیں نہیں آپ دور نہ جائیں آپ ربیع الاوّل شریف میں مفتی محمود کے آبائی شہر ڈیرہ اسمٰعیل خان میں جائیں تو آپ کو قدِ آدم جلنے اشتہارات دیواروں پر چسپاں نظر آئیں گے جس پر سب سے بڑی سرخی یہ ہوگی عید میلاد النبی کے سلسلے میں جلسے اور جلوس خطبات مولوی فضل الرحمٰن جو کہ بیٹے ہیں مفتی محمود کے، مولوی عبدالستار تونسوی اور دیگر دیوبندی علماء نیچے لکھا ہوگا۔ منجانب تنظیم اہلسنت وجماعت (دیوبندی) ڈیرہ اسماعیل خان اگر کوئی صاحب اشتہار دیکھنا چاہے تو ہم دکھا سکتے ہیں ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہر سال یہ جلوس نکالا جاتا ہے۔ جب ۱۹۹۶ء میں بارہ ربیع الاوّل کو یہ جلوس نکالا گیا تو ڈیرہ اسماعیل خان سے ہفت روزہ دوست نکلتا ہے اس نے جو رپورٹ پیش کی وہ پڑھنے کے قابل ہے۔

"ڈیرہ اسماعیل خان میں تنظیم اہلسنت وجماعت کی طرف سے نکالے گئے میلاد النبی کے جلوس سے مختلف علماء کرام نے خطاب کیا" علماء کرام نے مزید بتایا کہ یہ جلوس ہماری ملی شان وشوکت کا مظہر ہوتا ہے۔ جبکہ دین میں اس کا کوئی درجہ نہیں۔ ہم اس جلوس کے ذریعے اپنی یکجہتی اور روافض کا توڑ کرتے ہیں۔ ہم مسلک میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی شیخ الہند مولانا محمود حسن کی روحانی اولاد ہیں۔ ان کی تعلیمات کو اجاگر کرنا ہمارا ملی فریضہ ہے۔ ہفت روزہ دوست۔ ڈیرہ اسماعیل خان یکم اگست ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ستمبر ۱۹۹۶ء صد ۱۵۔

میرے دوستو! خیال کرو علماء دیوبند کیا کہتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں، "چور چوری سے گیا ہیرا پھیری سے نہ گیا" اب ذرا سوال کرو ان نادان مولویوں سے کہ جب یہ جلسے جلوس دین کی بات ہی نہیں تو خواہ مخواہ پھر کیوں وقت اور پیسہ برباد کرتے ہو۔ تم تو رشید احمد گنگوہی کی روحانی اولاد ہو وہ تو میلاد کو ناجائز اور حرام کہہ رہے ہیں تم کیوں حرام اور ناجائز کام کر رہے ہو۔ پتہ چلا تم یہ سب کام سنیوں کو دھوکہ دینے کے لئے منافقوں والا کردار ادا کر رہے ہو۔ اے دیوبندیو دو رنگی کو چھوڑ دو۔ شریعت کے ساتھ مذاق نہ بناؤ۔ لاہور سے روزنامہ جنگ اخبار چھپتا ہے۔ جمعہ کو میگزین بھی چھپتا ہے جس میں اسلامی سوال وجواب کا صفحہ بھی ہوتا ہے ان سوالوں کا جواب جامعہ اشرفیہ لاہور کا شیخ الحدیث مولوی عبدالرحمٰن اشرفی دیوبندی دیتا ہے۔ ۱۹۹۲ء اگست میں ایک سوال آیا۔

سوال :- جو لوگ عید میلاد النبی مناتے ہیں، جلسے جلوس کرتے ہیں کیا شرعاً

اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے ؟

جواب :۔ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں کہ انہیں بطور مصلحت کے جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ دین کا جزو نہ سمجھ لیا جائے ورنہ بدعت ہو جائے گا۔ دین کے واسطے کوئی عمل کرنا اور چیز ہے اور دین کا جزو سمجھ کر کرنا اور چیز ہے۔ دونوں کے فرق کو ذہن میں محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

دیکھا آپ نے دیوبندی شیخ الحدیث عوام کو چکر دے گئے۔ اگر انکار کروں تو سُنی علماء کا سامنا ہے۔ اقرار کروں تو انہوں نے نہیں چھوڑنا ایسی بات کی کہ دونوں گھر راضی ہو جائیں۔ اس کو کہتے ہیں اٹکل پچو سے بات کرنا تاکہ کوئی ناراض نہ ہو۔

ہندو پنڈت

یہ تو وہی بات ہوئی ہندوستان میں ایک راجہ رہتا تھا اس نے ایک پنڈت پال رکھا تھا جو راجہ کو اٹکل پچو سے یعنی قیاس سے باتیں بتایا کرتا تھا۔ پنڈت راجہ کو کبھی کہتا یہ مہینہ تیرے لئے اچھا ثابت ہوگا۔ فلاں مہینہ تیرے لئے منحوس ثابت ہوگا۔ یہ سال تیرے لئے خوشیوں کا سال ہوگا۔ اگلا سال تیرے لئے بلا سال ہوگا غرضیکہ اٹکل پچو سے باتیں کر کر کے اپنی روٹیاں کھری کرتا ایک بار ایسا ہوا کہ راجہ کی بیوی اُمید سے ہوگئی۔ بچہ یا بچی ہونے والی تھی۔ راجہ نے پنڈت صاحب کو بُلایا اور کہا کہ پنڈت صاحب میری بیوی خیر سے امید والی ہو گئی ہے۔ اب آپ بتائیں کہ میرے گھر میں لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ پنڈت صاحب نے جب سنا تو پریشان ہو گیا کہ اب کیا جواب دُوں لیکن تھا بڑا چالاک جیسے نجدی مولوی چالاک

ہوتے ہیں کہنے لگا کہ دیکھو راجہ صاحب جو آپ کی بیوی کے پیٹ میں اولاد ہے۔ میں اسے جانتا ہوں لیکن میں بتاؤں گا نہیں کیونکہ لوگ آپ کے مخالف بھی ہیں کہیں کوئی جادو وغیرہ نہ کردے۔ میں ایسے کرتا ہوں ایک کاغذ پر لکھ دیتا ہوں آپ چھپا کر رکھ دیں جب آپ کے ہاں اولاد ہو تو کاغذ کھول کر دیکھنا وہی ہوگا جو میں نے لکھا ہوگا۔ لیکن ولادت سے پہلے نہیں کھولنا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ پنڈت نے ایک کاغذ پر لکھا۔ لڑکا نہ لڑکی۔ پھر راجہ کو دے دیا کہ اس کو چھپا کر رکھ دو۔ اب پنڈت کی عبارت کا مطلب یہ تھا کہ جب راجہ کے گھر بچہ پیدا ہوگا ہوا لڑکا تو میں کہہ دوں گا کہ دیکھ راجہ میں نے پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ لڑکا نہ لڑکی۔ اگر ہوگئی لڑکی تو میں کہہ دوں گا کہ راجہ میں نے تو پہلے ہی لکھ دیا کہ لڑکا نہ لڑکی یعنی لڑکا نہ پر وقف کر کے کہوں گا اور اگر نہ لڑکا ہوا نہ لڑکی درمیانی جنس ہوئی تو میں کہہ دوں گا کہ راجہ میں نے پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ لڑکا نہ لڑکی۔ دونوں نہیں۔ میرے دوستو! اسی طرح مولوی صاحب نے نہ صاف انکار کیا نہ صاف اقرار۔ اگر کسی نے پوچھا مولوی صاحب آپ نے ناجائز کیوں کہا ہے۔ تو میں کہوں گا کیا ناجائز کہا۔ اگر کسی نے کہا کہ یہ کیسے آپ نے جلسے جلوس جائز کر دیئے ہیں تو میں کہوں گا میں نے کب شریعت کی رو سے جائز کہیں ہیں۔ جیسے پنڈت نے چال چلی۔ مولوی جی نے بھی چلی پر خدا کی قدرت دیکھتے راجہ کی بیوی کے گھر لڑکا اور لڑکی دونوں پیدا ہوگئے۔ راجہ نے پنڈت کو کہا یہ کیا تو کیا کہتا تھا تو نے کیا لکھا تھا۔ ہو کیا گیا ہے۔

میرے دوستو! انشاء اللہ جب تک دنیا قائم رہے گی سرکار کا میلاد ہوتا رہے گا یہ نجدی بھی کریں گے پر کریں گے بھی اور حرام بھی کہتے جائیں گے۔

یہ بھی قدرت کا انتقام ہے۔ ہمارے سرگودھے سے فیصل آباد کو جو راستہ جاتا ہے۔ اس راستے میں ایک شہر آتا ہے ربوہ۔ اب اس کا نام چناب نگر حکومت نے رکھ دیا ہے۔ کیونکہ یہاں قادیانی کثرت سے رہتے ہیں اور پورے پاکستان میں قادیانیوں کا یہ مرکز ہے۔ آپ بارہ ربیع الاول شریف کو چناب نگر جائیں ہر سال چناب نگر میں دیوبندی وہابی جلوس سرکار کے میلاد کی خوشی میں نکالتے ہیں جس کی قیادت مولوی منظور احمد دیوبندی چنیوٹی مجلس ختم نبوت کے مرکزی قائد مولوی اللہ وسایا دیوبندی اور ان کی جماعت کے پیر خان محمد کندیاں والے کرتے ہیں اس طرح ہمارے سرگودہا شہر میں چند سال پہلے مفتی محمد شفیع فاضل دارالعلوم دیوبند بلاک ۱۰ کے خطیب ہر سال سرکار کی آمد کی خوشی میں جلوس نکالا کرتے تھے۔ مفتی صاحب سبز پگڑی باندھ کر گھوڑے پر سوار ہو جاتے اور پورے سرگودھے کے بازاروں کا جلوس کی شکل میں چکر لگاتے پھر ان کی موجودگی میں مرد قلندر سید حامد علی شاہ گجراتی علیہ الرحمتہ سرگودہا میں تشریف لائے آپ نے مفتی شفیع صاحب کو للکار کر کہا۔ مفتی صاحب تم جلوس نکالتے ہو لیکن تمہارے بڑوں نے تم جہاں سے پڑھ کے آئے ہو دیوبند نے تو جلوس کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے اگر جلوس میں شامل ہونا ہے تو دیوبند سے رابطہ ختم کر کے اپنے پکے سُنّی ہونے کا اعلان کرو۔ وگرنہ دوغلا پالیسی چھوڑ کر اپنے بزرگوں کے فتویٰ پر عمل کرو۔ اللہ اکبر۔ تو مفتی شفیع نے کہا شاہ صاحب آپ سید ہیں اب جلوس کی قیادت آپ سنبھال لیں یہ کام ہمارے بس کا نہیں۔ بتلایئے کیا جواب دیا۔ آپ دیکھیں جب محرم شریف کا چاند طلوع ہوتا ہے تو دیوبندی

تنظیم سپاہِ صحابہ پورے پاکستان میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہادت پر جلوس نکالتی ہے۔ کیا یہ جلوس جائز ہے اور سرکار کی ولادت پر جلوس نکالنا ناجائز ہے۔ اگر ناجائز ہے تو ایمانداری سے فتویٰ لگائیں کہ جو لوگ بھی جلوس نکالتے ہیں مشرک ہیں بدعتی ہیں۔ علماء دیوبند سے فرقہ دیوبند سے اُن کا کوئی تعلق نہیں لُطف بھی آئے حق پرستی کا۔ پر یاد رکھو سُنیو یہ شرک بدعت کے فتوے صرف اور صرف تمہارے لئے اپنے جو مرضی کرتے رہیں ان کی توحید میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ حق و انصاف کا دامن تھامنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ یہ اُوپر سے اور ہیں اندر سے اور ہیں۔ اس لئے سُنی کہتے ہیں۔

ے ایہہ نورُ نبی دے مُنکر نے ایمان ایہناں دے ہلّے نے
ایہہ اُتوں اُتوں پکّے نے پر وچّوں وچّوں ہِلّے نے
کتے چِکّاں ویکھ نہ بُھل جاویں ایہہ بالکل جھوٹے تِلّے نے
اصغر ایہہ اُلٹ زمانہ ایں ہُن دودھ دے راکھے بِلّے نے۔

بہرحال علمائے دیوبند کی دوغلا پالیسی ہے کہ ناجائز بھی کہتے ہیں کرتے بھی جاتے ہیں۔ حرام بھی کہتے ہیں کھاتے بھی جاتے ہیں۔ الحمدللہ سُنی جائز سمجھ کر جلوس نکالتے ہیں اور حلال سمجھ کر بزرگوں کے تبرک کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ مسلک حق اہلسنت کا دامن نصیب فرمائے۔ آمین۔ پاکستان میں ایک اور جماعت نکل آئی ہے جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہیں حقیقت میں یہ غیر مقلدین اور گستاخ لوگوں کا ٹولہ ہے یہ بھی وہی بات کرتے ہیں جو دیوبندی کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا باپ دادا ایک ہی ہے۔ اہلحدیثوں

کے عقائد اور دیو بندیوں کے عقائد بالکل ایک جیسے ہیں ۔ فرق صرف نام کا
ہے ۔ اور کچھ نہیں ۔ تقلید آئمہ یہ عقائد میں داخل نہیں ۔ جب ربیع الاوّل
شریف آتا ہے تو یہ بھی وہی کہتے ہیں جو دیو بندی کہتے ہیں ۔ کراچی کا ایک نجدی
اہلحدیث مولوی عبدالرحمٰن سلفی نے میلاد شریف کے خلاف اپنی خباثت کا یوں
اظہار کیا ۔ یوم پیدائش منانا اسلام میں جائز نہیں ۔ بلکہ یہ عیسائیوں کی رسم ہے
مسلمانوں کو غیر مسلموں کے کسی فعل کی پیروی یا مشابہت سے منع کیا گیا ہے
روزنامہ جنگ بروز اتوار ۲۴ ستمبر ۱۹۹۰ء بتایئے یہ بھی وہی بات کر گیا جو
دیو بندی کہتے ہیں ۔ مولوی عبدالرحمٰن اتنا جاہل ہے کہ اس نے اپنے بزرگوں کی
کتابوں کا مطالعہ بھی نہیں کیا اگر کر لیتا تو یہ حماقت نہ کرتا ۔ اہلحدیثوں کے
بہت بڑے محدث اور عالم شیخ الاسلام جن کا لقب ہے مولوی صدیق حسن
بھوپالی اپنی کتاب الشمامۃ العنبریہ صـ۱۲ میں لکھتے ہیں کہ جس کو حضرت (یعنی
نبی کریم علیہ السلام) کے میلاد کا حال سن کر فرحت (خوشی) حاصل نہ ہو اور
شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں ۔ اہلحدیثوں کا
چوٹی کا بزرگ لکھتا ہے کہ جو سرکار کی آمد کی خوشی نہ کرے، سرکار کی آمد پر اللہ
تعالیٰ کا شکر نہ بجا لائے وہ مسلمان نہیں ۔ لیکن آج کل کے نجدی مولوی کہتے ہیں
یہ عیسائیوں کی رسم ہے ۔ بتایئے صدیق حسن بھوپالی مسلمانوں کے رسم و رواج
سے واقف نہیں تھے ۔ تم زیادہ دین کے ٹھیکیدار ہو کچھ خوفِ خدا کرو ۔ اسی
کتاب میں ایک مقام پر نواب صاحب یوں لکھتے ہیں کہ اس میں کیا برائی
ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں کر
سکتے تو ہر اسبوع (یعنی ہر ہفتہ) یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں ۔ کسی نہ کسی

دن بیٹھ کر یا وعظ وسیرت یا ولادت وفات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا کریں۔ پھر ماہ ربیع الاوّل شریف کو بھی خالی نہ چھوڑیں ۔اشما العنبر صہ ۵ ۔صدیق حسن صاحب تو فتویٰ دے رہے ہیں کہ پیر کار کا ذکر پاک سرکار کی ولادت شریف ہر روز بیان کرو نہیں تو ہفتہ بعد یا مہینہ میں تو ایک مرتبہ لازمی کرو۔ لیکن یہ کیا کہتے ہیں کہ عیسائیوں کی رسم ہے۔ تُف ہے ایسی مُسلمانی پر۔ اسی طرح ایک اور جماعت ہے جماعت اسلامی جو دیوبندیوں وہابیوں، تبلیغیوں، خارجیوں کا مجموعہ ہے۔ اس جماعت کے بانی تھے۔ مودودی صاحب وہ میلاد شریف کے بارے لکھتے ہیں کہ :-

مودودی اور میلاد شریف

سب سے پہلے تو آپ کو یہ پوچھنا چاہیئے تھا کہ :-

اسلام میں عید میلاد النبی کا تصوّر بھی ہے یا نہیں اس تہوار کو جسے ہادیؑ اسلام صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے منسوب کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں اسلامی تہوار ہی نہیں۔ اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابہ کرام نے بھی اس دن کو نہیں منایا۔ افسوس اس تہوار کو دیوالی اور دسہرہ کی شکل دے دی گئی ہے۔ لاکھوں روپے برباد کر دیئے جاتے ہیں۔

قندیل ۳ جولائی ۱۹۶۶ء۔ توضیح البیان صہ ۲۹۰۔ بقول مودودی صاحب کے اسلام میں عید میلاد کا تصوّر ہی نہیں۔ وقت کا ضیاع، پیسہ کا ضیاع اگر کوئی میلاد کرے تو وہ اسلام کے خلاف کرے گا۔ وقت اور پیسہ کا ضیاع ہوگا۔ پیسہ برباد ہوگا۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ جماعت اسلامی نے اس فتوے پر عمل کیا ہے

یا نہیں ؟ وہ ان حرام کاموں سے ہندوانہ رسموں سے بچیں ہیں کہ نہیں ؟

سنیئے جماعت اسلامی کا اپنا اخبار روزنامہ جسارت کراچی کی خبر ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ ملک میں اسلامی قوانین کے بعد قومی اتحاد نے وہ مثبت مقصد حاصل کر لیا ہے جس کے لئے اس نے انتھک اور مسلسل تحریک چلائی تھی وہ آج یہاں مسجد نیلا گنبد پر نماز ظہر کے بعد قومی اتحاد کے زیر اہتمام عید میلاد النبی کے عظیم الشان جلوس کے شرکاء سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر قومی اتحاد کے نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خان امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں محمد طفیل وفاقی وزیر قدرتی وسائل چودھری رحمت الٰہی اور مسلم لیگ چٹھہ گروپ کے سیکرٹری جنرل ملک محمد قاسم نے بھی خطاب کیا۔ تقریروں کے بعد مفتی محمود اور دیگر رہنماؤں نے مسجد نیلا گنبد میں ہی نماز عصر ادا کی جس کے بعد ان رہنماؤں کی قیادت میں یہ عظیم الشان جلوس مختلف راستوں سے مسجد شہداء پہنچ کر ختم ہوا جہاں شرکاء جلوس نے مولانا مفتی محمود کی رفاقت میں نماز مغرب ادا کی۔ روزنامہ جسارت ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء۔ آگے سنیئے۔ جماعت اسلامی کے ہیڈ کوارٹر منصورہ میں پہلی مرتبہ ۱۲ ربیع الاوّل کو جشن عید میلاد النبی منایا گیا۔ اس موقع پر منصورہ کے باہر سڑک کے دونوں طرف چراغاں کیا گیا تھا۔ فٹ پاتھوں پر جماعت کے جھنڈے بھی بڑی تعداد میں نصب کئے گئے تھے منصورہ لاہور کے اندر بھی چراغاں تھا۔ جب کہ جلسے کے اختتام پر لنگر کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ جامع مسجد منصورہ میں نماز عصر کے بعد شروع ہونے والا جلسہ مغرب اور عشاء کی نمازوں کے وقفے کے ساتھ رات پونے گیارہ بجے تک جاری رہا

عصر سے مغرب تک محفل نعت خوانی میں معروف نعت خواں حضرات نے شرکت کی۔ جلسہ کے دوران فضا میں نعرہ تکبیر کے علاوہ نعرہ رسالت یا رسول اللہ۔ غلام ہیں رسول کے غلام ہیں۔ غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے۔ جو ہو نہ عشقِ مصطفیٰ تو زندگی فضول ہے۔ جیسے نعرے بھی گونجتے رہے روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ ۲۰ جولائی ۱۹۹۷ء۔ اب لگائیے فتویٰ تمام جماعت والوں پر یہ بدعتی ہوئے کہ نہیں ؟ انہوں نے ہندوؤں والا کام کیا کہ نہیں ؟ مودودی صاحب کی روح تڑپی یا نہیں ؟ بتلائیے ان کے فتوے غلط ہیں یا ان کا کردار غلط ہے ؟ فیصلہ عوام پر ہے۔ الحمد للہ جو سُنّی کرتے ہیں وہ کہتے اور جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ ان کی طرح نہیں کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اللہ تعالیٰ منافقانہ چال سے بچائے آمین۔

میرے دوستو! انشاء اللہ قیامت تک سرکار کے دیوانے مسلمانے اپنے آقا کا میلاد مناتے رہے ہیں اور مناتے رہیں گے اپنے تو اپنے، مسلمان تو مسلمان جب ربیع الاوّل شریف کا چاند طلوع ہوتا ہے۔ غیر مسلم جنہیں اسلام نصیب نہیں ہوا۔ جو سرکار پر ایمان نہیں لائے وہ بھی میلاد شریف کی خوشیوں میں شریک ہوتے ہیں کیونکہ میرا نبی عالمین کے ذرے ذرے کے لئے رحمت ہے۔ جو میرے نبی کے برکات محسوس کرتے ہیں وہ بھی بیتاب ہو کر سرکار کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں، کیسے تو سنیئے ایک ہندو جگن ناتھ کمال کرتار پوری یوں سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔

ربیع الاوّل آتے ہی جہاں میں تازگی آئی
گلستان تمنا میں بہار سرمدی آئی !

اسی کی بارہویں شب بھی شبانِ دلبری آئی
ندا یہ غیب سے آئی کہ روحِ زندگی آئی
مجسم ہو کے نور سرمدی آیا بشر ہو کر
جناب آمنہ کی گود میں آیا پسر ہو کر

ایک غیر مسلم سردار بشن سنگھ بیکل سرکار کی بارگاہ میں یوں عرض کرتا ہے۔

؎ اِک جہالت کی گھٹا تھی چار سُو چھائی ہوئی تھی
ہر طرف خلق خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی
شاخ دینداری کی تھا بے طرح مرجھائی ہوئی
لہلہا اٹھی تری جب جلوہ آرائی ہوئی
تیرے دم سے ہوگئیں تاریکیاں سب منتشر
پا گئی راحت ترے آنے سے چشمِ منتظر

کالی داس گپتا یوں سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔

؎ شگفتہ ہے کلی کلی حسین پھول پھول ہے
یہ روز بے مثال ہے ولادتِ رسول ہے

نوبت رائے شوخ یوں مدح ثنائی کرتے ہیں۔

؎ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حبیبِ خدا بن کے آئے
وہ ہر دل کے دکھ کی دوا بن کے آئے

شیام سندر ناصر کشمیری یوں عرض کرتے ہیں۔

دنیا کو تم نے آکر پُرنور کر دیا
اور ظلمتوں کو یکسر کافور کر دیا!

پچھرن سرن ناز مانک پوری بھی بولے کہ:۔

جس پر بشر کو ناز ہے ایسا بشر پیدا ہوا
صاحب خرد پیدا ہوا صاحب نظر پیدا ہوا

ضیائے حرم رحمت للعالمین ص ۳۹۵، ۳۹۷

غیر مسلم تو سرکار کی بارگاہ میں نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ عقیدت کی لڑیاں نچھاور کر رہے ہیں پر کلمہ پڑھنے والے مومن کہلانے والے اعتراض کر رہے ہیں، سوال کر رہے ہیں عموماً آپ نے دیکھا ہوگا۔ جب ربیع الاوّل شریف آتا ہے سرکار کے غلام میلاد شریف کی محفلیں سجاتے ہیں تو چند سوالات کئے جاتے ہیں ایک سوال یہ ہوتا ہے۔

ایک سوال کہ تم لوگ سرکار کے میلاد پر کہتے ہو ہم عید میلاد النبی کی خوشی کر رہے ہیں۔ یہ عید کا لفظ کہاں سے لگا لیا ہے۔ عیدیں تو سال میں صرف دو ہیں۔ عید الفطر یا عید الاضحی یہ تیسری عید تم نے کہاں سے بنا لی ہے؟ خارجی مولوی اس پر بڑا شور مچاتے ہیں۔ لوگوں سے کہتے ہیں میلاد منانے والوں سے پوچھو۔

جواب میرے دوستو! جواب عرض کرنے سے پہلے یہ عرض کر دوں کہ یہ لوگ شور کیوں برپا کرتے ہیں کہ بس جی عیدیں دو ہی ہیں اور کوئی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جانتے ہیں کہ ہم جتنا زیادہ شور مچائیں گے ہمیں فطرانہ اور کھالیں اتنی ہی زیادہ ملیں گی۔ عید الفطر پہ فطرانہ اور قربانی پر کھالیں۔ عید میلاد النبی کا نام نہیں لیتا کیونکہ اس عید پہ ملتا کچھ نہیں بلکہ لوگ کہیں گے مولوی صاحب کچھ آپ بھی حصہ ملا لیں یہ دینے سے

گبھراتا ہے۔ اس لئے شور مچاتا ہے حرام ہے نہ حلال کہوں گا نہ کچھ دینا پڑے گا۔ اب آیئے لفظ عید کی تحقیق کی طرف۔ عید کا معنی ہے خوشی کا دن۔ میرے دوستو سرکار کے غلاموں کے نزدیک کملی والے کی ولادت کے دن سے بڑھ کر اور کوئی خوشی کا دن نہیں اور کوئی عید کا دن نہیں۔ یہ کہنا کہ اسلام میں صرف دو عیدیں اور کوئی نہیں یہ جاہلوں والی بات یہ کم عقلی اور دین سے دوری والی بات ہے۔

آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ عیدیں سال میں دو نہیں، بلکہ دو سے زیادہ ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

يَوْمُ الْجُمُعَةِ عِيْدٌ	اے میرے صحابہ جمعہ کا روز عید کا روز ہے۔

لہٰذا عید کے دن روزہ نہ رکھا کرو۔ ہاں اگر پہلے یا بعد میں رکھو تو جمعہ کے دن بھی روزہ رکھ لیا کرو۔ المستدرک شریف جلد ۱ ص ۶۰۳۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ عید جمعہ کے دن آگئی۔ جیسے ہمارے دور میں بھی اکثر آتی رہتی ہے۔ بعض لوگ بڑے گبھراتے ہیں کہ دو خطبے اکٹھے ہو جائیں گے یہ عید ہم پر بھاری ہو جاتی ہے گی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے دو خطبے سننے سے اس کی رحمت اور زیادہ ہو گی لیکن جاہل لوگوں نے طرح طرح کی باتیں بنا رکھی ہیں۔ خیر تو حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں جب جمعہ کو عید آئی تو سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبے کے درمیان اپنے صحابہ سے فرمایا اے میرے صحابہ عرض کی گئی۔ جی آقا فرمایا۔

قَدِ اجْتَمَعَ فِیْ یَوْمِکُمْ هٰذَا عِیْدَانِ — اللہ تعالیٰ نے آج تمہارے لئے دو[2] عیدیں جمع فرمادی ہیں۔ ایک عید اور دوسرا جمعہ ہر جمعہ بھی عید ہی ہے۔ المستدرک شریف۔ کتاب الجمعہ۔

پتہ چلا کہ جمعہ بھی عید ہے۔ اب سرکار فرماتے ہیں کہ جمعہ بھی عید ہے۔ پر مولوی کہتا ہے نہیں جی صرف دو عیدیں ہیں۔ اب نتیجہ کیا نکلا کہ عیدالفطر ایک عید، عیدالاضحیٰ دوسری عید اور جمعہ تیسری عید اچھا صاحب عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ تو سال بعد عید آتی ہے، جمعہ کتنے دن بعد آتا ہے۔ آٹھ دن بعد اب مہینے میں چار جمعے آئیں تو سال میں تقریباً باوٗن[52] جمعے آئیں گے تو باون عیدیں تو یہ ہوگئیں۔ دو[2] پہلے والی چوٗن[54] اسی طرح حج کا دن بھی مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے۔ حضرت عمار بن ابی عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں ایک دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مسجد نبوی شریف میں اپنے شاگردوں کو درسِ قرآن دے رہے تھے بہت سارے لوگ یہ درس سننے کے لئے بیٹھے تھے۔ ان سننے والوں میں ایک یہودی بھی تھا۔ حضرت ابن عباس نے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھیں اور ان کا مطلب اور مقصد شاگردوں کو سمجھایا ان آیتوں میں سے ایک آیت یہ بھی تلاوت کی،

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ — اس کا مطلب شان نزول شاگردوں کو بتایا وہ یہودی بولا اے ابن عباس لَوْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ عَلَیْنَا اگر یہ عظمت والی شان والی آیت ہمارے نبی سیّدنا موسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہوتی تو لَاتَّخَذْنَا یَوْمَهَا

عِیْدًا۔ تو ہم یہودی لوگ اس کے نازل ہونے والے دن کو عید بنا لیتے۔ ترمذی شریف جلد ۲ تفسیر سورۃ المائدہ۔ سیّدنا ابن عباس نے جب اس یہودی کی بات سُنی تو فرمایا۔ فَاِنَّھَا نَزَلَتْ فِیْ یَوْمِ عِیْدَیْنِ او یہودی تم تو ایک عید کی بات کرتے ہو جس دن ہمارے آقا پر یہ آیت نازل ہوئی تھی اس دن ہماری دو عیدیں جمع تھیں۔ یہودی بولا وہ دو عیدیں کون سی۔ فرمایا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَیَوْمِ عَرَفَہ' اس دن جمعہ تھا۔ جمعہ بھی مسلمانوں کے نزدیک عید ہے اور حج کا دن تھا۔ حج کا دن بھی مسلمانوں کے نزدیک عید کا دن ہے۔ مولوی کہتا ہے عیدیں صرف دو ہیں سرکار کا صحابی فرماتا ہے عرفہ کا دن بھی عید ہے۔ بولو سُنیّو وہابی کی بات مانیں یا صحابی کی؟ ہم تو صحابی کی بات مانیں کیوں؟ اس لئے کہ وہابی جھوٹا فراڈیا اور شاطر ہوسکتا ہے پر میرے نبی کا صحابی ان چیزوں سے پاک ہے۔ کتنی عیدیں ہوگئیں پچپن اب چھپن نمبر پہ ہے۔ عید میلاد النبی اگر یہ عید نہ ہوتی اگر آمنہ کا لال دنیا میں تشریف نہ لاتا تو نہ عید الفطر ملتی نہ عید الاضحٰی ملتی نہ حج کا دن بنتا نہ جمعہ کی عید نصیب ہوتی۔ یہ سب عیدیں صدقہ ہے۔ سیّدہ آمنہ کے لال کا کسی عاشق نے کیا خوب کہا کہ۔

؎ ایک پلڑے میں وہ سب اور ایک پلڑے میں یہ ایک
سَاری عیدوں سے نہیں کم عید میلاد رسول
جس دل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہوتی
اس پر میرے اللہ عزّوجل کی رحمت نہیں ہوتی
یہ میرا عقیدہ ہے کہ اگر ذکرِ خدا میں!
یہ نام نہ ہو شامل تو عبادت نہیں ہوتی

پتہ چلا عید صرف دو نہیں سال میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ بہت سی عیدیں نصیب فرماتا ہے۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ جمعہ کے علاوہ میرے نبی نے فرمایا ایام تشریق کے دن بھی ہمارے نزدیک عید کے دن ہیں۔ آیام تشریق نو ۹ ذوالحجہ سے لے کر تیرہ ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک ہیں ان میں ہر نمازی فرض نماز کے بعد تکبیریں پڑھتا ہے۔ المستدرک شریف جلد ۱ صفحہ ۶۰۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے آمین۔ ایک دوسرا سوال کیا جاتا ہے۔

دوسرا سوال

کہ جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلوس اور اجتماعات صرف پاک وہند میں ہی منائے جاتے ہیں اور کسی جگہ پر نہیں۔ مکہ شریف مدینہ شریف جہاں سرکار تشریف لائے وہاں نہیں منائے جاتے۔

جواب

اس کے بارے گزارش یہ ہے کہ پاک وہند میں جو جلوس اور اجتماعات کا طریقہ شروع ہوا ہے۔ اس کا آغاز بھی مکہ شریف اور مدینہ شریف سے ہی ہوا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ آج کل یہ جشنِ میلاد نہیں منایا جاتا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلے بھی کبھی نہیں ہوا تھا۔ سعودی اور نجدی حکومت سے پہلے جب ترک حکومت تھی اس وقت وہاں جلوس بھی نکلتے اور محافل میلاد بھی ہوتیں۔ ۱۹۲۵ء کو جب نجدیوں نے راتوں رات حملہ کر کے ترکیوں سے بزورِ طاقت حکومت چھین لی تو انہوں نے یہ سلسلہ بند کر دیا۔ سعودی اور نجدی حکومت کی آمد سے پہلے آپ تاریخ عرب اور اخبارات کا مطالعہ کریں تو آپ کو پتہ چلے گا عرب کے لوگ کیسے اپنے آقا کا جلوس اور جشن مناتے تھے۔ مکہ شریف سے ایک اخبار عربی میں شائع ہوتا ہے اَلْقِبْلَہ

اس اخبار نے ۱۹۱۷ء جنوری میں ترکی حکومت کے دور میں جو جلوس نکلا اس کی آنکھوں دیکھی رپورٹ پیش کی اس کا ترجمہ اور خلاصہ لاہور سے ماہنامہ طریقت رسالہ نکلتا اس نے پیش کی ہم وہی عبارت من و عن پیش کرتے ہیں۔

"گیارہویں ربیع الاوّل کو مکہ مکرمہ کے در و دیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اُٹھے۔ جبکہ حرم شریف کے مؤذن نے نماز عصر کے لئے اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر مبارک باد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مُصلّیٰ پر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور شریف صاحب کو عید میلاد کی مبارک باد دی۔ پھر تمام وزراء ارکان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اہلیان شہر بھی شامل تھے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوتے۔ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام واہتمام کے ساتھ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ولادت والی جگہ کی طرف روانہ ہوا۔ قصرِ سلطنت سے سرکار کی ولادت گاہ تک راستے میں دورویہ اعلیٰ درجے کی روشنی کا انتظام تھا۔ اور خاص کر سرکار کی ولادت گاہ تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنّت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مؤدب کھڑا ہو گیا۔ ایک آدمی نے بڑے پیارے طریقے سے سرکار مدینہ کی سیرت پاک پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک پیاری سی تقریر کی۔ آخر میں ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا گیا۔ جس کو سن کر سامعین وجد میں آ گئے۔ عید میلاد کی خوشی میں تمام دفاتر، کچہریاں، اور مدارس بارہ ربیع الاوّل

کو ایک دن کے لئے بند کر دیئے گئے اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہو گیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسرت کے ساتھ یہ دن پھر نصیب فرمائے آمین۔ ماہنامہ طریقت لاہور مارچ ۱۹۱۷ء ص۲۳-۲۱۔ ضیائے حرم رحمت للعالمین نمبر ص۲۷۹۔ ۲۸۰۔ جشن میلاد النبی کی شرعی حیثیت ص۲۴۲۔ ۲۴۳-۲۴۴۔ اسی طرح مدینہ شریف میں بھی سرکار کا میلاد ہوتا تھا۔ حضرت علامہ مفتی عنایت اللہ کاکوروی تاریخ حبیب اِلٰہ ص۱۵ پر لکھتے ہیں۔ حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلامیہ میں عبارت ہے کہ ماہ ربیع الاوّل میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں اور تمام مسلمان اکٹھے ہو کر سرکار کا میلاد پڑھتے ہیں اور درُود پاک کی کثرت کرتے ہیں اور کھانا شرینی تقسیم کرتے ہیں۔ بارہویں ربیع الاوّل کو مدینہ منوّرہ میں یہ محفل متبرک مسجد نبوی شریف میں ہوتی ہے۔ جشن میلاد النبی کی شرعی حیثیت ص۲۰۳۔ پتہ چلا مکّہ شریف میں مدینہ شریف میں ہمیشہ میلاد شریف ہوتا تھا۔ لیکن جب سے نجدی حکومت حرمین شریفین پر مسلط ہوئی ہے سرکاری طور پر یہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔ لیکن آپ ربیع الاوّل میں مدینہ شریف مکّہ شریف جائیں اب بھی جائیں تو لوگ اپنے اپنے گھروں میں اپنی طاقت کے مُطابق سرکار کی خوشی مناتے ہیں۔ لیکن ظاہر نہیں کرتے کہیں نجدی حکومت تکلیف نہ دے۔ نجدی حکومت ہمیشہ تو نہیں رہے گی۔ انشاء اللہ ایک دن یہ بھی ختم ہو جائے گی۔ مگر سرکار کا میلاد قیامت تک ہوتا رہے گا۔ یہ تو سعودی عرب کی بات ہے۔ عرب کے دوسرے علاقے مثلاً مصر، یمن، شام میں ہر سال سرکاری طور پر بارہ ۱۲ ربیع الاوّل کو چھٹی ہوتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جشنِ میلاد منایا جاتا ہے۔ اسی طرح لیبیا، ایران، جنوبی افریقہ، عراق اور دیگر اسلامی

ممالک میں چلے جائیں۔ بڑی دھوم دھام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جشن میلاد منایا جاتا ہے۔ میرے دوستو کوئی منائے یا نہ منائے تو اپنے آقا کا جشن مناتے جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعائیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں لیتے جاؤ یہ جو منع کرتے ہیں ان کو کملی والے سے دشمنی ہے یہ اور کاموں سے منع نہیں کرتے۔ لیکن جب سرکار کے پیار کی بات کی جائے فوراً بدعت شرک کے فتوے ان کو یاد آجاتے ہیں۔ دیکھو ناں مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندیوں کا قطب الوقت یہ کیا دشمنی رسول کا مظاہرہ کرتا ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب سے کسی نے پوچھا کہ میلاد شریف کی مجلس کرنا یہ درست ہے کہ نہیں۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ انعقاد مجلس مولود بہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱ یہ میلاد شریف کیوں منع کیا گیا کہ سرکار کی آمد کی خوشی میں مسلمان صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ سرکار کی سیرت طیبہ کے جلسے کرتے ہیں گھروں اور مسجدوں کو سجایا جاتا ہے یہ ہمارے ساتھ دشمنی نہیں بلکہ براہِ راست سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دشمنی ہے۔ اچھا صاحب ایک آدمی آیا۔ اس نے سوال کیا کہ حضرت بچوں کی سالگرہ کرنا اور خوشی میں کھانا کھلانا جائز ہے کہ نہیں، جواب ملتا ہے۔ سالگرہ یادداشت عمر اطفال کے واسطے کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا اور سال کے بعد وجہ اللہ تعالیٰ کھانا کھلانا بھی درست ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۶۸ حد نہیں ہو گئی۔ مولوی صاحب کے دوغلا پالیسی کی کہ میلاد شریف تو ناجائز ہے اور سالگرہ جائز ہے۔ میلاد شریف میں بھی کھانا کھلایا جاتا ہے مکان مسجد سجائی جاتی ہے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ دوستو کو بلا کر کھانا کھلایا جاتا ہے۔ وہاں بھی خوشی

یہاں بھی خوشی میلاد ناجائز۔ سالگرہ جائز۔ اگر میلاد ناجائز ہے کہ سرکار نہیں منایا صحابہ نے نہیں منایا۔ ولیوں نے نہیں منایا۔ تو مولوی صاحب ذرا وہ کتاب ہمیں بھی دکھائیں جس میں یہ بات موجود ہو کہ سرکار نے اپنی سالگرہ منائی ہو۔ صحابہ نے منائی ہو اولیاء کرام نے منائی لیکن کسی کتاب میں یہ مسئلہ موجود نہیں، بلکہ سالگرہ تو عیسائی مناتے ہیں۔ انگریزوں کا طریقہ ہے۔ ہمیں طعنہ دیا جاتا ہے یہ میلاد منانا ہندوؤں اور عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ الحمدللہ ہم تو عیسائیوں اور ہندوؤں والا طریقہ نہیں اپناتے۔ یہ نجدیوں اور دیوبندیوں کا طریقہ ہے یہ سب مولوی صاحب نے کیوں لکھا کہ میلاد ناجائز اور سالگرہ جائز اس لئے کہ یہ اصل میں نبی کے دشمن انگریز کے ایجنٹ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سرکار کی گستاخی بے ادبی سے محفوظ فرمائے۔ جب تک ہم جئیں تو نبی پاک کے غلام ہو کر، جب مریں تو سرکار کے غلام ہو کر، حشر میں اٹھیں تو کملی والے کے گدا ہو کر۔ زبان پر کلمہ ہو، سینے میں اللہ تعالیٰ اور پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کی شمع ہو پھر سب سُنّیوں کا بیڑا پار ہو۔ اِن شاء اللہ۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ط
بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ o

طالبِ دُعا ء

ابوالوفا قادری فیض المصطفیٰ عتیقی

حال خطیب جامع مسجد غوثیہ، غوثیہ چوک مقام حیات سرگودہا

۲۸ شوال المکرم بروز ہفتہ ۱۴۲۰ھ

ذوقِ خطیب

(حصہ سوئم)

میلاد شریف پر انمول تحفہ

دائی حلیمہ کیسے میرے نبی کو لے گئی۔ میرے آقا نے کیسے حلیمہ کے گھر کو بھاگ لگایا۔ بشریت نبی پر نفیس بحث۔ سرکار کی وفات اور عام بندے کی وفات پر بحث۔ حیات النبی کے موضوع پر دلائل۔

عربی، فارسی، اردو، پنجابی ذوق کے لئے اشعار صفحات تقریباً ۵۰۰ پڑھیں گے۔ انشاء اللہ ایمان تازہ ہو گا۔

عنقریب آپ کے ہاتھوں میں

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

قابل مطالعہ کتب

- **فضائل الایام والشھور**
  مولانا نور محمد قادری
- **نورانی مواعظ** 6 جلد
  مولانا نور محمد قادری
- **فضائل درود شریف**
  مولانا نور محمد قادری
- **سیرت امام الانبیاء**
  سید سعید الحسن شاہ
- **طب نبوی مع رہبر زندگی**
  سید سعید الحسن شاہ
- **خاندان مصطفٰے**
  سید سعید الحسن شاہ
- **کنز الخطیب** ۱۲ جلد
  علامہ محمد دین چشتی
- **نورانی زیور**
  مولانا نور محمد قادری
- **بزرگوں کے عقیدے**
  مفتی جلال الدین احمد امجدی
- **ماہ اجمیر**
  علامہ [illegible]
- **ستر ہزار فرشتے**
  مولانا محمد صدیق ملتانی
- **مقامات نبوت**
  سید افتخار الحسن شاہ
- **مقامات صحابہ**
  سید افتخار الحسن شاہ
- **خاکِ کربلا**
  سید افتخار الحسن شاہ
- **المعراج**
  سید افتخار الحسن شاہ
- **ماہ کنعان**
  سید افتخار الحسن شاہ
- **درة التاج فی مسئلہ المعراج**
- **شجاعت صحابہ**
  مولانا محمد مقبول احمد سرور

فیصل آباد